انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

[illegible]

تحفہ قادیانیت

جلد پنجم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تحفۂ قادیانیت

مصنف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

تاریخ اشاعت : ستمبر 2010

ناشر :

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفتر مرکزیہ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
02132780337-02132780340

اشتراک

مکتبہ لدھیانوی

سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
Tel: 021-34130020 Cell: 0321-2115595, 0321-2115502

فہرست

مباہلے ۵
مباہلے کی حقیقت! ۶
تیسرا اور دلچسپ مباہلہ ۱۰
قادیانی جماعت کے امام مرزا طاہر احمد کے چیلنج کا جواب ۲۲
مرزا طاہر کے جواب تک ۵۶
مرزا طاہر پر آخری اتمامِ حجت ۷۳
قادیانی فیصلہ ۱۰۷
قادیانی اور فرضی مظالم کا پروپیگنڈا! ۱۷۰
قادیانی شبہات اور جوابات ۱۷۹
قادیانی شبہات ۱۸۰
قادیانی شبہات کے جوابات ۲۰۰
قادیانی اعتراضات کے جوابات ۲۳۲
فریب خوردہ قادیانیوں کی خدمت میں ۲۶۲
ختمِ نبوت اور اجرائے نبوت سے متعلق شبہات کا جواب ۲۷۰
قادیانی دہشت گرد ۲۹۷
ربوہ سے تل ابیب تک (حصہ اول) ۲۹۸
ربوہ سے تل ابیب تک... جواب الجواب (حصہ دوم) ۳۲۳
قادیانی اور اسرائیل ۳۷۹

مباہلے

مباہلے کی حقیقت!

سوال:... مباہلے کی حقیقت کیا ہے؟ اس بارے میں کلام مجید کی کون کون سی آیات کا نزول ہوا ہے؟ (اعجاز احمد خان)

جواب:... مباہلے کا ذکر سورۂ آل عمران (آیت:۶۱) میں آیا ہے، جس میں نجران کے نصاریٰ کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

"فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ
الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا
وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللهِ
عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔"

ترجمہ:... "پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصے میں، بعد اس کے کہ آچکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہہ دے: آؤ! بلاویں ہم اپنے بیٹے، اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں، اور تمہاری عورتیں، اور اپنی جان، اور تمہاری جان، پھر التجا کریں ہم سب، اور لعنت کریں اللہ کی ان پر، جو جھوٹے ہیں۔" (ترجمہ: شیخ الہندؒ)

اس آیت کریمہ سے مباہلے کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ جب کوئی فریق حق واضح ہوجانے کے باوجود اس کو جھٹلاتا ہے تو اس کو دعوت دی جائے کہ آؤ! ہم دونوں فریق اپنی عورتوں اور بچوں سمیت ایک میدان میں جمع ہوں اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں پر اپنی لعنت بھیجے۔ رہا یہ کہ اس مباہلے کا نتیجہ کیا ہوگا؟ وہ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے:

◆:... مستدرک حاکم (ج:۲ ص:۵۹۴) میں ہے کہ نصاریٰ کے سید نے کہا کہ: "ان صاحب سے ... یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... سے مباہلہ نہ کرو، اللہ کی قسم! اگر تم نے مباہلہ کیا تو دونوں میں سے ایک فریق زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔"

◆:... صحیح بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران سے مباہلے کا ارادہ فرمایا تو عاقب اور سید میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ: "ان صاحب سے مباہلہ نہ کیا جائے، کیونکہ اگر یہ نبی ہیں تو نہ ہم فلاح پائیں گے، اور نہ ہمارے بعد ہماری اولاد۔" (درمنثور ج:۲ ص:۳۸)

◆:... حافظ ابونعیم کی "دلائل النبوۃ" میں ہے کہ سید نے عاقب سے کہا: "اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ یہ صاحب نبی برحق ہیں، اور اگر تم نے اس سے مباہلہ کیا تو تمہاری جڑ کٹ جائے گی۔ کبھی کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ نہیں کیا کہ پھر ان کا کوئی بڑا باقی رہا ہو یا ان کے بچے بڑے ہوئے ہوں۔" (ایضاً ص:۳۹)

◆:... ابن جریر، عبد بن حمید اور ابونعیم نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت قتادہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: "اہل نجران پر عذاب نازل ہوا چاہتا تھا، اور اگر وہ مباہلہ کرتے تو زمین سے ان کا صفایا کردیا جاتا۔"

◆:... ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور حافظ ابونعیم نے "دلائل النبوۃ" میں امام شعبی کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: "میرے پاس فرشتہ اہل نجران کی ہلاکت کی خوشخبری لے کر آیا تھا، اگر وہ مباہلہ کرلیتے تو ان کے درختوں پر پرندے تک باقی نہ رہتے۔"

◆:... صحیح بخاری، ترمذی، نسائی اور مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: "اگر اہل نجران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرلیتے تو اس حالت میں واپس جاتے کہ اپنے اہل و عیال اور مال میں سے کسی کو نہ پاتے۔" (یہ تمام روایات درمنثور ج:۲ ص:۳۹ میں ہیں)۔

ان احادیث سے واضح ہے کہ سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے والے کا عذاب

الٰہی میں اس طرح مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے گھر کا بھی صفایا ہو جاتا ہے اور ان کا ایک فرد بھی زندہ نہیں رہتا۔

یہ تو تھا سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے کا نتیجہ! اب نبی کے مقابلے میں جھوٹے نبی کے ساتھ مباہلے کا نتیجہ بھی سن لیجئے...! ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء کو مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم کا مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مباہلہ ہوا (مجموعہ اشتہارات: مرزا غلام احمد قادیانی ج:۱ ص:۴۲۴، ۴۲۸)۔ اس مباہلے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا غزنوی مرحوم کی زندگی میں ہلاک ہوگیا۔ مولانا مرحوم، مرزا قادیانی کے بعد ۹ سال سلامت باکرامت رہے، ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ان کا انتقال ہوا (رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۴۰)۔ اس مباہلے نے ثابت کردیا کہ مرزا جھوٹا تھا، کیونکہ خود مرزا قادیانی کا مسلّمہ اصول ہے کہ:

> ”مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو، وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔“
>
> (ملفوظات: مرزا غلام احمد قادیانی ج:۹ ص:۴۴۰)

مرزا کی موت پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل سے گواہی دے دی کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے گواہی دی کہ مرزا جھوٹا تھا، خود مرزا نے مندرجہ بالا عبارت میں... گواہی دی کہ میں جھوٹا ہوں، اس دن آسمان و زمین نے گواہی دی کہ مرزا جھوٹا تھا، تمام اہل علم اور اہل ایمان گواہی دیتے ہیں کہ مرزا جھوٹا تھا۔

مرزا قادیانی کے ماننے والوں میں... خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری... اگر حق و دیانت کی کوئی رمق ہوتی تو وہ ان عظیم الشان گواہیوں کو قبول کرکے مرزائیت سے فوراً توبہ کرلیتے، اور وہ خود بھی یہ سچی گواہی دیتے کہ مرزا جھوٹا تھا، لیکن افسوس! کہ قادیانیوں کے عوام تو ناواقف ہیں، حقیقت حال سے بے خبر ہیں، اور قادیانی لیڈر محض اپنے نفسانی جوش، اور اپنی گدی چلانے کے لئے حق و دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں، اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے مسلمانوں کو مباہلے کا چیلنج دے رہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے

ہی لوگوں کے بارے میں لکھا تھا:

> ”دُنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے، مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں، جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔“
>
> (ضمیمہ انجام آتھم ص:۲۱، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۰۵)

عجیب بات یہ ہے کہ قادیانیوں میں کوئی شریف آدمی اپنے لیڈروں سے یہ نہیں پوچھتا کہ: حضور! مباہلہ تو ایک بار ہوتا ہے، بار بار نہیں ہوتا، جب ایک صدی پہلے مرزا غلام احمد قادیانی مباہلہ کرچکا اور اس مباہلے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ دے دیا کہ مرزا جھوٹا تھا، تو دوبارہ مباہلے کی چیخ پکار محض ہم لوگوں کو احمق بنانے کے لئے نہیں تو اور کیا ہے...؟

دُوسرے یہ کہ مباہلے کے لئے قرآنِ کریم کی رُو سے دونوں فریقوں کا اپنی عورتوں اور بچوں سمیت ایک میدان میں جمع ہوکر بددُعا و التجا کرنا ضروری ہے، آخر یہ کیسا مباہلہ ہے کہ آپ گھر بیٹھے بڑکیں مارتے ہیں، اور میدانِ مباہلہ میں نکلنے کی جرأت نہیں کرتے؟ اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ...؟

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ضمیمہ

دو دلچسپ مباہلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حق تعالیٰ شانہ کی عجیب شان ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے دجالوں اور مکاروں کے مکر و فریب کا پول کھول دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے خلق خدا کو گمراہ کرنے اور دنیا کا کوڑا جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قدم قدم پر ذلیل و رسوا کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے متعدد لوگوں سے مباہلے بھی ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر مباہلے کا فیصلہ مرزا قادیانی کے خلاف صادر فرمایا۔ جس کے نتیجے میں مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ہر خاص و عام کے سامنے واضح کر دیا۔ اس کے چند نمونے میرے رسالہ ”قادیانی مباہلے“ میں آپ کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ مثلاً:

۱... مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم عیسائی کے مباحثے سے عاجز آ کر آخری دن مباہلہ کے طور پر یہ پیش گوئی جڑ دی کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پندرہ مہینے کے اندر اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور صاف صاف الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ:

> ”میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے

> لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جاوے، رو سیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے ......اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"
>
> (خزائن ج:۶ ص:۲۹۲، ۲۹۳)

اس مباہلہ کا نتیجہ سب کے سامنے آیا، مرزا کا حریف آتھم پادری پندرہ مہینے میں نہیں مرا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک پادری کے مقابلے میں مرزا کو ذلیل اور رو سیاہ کیا، اور لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو خود اس کے اپنے الفاظ میں: "تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی" کہنے پر مجبور ہوئے۔

۲:... مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا عبدالحق غزنویؒ سے رو در رو مباہلہ کیا، اور مباہلہ کے بعد مرزا قادیانی، مولانا عبدالحق غزنویؒ کی زندگی میں ہلاک ہوگیا، جبکہ اس کا اپنا اقرار تھا کہ:

> "مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔"
>
> (مرزا قادیانی کے ملفوظات ج:۹ ص:۴۴۰)

مرزا قادیانی کے مولانا عبدالحقؒ کی زندگی میں مرنے سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی، مولانا عبدالحق غزنویؒ کے مقابلے میں جھوٹا تھا، اور مولانا عبدالحق غزنویؒ نے اپنے مباہلہ میں جو دعویٰ کیا تھا کہ: "مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے سب کے سب دجال وکذاب، کافر وملحد اور بے ایمان ہیں۔" ان کا یہ دعویٰ بالکل صحیح ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

۳:... مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاوّل

۱۳۲۵ھ کو ایک اشتہار شائع کیا، جس کا عنوان تھا:

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ"

اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان کو مخاطب کرکے لکھا کہ:

> "اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔"
>
> (مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج:۳ ص:۵۷۸)

اور پھر مرزا نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے فیصلہ طلب کرنے کے لئے یہ دعا کی کہ:

> "اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے، اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے ...... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما، اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔" (مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج:۳ ص:۵۷۹)

اور اشتہار کے آخر میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ:

> "بالآخر مولوی صاحب سے میری التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں، اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

چنانچہ مرزا قادیانی کی فرمائش کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے

پرچے "اہلِ حدیث" میں مرزا کا پورا اشتہار لفظ بلفظ چھاپ دیا، اور اس کے نیچے جو چاہا لکھ دیا۔ چونکہ مرزا قادیانی یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں دے چکا تھا، اس لئے مرزا کے اس اشتہار کے بعد مرزائیوں اور مسلمانوں کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے؟ بالآخر ایک سال بعد فیصلۂ خداوندی کا اعلان ہوا، اور ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضے سے مرزا غلام احمد قادیانی کو ہلاک کر دیا، اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے اکتالیس سال بعد تک سلامت باکرامت رہے۔

اس فیصلۂ خداوندی سے ایک بار پھر ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی واقعی مفسد وکذاب اور مفتری تھا، جیسا کہ مولانا ثناء اللہ مرحوم "اپنے ہر ایک پرچے میں اس کو یاد کرتے تھے۔"

آج کی صحبت میں ہم قارئین کو مرزا قادیانی کے دو مزید دلچسپ مباہلوں سے روشناس کراتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے دجال وکذاب ہونے کا واضح اعلان فرمایا۔

پہلا مباہلہ

حافظ محمد یوسف اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان

حافظ محمد یوسف ضلع دار امرتسری پہلے فرقۂ اہلِ حدیث کے ممتاز رکن تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنویؒ سے خاص اعتقاد رکھتے تھے، لیکن کچھ عرصہ بعد مرزائی جال میں پھنس کر... نعوذ باللہ... مرتد ہوگیا، مرتد ہونے کے بعد مرزا قادیانی کا نہایت غالی معتقد ثابت ہوا، شب و روز مرزائیت کی تبلیغ اور نشر و اشاعت اس کا محبوب مشغلہ تھا، مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں اس کے بارے میں لکھا:

> "حافظ محمد یوسف صاحب جو ایک مردِ صالح بے ریا متقی اور متبع سنت اور اوّل درجے کے رفیق اور مخلص مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہیں۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۴۷)

۲۳ر شوال ۱۳۱۰ھ (مطابق ۱۹؍اپریل ۱۸۹۳ء) کی شب کو حافظ محمد یوسف

مرزائی نے مرزا قادیانی کی حقانیت پر مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا۔ مباہلہ کا موضوع یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے مرتد اور دجال و کذاب ہیں یا مسلمان ہیں۔ مولانا غزنوی کا موقف یہ تھا کہ مرزا اور مرزا کے چیلے حکیم نورالدین اور محمد احسن امروہی مسلمان نہیں، بلکہ مرتد اور دجال و کذاب ہیں۔ اور حافظ صاحب کا مباہلہ اس پر تھا کہ وہ مسلمان ہیں۔

اس مباہلہ کو ہوئے ابھی ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنے مرید حافظ محمد یوسف مرزائی کی تائید میں ۲۵/اپریل ۱۸۹۳ء (مطابق ۸/شوال ۱۳۱۰ھ) کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا:

"اشتہار مباہلہ"

"میاں عبدالحق غزنوی و حافظ محمد یوسف صاحب"

اس اشتہار میں (جو مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات کی جلد اوّل میں صفحہ ۳۹۵ سے صفحہ ۴۰۰ تک درج ہے) مرزا قادیانی نے اس مباہلہ کی تفصیل درج ذیل الفاظ میں قلم بند کی ہے:

> "مجھ کو اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے ایک معزز دوست حافظ محمد یوسف صاحب نے ایمانی جوانمردی اور شجاعت کے ساتھ ہم سے پہلے اس ثواب کو حاصل کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حافظ صاحب اتفاقاً ایک مجلس میں بیان کر رہے تھے کہ مرزا صاحب یعنی اس عاجز سے کوئی آمادہ مناظرہ یا مباہلہ نہیں ہوا۔ اور اسی سلسلہ گفتگو میں حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عبدالحق نے جو مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا اب اگر وہ اپنے تئیں سچا جانتا ہے تو میرے مقابلے پر آوے، میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تب عبدالحق جو اسی جگہ کہیں موجود تھا، حافظ صاحب کے غیرت دلانے والے لفظوں سے طوعاً و کرہاً مستعد مباہلہ

ہو گیا۔ حافظ صاحب کا ہاتھ آ کر پکڑ لیا کہ میں قسم سے اسی وقت مباہلہ کرتا ہوں مگر مباہلہ فقط اس بارے میں کروں گا کہ میرا یقین ہے کہ مرزا غلام احمد و مولوی حکیم نورالدین اور مولوی محمد احسن یہ تینوں مرتدین اور کذابین اور دجالین ہیں۔ حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منظور کر لیا کہ میں اسی بارے میں مباہلہ کروں گا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں۔ تب اس بات پر حافظ صاحب نے عبدالحق سے مباہلہ کیا اور گواہان مباہلہ منشی محمد یعقوب اور میاں نبی بخش صاحب اور میاں عبدالہادی صاحب اور میاں عبدالرحمن صاحب غزنوی قرار پائے۔" (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۹۲)

چونکہ مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں مباہلہ کی تفصیل درج کرنے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ بہت سی غلط بیانیوں سے بھی کام لیا تھا اس لئے اس کے جواب میں مولانا عبدالحق غزنوی نے ۲۲ شوال ۱۳۱۰ھ کو ایک اشتہار شائع کیا (مولانا غزنوی کا یہ اشتہار مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات جلد اول کے حاشیہ میں صفحہ:۳۱۰ سے ۳۱۵ تک درج ہے)۔

اس اشتہار میں مولانا غزنوی، مرزا غلام احمد قادیانی کی غلط بیانیوں اور لاف و گزاف کا پردہ چاک کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" حافظ کے مباہلہ کی تفصیل یہ ہے کہ حافظ محمد یوسف جو مرزا کا اول درجے کا ناصر و مؤید و مددگار ہے۔ اس نے ۱۰ شوال بوقت شب مجھ سے بار بار درخواست مباہلہ کی۔ آخر الامر اس بات پر مباہلہ ہوا کہ مرزا (غلام احمد قادیانی) اور نورالدین و محمد احسن امروہی یہ تینوں مرتد اور دجال اور کذاب ہیں۔

چونکہ جو لعنت کا اثر ظاہر اس پر (یعنی حافظ محمد یوسف پر۔ ناقل) ہو اور جیسی ہوا الحمدللہ ایسی ہی (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کو بھی گریبان آ گئی اور عام طور پر اشتہار مباہلہ دے دیا۔ مرزا مجبور کرو۔

دیکھو! اللہ کیا کرتا ہے و کل شیء عندہ باجل مسمی، انہ حکیم حمید۔

مجھ کو دو روز پیشتر محمد یوسف کے مباہلے سے دکھایا گیا کہ میں نے ایک شخص سے مباہلہ کی درخواست کی اور یہ شعر سنایا:

بصورت بلبل و قمری اگر نہ گیری پند
علاج کے کنمت ، آخر الدوا الکی

(ترجمہ از ناقل: اگر تم بلبل اور قمری کی صورت میں نصیحت نہیں پکڑو گے، تو میں داغ دے کر تمہارا علاج کروں گا، کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ”آخری علاج داغ دینا ہے“۔)

اور بھی کچھ دیکھا جس کا بیان اس وقت مناسب نہیں۔ میں خود حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے؟ دو دن بعد یہ مباہلہ درپیش ہوا۔“ (حاشیہ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی ج:۱ ص:۴۲۴)

قارئین کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنوی دونوں کے مندرجہ بالا بیانات سے چند نکات نوٹ کر لئے ہوں گے:

۱:... مباہلہ مرزا کے مرید حافظ محمد یوسف اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان ہوا۔

۲:... مباہلہ کا موضوع یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے دونوں چیلے حکیم نورالدین اور محمد احسن امروہی مرتد اور دجال و کذاب ہیں یا نہیں؟

۳:... یہ مباہلہ ۲ر شوال ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۹ر اپریل ۱۸۹۳ء کی شب کو ہوا۔

۴:... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مرید کے مباہلہ کی نہ صرف بھرپور تصدیق کی بلکہ اس پر مسرت و شادمانی کے شادیانے بجائے، گویا اس مباہلہ کا جو نتیجہ بھی برآمد ہو، مرزا قادیانی نے اس کی ذمہ داری کو قبول کرنے کا اعلان کرنے کے لئے اشتہار دے دیا۔

اب قارئین کرام یہ پوچھتے ہوں گے کہ یہ تو ہوا مباہلہ! لیکن آخر مباہلہ کا انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس مباہلہ میں کس کو فتح دی؟ مباہلہ کا فیصلہ کس کے حق میں ہوا؟ اور

مباہلہ میں کون سچا نکلا اور کون جھوٹا ثابت ہوا؟

آج کل اس مباہلہ کے انجام کی خبر قادیانی اُمت کے لئے نہایت ہولناک اور بھونچال ثابت ہوگی، جس کے سنتے ہی قادیانی قصرِ خلافت میں زلزلہ آجائے گا۔

مباہلہ کا انجام

سنئے! اس مباہلہ کا انجام یہ نکلا کہ مباہلہ کے کچھ عرصہ بعد مولانا عبدالحق غزنویؒ کا حریف چاروں شانے چت ہوا:

۱:... حافظ محمد یوسف نے مرزائی ارتداد سے توبہ کرکے مولانا عبدالحقؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

۲:... اسلام لانے کے بعد حافظ صاحب مرزائیت کے بخیے اُدھیڑنے لگے، اور یہ اعلان کرنے لگے کہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام چیلے مرتد اور دجال و کذاب ہیں۔

۳:... مولانا غزنویؒ نے حافظ صاحب کا "مباہلہ" کے ذریعہ جو "آخری علاج" کیا تھا وہ بحمداللہ کارگر ثابت ہوا! اور مولانا مرحوم کی الہامی بشارت سچی ثابت ہوئی۔

قارئین کرام کو شاید یہ خیال گزرے کہ میں بغیر کسی ثبوت کے یہ دعویٰ کر رہا ہوں کہ مباہلہ کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے تھے، لیجئے! میں اس کا ثبوت بھی مرزا قادیانی کی تحریر ہی سے پیش کئے دیتا ہوں:

مرزا کا اشتہار بنام حافظ محمد یوسف

مرزا قادیانی کا رسالہ "اربعین" کھولئے، اس کے نمبر ۳ کے اشتہار کی پیشانی پر آپ کو جلی قلم سے یہ عبارت نظر آئے گی:

> "اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب
> ضلع دار نہر، اور ان کی اس اشتہار میں یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں
> جن کا نام ذیل میں درج ہے۔"

(اربعین نمبر ۳ ص:۱، مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۸۵)

اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے بارے میں جن

کی بات کا ظہور ہوا ہے۔ ایک نظر ان پر بھی ڈال لیجیے۔ اشتہار کے آغاز میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

> ”واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے اپنے ناسمجھ و شتاب کار مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں... یہ بیان کیا۔“
> (روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۸۷)

آگے چل کر لکھتا ہے:

> ”یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبداللہ غزنوی کے گروہ میں ہیں اور بڑے موحد مشہور ہیں۔“ (ایضاً ص:۳۸۸)

مزید لکھتا ہے:

> ”اور حافظ صاحب... نے اپنے چند قدیم دوستوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے من جانب اللہ ہونے کے امر سے کا انکار صاف کیا۔“ (ص:۳۹۱)

مزید لکھتا ہے:

> ”پھر معلوم نہیں کہ اب حافظ صاحب کو کیا ہو گیا... انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیرے۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گزر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سناتے رہے۔ اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔“ (ایضاً ص:۴۰۸)

مرزا قادیانی کے یہ اقتباسات اپنے مضمون میں بالکل واضح ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱: حافظ محمد یوسف صاحب ایک مولوی ہیں جو کہ مرزا کے پرجوش مرید ہے۔

۲: حافظ صاحب نے مرزا کے بعض مخالفوں (مولوی عبدالحق غزنوی) سے

مرزا کے صدق وکذب پر مباہلہ بھی کیا۔

۳:... اور مباہلہ کے بعد مرزا سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے، اور اس کو مفتری اور دجال وکذاب کہنے لگے، یہاں تک کہ مرزا کو ان کے خلاف اربعین نمبر ۳ کا انعامی اشتہار شائع کرنا پڑا (یہ اشتہار مرزا کی کتاب تحفہ گولڑویہ کے شروع میں بھی بطور ضمیمہ درج ہے)۔

قارئین کرام! مرزائیوں سے دریافت کریں کہ اس مباہلہ کے بعد، جو مولانا عبدالحق غزنوی اور حافظ محمد یوسف ضلع دار کے درمیان ہوا تھا، اگر خدانخواستہ مولانا عبدالحق، مرزا قادیانی پر ایمان لے آتے تو کیا مرزائی صاحبان اس کو مباہلہ کا نتیجہ قرار نہ دیتے؟ اور کیا اس کو مرزا قادیانی کی حقانیت کے طور پر پیش نہ کرتے؟ یقیناً ایسا کرتے؟

اب جبکہ مباہلہ کا نتیجہ الٹ ہوا کہ مولانا عبدالحق غزنوی نے اپنے حریف مباہلہ کو فتح کرلیا اور مولانا غزنویؒ کی طرح حافظ محمد یوسف صاحب بھی مرزا کو دجال وکذاب اور مفتری ومرتد سمجھنے اور کہنے لگے تو بتاؤ یہ مباہلہ کا نتیجہ ہے یا نہیں؟ اور اس مباہلہ کے نتیجے میں مرزا کا مرتد اور دجال وکذاب ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟

”بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر“

دوسرا مباہلہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور لیکھرام

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک آریہ لالہ مرلی دھر سے مباحثہ کیا، جس کی تفصیل اس کی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ میں درج ہے۔ مرزا اپنے حریف کو مباحثے میں شکست دینے سے حسب عادت عاجز رہا تو اس کتاب کے آخر میں آریوں کو دعوت مباہلہ دے ڈالی۔ مرزا کی دعوت مباہلہ کا متن ملاحظہ فرمایا جائے:

> ”اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالے کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد چھوڑنا نہ چاہے اور اپنے کفریات سے باز نہ آئے تو ہم خدائے تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پاکر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔“ (رسالہ سرمہ چشم آریہ مندرجہ روحانی خزائن ج:۲ ص:۲۲۲)

'' آخری امر مباہلہ ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ مباہلہ کے لئے وید خواں ہونا ضروری نہیں۔ جاہل یا تمیز اور نیک یا عزت اور متصور آریہ ضرور چاہئے جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے۔ سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر منشی اندرمن صاحب مراد آبادی اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز ہوں اور وید کی طرف منسوب کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں کہ اگر وہ ویدی ان تعلیموں کو جن کو کسی قدر ہم اس رسالہ میں تحریر کر چکے ہیں در حقیقت صحیح اور سچے سمجھتے ہیں اور ان کے مقابل جو قرآن شریف کے اصول و تعلیمیں اسی رسالہ میں بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو وہ آویں ہم سے مباہلہ کر لیں اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پا کر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہو جائیں اور ہر ایک فریق مجمع عام میں اٹھ کر اس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین قلم بند کیا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اسی کو سچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں ہم پر اسی دنیا میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض جو عبارتیں پیرو کاغذ مباہلہ میں مندرج ہیں جو جانبین کے اعتقاد میں بحالت دروغ کوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر ان کی تصدیق کرنی چاہئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت ہوگی۔ پھر اگر برس گزرنے کے بعد مؤلف رسالہ ھذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قائل تاوان پانسو روپیہ

ٹھہرے گا۔ جس کو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ بآسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کر دیا جائے گا۔ اور درحالت غلبہ خودبخود اس روپیہ کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا۔ اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے۔ کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں مضمون ہر دو کاغذ مباہلہ کو لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں۔ والله الموفق۔" (ایضاً ص۲۵۰،۲۵۱)

قارئین کرام! مرزا کی اس طویل عبارت کو بغور پڑھیں اور درج ذیل تین نکات کو نوٹ کر لیں:

اوّل:... مرزا کی طرف سے تمام آریوں کو دعوت مباہلہ۔

دوم:... اس مباہلہ کا اثر ظاہر ہونے کے لئے ایک سال کی میعاد۔

سوم:... ایک سال کے عرصے میں اگر فریق مخالف پر مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہوا یا اس عرصے میں مرزا پر مباہلہ کا وبال نازل ہو جائے دونوں صورتوں میں مرزا کا جھوٹا ثابت ہوگا۔

اس کے بعد مرزا نے اپنی طرف سے مباہلہ کا ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔ اس کے آخر پر بھی یہ فقرہ ہے:

"سو اے خدائے قادر مطلق تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے بیانات میں اور اپنے عقائد میں جھوٹا ہے...... اس پر تو اے قادر کبیر! ایک سال تک کوئی اپنا عذاب نازل کر۔" (ایضاً ص:۲۵۲،۲۵۵ ملخصاً)

اس کے بعد مرزا نے آریوں کی طرف سے دعائے مباہلہ لکھی ہے اور اس کے آخر میں بھی یہ فقرہ ہے:

"جو شخص تیری نظر میں کاذب اور دروغ گو ہے...... اس کو اے ایشر! ایسے دکھ کی مار پہنچا...... کہ ایک سال کے عرصے

تب لعنت کا اثر اس کو پہنچ جائے۔“ (ایضاً ص:۲۵۵ ملخصاً)

قارئین کرام! تعجب ہے کہ اس اقتباس میں مباہلہ کے اثر ظاہر ہونے کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔

پنڈت لیکھرام، مرزا کی دعوت مباہلہ قبول کرتا ہے

مرزا کی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ (جس کے اقتباسات اوپر نقل کئے گئے ہیں) کے جواب میں پنڈت لیکھرام نے ”تکذیب براہین احمدیہ“ کے نام سے ایک کتاب لکھی (جس کی تاریخ اشاعت ۱۸۸۷ء) جس میں مرزا کی دعوت مباہلہ قبول کرتے ہوئے پنڈت لیکھرام نے درج ذیل الفاظ میں مباہلہ شائع کیا:

> ”اے پرمیشور! ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے، معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جلدی کر اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تاکہ جہالت و تعصب اور جور و ظلم کا ناش ہو، کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔ راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور۔“ (تکذیب براہین احمدیہ ص:[illegible] بحوالہ ”تبلیغ رسالت“ ج:[illegible] ص:[illegible] شائع کردہ مرزائی)

مرزا قادیانی نے مباہلہ میں ہار جانے کی صورت میں پانچ سو روپیہ جرمانہ دینے کا وعدہ کیا تھا (جیسا کہ اوپر کے اقتباسات میں آپ پڑھ چکے ہیں)، اس پانچ سو کے انعام کے جواب میں پنڈت لیکھرام نے لکھا:

> ”مرزا جی نے اپنی قدیم عادت کے بموجب پانچ سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے، مگر ہم ان کے وعدے کو اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں:
>
> گر جاں طلبی مضائقہ نیست
> گر زر طلبی سخن دریں است

> جس میں ان کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا حال بخوبی معلوم ہے، اور قرض داری کا حال بھی ہمیں تحقیق نہیں۔ ہاں ہم لکھے دیتے ہیں کہ مرید خاکسار ذیل کردہ پانسو روپیہ مرزا صاحب کو ان کی نئی شادی[1] کے لئے، جس کے متعلق ان کو ابھی ایک تازہ الہام ہوا ہے، بطور تنبول کے نذر کرتے ہیں۔"
>
> (تحفۂ احمدیہ بحوالہ تکذیب قادیان ج:۲ ص:۱۲۱)

پنڈت لیکھرام کے ان دو اقتباسات میں سے دو باتیں واضح ہوئیں:

اوّل:۔۔ پنڈت جی نے مرزا کا مباہلہ کا چیلنج قبول کرلیا۔

دوم:۔۔ مرزا نے "ہنچ ہارنے" کی صورت میں پانسو روپیہ ہرجانہ دینے کی جو پیشکش کی تھی، پنڈت جی نے اسے محض "مرزا کا زبانی جمع خرچ" تصور کرتے ہوئے اس سے دست برداری کا اعلان کردیا، اور بطور تبرّع اس زمانے کے لحاظ سے یہ خطیر رقم مرزا کی "نئی الہامی شادی" کے لئے بطور نذرانہ معاف کردی۔

مرزا قادیانی کی تصدیق کہ لیکھرام نے مباہلہ منظور کرلیا

مندرجہ بالا بیانات اگرچہ بالکل واضح ہیں، لیکن قارئین کے مزید اطمینان کے لئے مناسب ہوگا کہ خود مرزا قادیانی کی تصدیق بھی ثبت کرادی جائے کہ اس نے "سرمہ چشم آریہ" میں آریوں کو جو دعوتِ مباہلہ دی تھی، پنڈت لیکھرام نے اس کو منظور کرلیا تھا، سنئے! مرزا قادیانی لکھتا ہے:

> "واضح ہو کہ میں نے "سرمہ چشم آریہ" کے خاتمے میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔۔۔ پھر اسی تحریر پر

---

(۱) "نئی شادی" سے پنڈت جی کا اشارہ محمدی بیگم کی طرف ہے، جس کے الہامات مرزا کو ان دنوں بکثرت ہو رہے تھے، یہ قصہ بھی "تازہ الہام" ہوا تھا کہ: "زوجنٰکھا" یعنی اے مرزا! ہم نے اس سے تیرا نکاح آسمان پر کردیا ہے" لیکن افسوس کہ یہ تمام الہامات غلط نکلے، آسمانی نکاح تشنۂ تکمیل ہوکر رہ گئے اور مرزا کی حسرتیں "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" کا مصداق بنے ہوئے دنیا سے بے نیل و مرام رخصت ہوگئے۔

پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب ’’خبط احمدیہ‘‘ میں جو ۱۸۸۸ء میں اس نے شائع کی تھی ... میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ’’خبط احمدیہ‘‘ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں، بنابریں اپنے اوستادوں اور ان کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولے پر کہ ’’دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید‘‘ عمل کرکے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنی مباہلہ کو) منظور کرتا ہوں۔‘‘

مضمون مباہلہ

’’میں نیاز الانام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنف ’’تکذیب براہین احمدیہ‘‘ و رسالہ ہذا (یعنی نسخہ خبط احمدیہ) اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کرکے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک رسالہ ’’سرمہ چشم آریہ‘‘ کو پڑھ لیا اور ایک بار نہیں، بلکہ کئی بار اس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا، بلکہ ان کے بطلان کو بدرستی معروض رسالہ ہذا میں شائع کیا، میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا، اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں۔‘‘ (آگے طویل مضمون کے بعد اخیر میں لکھا ہے)

’’اے پرمیشر! ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر، کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔‘‘

’’راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب۔‘‘

(روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴ ملخصاً)

مباہلہ کا انجام

مرزا اور لیکھرام کے مباہلہ کی پوری کہانی قارئین کے سامنے آچکی ہے، قارئین بڑی بے چینی سے یہ جاننے کے منتظر ہوں گے کہ مباہلہ کی یہ جنگ کس نے جیتی؟ کس کی فتح ہوئی؟ کس کو ذلت آمیز شکست کا منہ دیکھنا پڑا؟

قارئین! نتیجہ کا اعلان سننے سے پہلے مباہلہ کی شرائط ایک بار پھر پڑھ لیجئے:

۱:... اگر مرزا کے حریف پر ایک سال میں عذاب نازل ہوا تو مرزا کی فتح اور اس کے حریف کی شکست تصور کی جائے گی۔

۲:... مرزا کی شکست کی دو صورتیں ہوں گی، اور دونوں صورتوں میں مرزا اپنے حریف کو پانسو روپیہ جرمانہ دے گا۔

الف:... مرزا پر وبال نازل ہو تب بھی مرزا کی شکست اور اس کے حریف کی فتح۔

ب:... اور اگر ایک سال کے اندر حریف پر وبال نازل نہ ہو تب بھی مرزا کی شکست اور حریف کی فتح۔

۳:... مباہلہ کی میعاد صرف ایک سال ہے جو تماشا ہوگا وہ اسی ایک سال میں ہوگا، اس کے بعد نہیں۔

قارئین! پنڈت لیکھرام نے ۱۸۸۸ء میں مرزا کی دعوتِ مباہلہ منظور کی تھی۔ آپ سوچ کر بتائیں کہ اس پر کب تک عذاب نازل ہوجانا چاہئے تھا؟ آپ کا ایک ہی جواب ہوگا:

۱۸۸۹ء کے آخر تک

لیکن افسوس! کہ ۱۸۸۹ء کے آخر تک لیکھرام پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا، وہ مارچ ۱۸۹۷ء تک زندہ سلامت رہا۔

قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ مباہلہ میں کس کی جیت ہوئی؟ اور مرزائیوں سے بھی دریافت کریں۔ فیصلۂ خداوندی کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی پنڈت لیکھرام سے بھی بدتر ثابت ہوا کہ مرزا کے مقابلے میں حق تعالیٰ نے اس کو فتح دی۔

قادیانی جماعت کے امام مرزا طاہر احمد کے چیلنج کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جرمنی کے قادیانیوں نے مسلمانوں کے نام مرزا طاہر احمد کا ایک چیلنج شائع کیا ہے، جس کا عنوان ہے:

"حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا
مخالفین کو چیلنج"

یہ ایک صفحے کی تحریر ہے، جس میں مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنی عادت کے مطابق "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کی خوب گردان کی ہے۔ ہمارے احباب نے ہمیں یہ پرچہ بھجوایا، اور ساتھ ہی ذکر کیا کہ اس چیلنج کے بل بوتے پر قادیانیوں نے یہاں اودھم مچا رکھا ہے، مناسب ہے کہ اس کا جواب لکھا جائے۔

ہم نے اسے پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ پوری تحریر جھوٹ کا پلندہ ہے، اور اس کا ایک ایک فقرہ غلط ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب نے اس چیلنج کو اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرنے سے پہلے شاید مؤکد بعذاب حلف اٹھایا تھا کہ:

"یا اللہ! آپ گواہ رہئے کہ میں اس چیلنج میں ایک حرف
بھی سچا نہیں لکھوں گا۔"

اور پھر اپنے حلف کو خوب خوب نبھایا۔ ہمیں مرزا طاہر صاحب کے رویے سے تعجب ہے، نہ شکایت، اس لئے کہ ایک "جھوٹے نبی" کے جھوٹے نائب کو ایسا ہی

چاہئے، مرزا طاہر صاحب جس کا کامل و مکمل مرقع ہے، مرزا غلام احمد کی ایک ایک بات جھوٹ تھی، حتیٰ کہ وہ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں بھی جھوٹ بولتا تھا (قارئین کرام کی خدمت میں ان شاء اللہ اس کا دلچسپ ثبوت پیش کروں گا) اس لئے مرزا طاہر کی ایک صفحے کی تحریر کا اگر ایک ایک فقرہ غلط اور جھوٹ ہو تو ذرا بھی تعجب نہیں کہ یہ اس کے باپ دادا کی میراث ہے۔ البتہ قادیانی صاحبان پر تھوڑا سا تعجب ضرور ہے کہ انہوں نے دین تو مرزا طاہر صاحب کے قدموں میں چھوڑ دیا ہی تھا، عقل کو بھی مرزا طاہر صاحب کی خاطر خیرباد کہہ دیا؟ شاید ان صاحبان نے شیخ سعدیؒ کی حکایت پر عمل کیا ہوگا:

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

بہرحال مرزا طاہر کی تحریر کا ایک ایک فقرہ حرف بہ حرف نقل کرکے اس کا جواب لکھتا ہوں، اور دنیا بھر کے اہل عقل کو منصف بناتا ہوں کہ مرزا طاہر کے الزام اور میرے جواب کو واقعات کی روشنی میں پرکھیں، تاکہ ان کے سامنے جھوٹے کا جھوٹ عالم آشکارا ہو جائے۔ یقین ہے کہ مرزا طاہر کے جھوٹے چیلنج کی حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد اہل انصاف بے اختیار بول اٹھیں گے: "لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔"

نوٹ: مرزا طاہر کی عبارت اقتباس کی شکل میں دے کر "جواب" کے لفظ سے اس پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

محمد یوسف لدھیانوی

۲۲/۶/۱۴۰۹ھ

مرزا طاہر اپنے چیلنج میں لکھتا ہے:

۱:... "ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) رسول اللہ کی پیش گوئیوں کے مطابق امتی نبی تھے۔"

جواب:... مرزا غلام احمد قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا مصداق کہنا مرزا طاہر کا سب سے بڑا جھوٹ ہے، کیونکہ مرزا قادیانی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا ایک حرف بھی صادق نہیں آتا، بطور مثال مرزا طاہر کے والد مرزا محمود کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" ص:۱۹۲ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی نقل کرتا ہوں، جس کا ترجمہ خود مرزا محمود کے قلم سے درج ذیل ہے:

"انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب اسے دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا، گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو، اور وہ صلیب کو توڑے گا، اور خنزیر کو قتل کرے گا، اور جزیہ ترک کردے گا، اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا، اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہوجائیں گے اور صرف اسلام رہ جائے گا، اور شیر اونٹوں کے ساتھ، اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے، عیسیٰ بن مریم چالیس سال رہیں گے، اور پھر فوت ہوجائیں گے، اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۹۲)

اس پیش گوئی کو مرزا کے حالات سے ملائیے اور دیکھئے کہ کیا اس پیش گوئی کا ایک حرف بھی مرزا قادیانی پر صادق آتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!

درج ذیل سوالات پر غور کیجئے!

۱:... کیا مرزا عیسیٰ بن مریم تھا؟ نہیں!

۲:... کیا مرزا سرخ و سفید رنگت کا تھا؟ نہیں! (اگر مرزا طاہر کو یقین نہ آئے تو آئینہ میں اپنی شکل دیکھیں، اور اندازہ کرلیں کہ ان کا دادا بھی ایسا ہی ہوگا)۔

۳:... کیا مرزا زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے نازل ہوا تھا؟ نہیں!

۴:... کیا اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا؟ نہیں!

۵:... کیا مرزا نے صلیب توڑ دی؟ نہیں!

۶:... کیا خنزیر کو قتل کردیا؟ نہیں!

۷:... کیا مرزا کے زمانے میں اسلام کے سوا سارے مذاہب مٹ گئے، صرف اسلام باقی رہ گیا؟ نہیں!

۸:... کیا مرزا کے زمانے میں کسی نے شیروں کو اونٹوں کے ساتھ، چیتوں کو گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتے دیکھا؟ نہیں!

۹:... کیا کسی نے قادیانی بچوں کو سانپوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا؟ نہیں!

۱۰:... کیا مرزا دعویٰ مسیحیت کے بعد چالیس سال زمین پر ٹھہرا؟ نہیں!

(بلکہ اس نے ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرگیا، مدتِ قیام کل ۱۷ سال، ۴ مہینے، ۲۵ دن)۔

۱۱:... کیا مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی؟ نہیں!

معلوم ہوا کہ مرزا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا مصداق نہیں تھا، لہٰذا مرزا کا دعویٰ بھی جھوٹا، اور مرزا طاہر کا اس پر فخر بھی جھوٹا۔ اب وہ اپنے حق میں اپنے دادا کے حق میں اور ان جھوٹے کو ماننے والوں کے حق میں جتنی بار چاہیں: "لعنۃ اللہ علی

الکاذبین" پڑھ لیں۔

۲:... "رسول اللہ کی پیش گوئیاں لازماً سچی ہیں۔"

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں بلاشبہ سچی ہیں، برحق ہیں، اور ہر مسلمان ان پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن مرزا طاہر کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کو سچی کہنا اس کا جھوٹ ہے: "واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون" اس لئے کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کو، جو ابھی نمبر ایک میں نقل کی گئی، سچی سمجھتا تو اپنے دادا مرزا غلام احمد کو ہرگز مسیح موعود نہ سمجھتا، بلکہ اس پر سو سو بار لعنت بھیجتا۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور پیش گوئی ملاحظہ فرمائیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد شادی کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی، یتزوج ویولد لہ۔" (مشکوٰۃ ص:۴۸۰)

مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ اس پیش گوئی میں شادی سے خاص شادی اور اولاد سے خاص اولاد مراد ہے جو بطور نشان کے ہوگی، یعنی محمدی بیگم سے مرزا کی شادی ہوگی اور اس سے خاص اولاد پیدا ہوگی۔ (ملخصاً حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۳، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۷)

دنیا جانتی ہے کہ مرزا کی محمدی بیگم سے یہ شادی نہیں ہوئی، اس سے خاص اولاد کے پیدا ہونے کا کیا سوال؟ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری!

اگر مرزا طاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کو سچا سمجھتا تو دادا مرزا غلام احمد کو جھوٹا جانتا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی مرزا قادیانی کے حق میں پوری نہیں ہوئی۔

معلوم ہوا کہ مرزا طاہر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں پر ایمان نہیں، اور اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں لازماً سچی ہیں۔" اب وہ جتنی بار چاہے اپنے لئے "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کا وظیفہ پڑھے، اور قادیانوں

کو بھی چاہئے کہ مرزا طاہر کے حق میں یہ وظیفہ دن رات پڑھا کریں۔

۳:... "کوئی مسیح سچا نہیں ہوسکتا جب تک نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔"

جواب:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو سب کو معلوم ہوگا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم رسول اللہ ہیں جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اس لئے نہ ان کو نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے کی ضرورت ہوگی، نہ اپنی رسالت و نبوت منوانے کے لئے کاغذی پمفلٹ بانٹنے کی حاجت ہوگی۔ چنانچہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد یہ دعویٰ کریں گے:

"یاایہا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا"

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا رسالت و نبوت کے دعوے کرنا خالص جھوٹ تھا، اور مرزا طاہر کا یہ کہنا کہ "مسیح سچا نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ رسول اور نبی ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔" یہ بھی نرا جھوٹ ہے۔

اب اس جھوٹ پر مرزا طاہر اپنے اور اپنے دادا کے حق میں جتنی بار چاہے "لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین" کا وظیفہ پڑھا کرے۔

۴:... مرزا طاہر کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے دادا (مرزا غلام احمد قادیانی) نے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔

ادھر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مدعی نبوت ملعون ہے، کاذب ہے، کافر ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے، چنانچہ اپنے اشتہار ۲۰؍شعبان ۱۳۱۴ھ (مطابق ۲۵؍جنوری ۸۹۷ء) میں لکھتا ہے:

"اس پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج:۲ ص:۲۹۷)

۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء کے اشتہار میں لکھتا ہے:

”سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے
بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔“
(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۲۳۰)

اور اسی طرح ”آسمانی فیصلہ“ میں لکھتا ہے:

”میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو اسلام سے
خارج سمجھتا ہوں۔“ (آسمانی فیصلہ ص:۳)

گویا مرزا طاہر کے جد امجد کے عقیدے کے مطابق ایک کاذب، چونکہ مدعی نبوت تھا اس لئے ملعون تھا، کاذب تھا، کافر تھا اور دائرۂ اسلام سے خارج تھا۔ مرزا طاہر کو چاہئے کہ ایسے کاذب، کافر اور ملعون پر کم از کم ایک ایک تسبیح ”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“ کی پڑھا کرے۔

۵:... ”جب مباہلہ کا چیلنج دیں تو اس وقت تو بے شمار بہانے بنا کر بھاگ گئے ہیں۔“

جواب:... یہ مرزا طاہر کا سفید جھوٹ ہے کہ ان کے مخالفین ان کا چیلنج قبول نہیں کرتے، بلکہ بہانے بنا کر بھاگ جاتے ہیں۔ امید ہے کہ اس سفید جھوٹ پر ان کو قادیانی بھی ہزار بار ”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“ کا تحفہ پیش کریں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ مرزا طاہر نے جون ۱۹۸۸ء میں مسلمانوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا، مسلمانوں نے اس چیلنج کو علی الاعلان قبول کیا، لیکن ”مرزا جی“ بھاگ گئے۔ خود راقم الحروف کے نام بھی مرزا طاہر نے مباہلہ کے چیلنج کی ایک کاپی بھجوائی تھی، میں نے مرزا طاہر کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ان کو لکھا تھا کہ: آپ کے دادا جان کا جو پچاس سالہ قرض ہے، پہلے تو اس کو ادا کیجئے، اور پھر وقت اور تاریخ کا اور جگہ کا تعین کرکے مجھے اطلاع فرمادیجئے، آپ جہاں کہیں گے، اور جب کہیں گے مباہلہ کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔ میرا یہ جواب ”مرزا طاہر کے نام“ سے چھپا ہوا موجود ہے، جس میں میں نے جلی قلم سے لکھا تھا:

> ”آیئے! اس فقیر کے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں قدم رکھئے، اور پھر میرے مولا کریم کی عزت وجلال اور قہر کی تجلی کا بھی آنکھوں سے تماشا دیکھئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر وہ مباہلہ کے لئے نکل آتے تو ان کے درختوں پر ایک پرندہ بھی زندہ نہ بچتا۔ آیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کے مقابلے میں میدان مباہلہ میں نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ایک بار پھر دیکھ لیجئے۔“

مجھے یقین تھا کہ مرزا طاہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ادنیٰ غلام کے مقابلے میں بھی میدان مباہلہ میں اترنے کی کبھی جرأت نہیں کرسکتا، کیونکہ اس کو سو فیصد یقین ہے کہ وہ خود بھی، اس کا باپ بھی، اس کا دادا بھی، سب کے سب جھوٹے ہیں، اس لئے میں نے مرزا طاہر کی غیرت کو للکارتے ہوئے مزید لکھا تھا:

> ”اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ آگ کے اس سمندر میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے، اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا تو پسند کرلیں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نالائق امتی کے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔“

مرزا طاہر کو اگر ذرا بھی غیرت ہوتی اور اس کو اپنی سچائی کا ذرا بھی خیال ہوتا تو میرے ان الفاظ کو پڑھ کر ممکن نہیں تھا کہ کم از کم میرے اس دعوے ہی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے میدان مباہلہ میں نہ آتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے ایک نالائق امتی کے الفاظ کی لاج رکھ لی، مرزا طاہر نے ذلت کی موت مرنا تو پسند کیا مگر اس نے میدان مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کی، اس طرح

میری پیش کش قبول کی تھی۔

میرے اس خط کے جواب میں مرزا طاہر کے سیکریٹری کا جواب آیا کہ مباہلہ کے لئے میدانِ مباہلہ میں آمنے سامنے آنے کی ضرورت نہیں، تم بھی گھر بیٹھے مرزا طاہر کی طرح "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کی پتنگ بازی کرتے رہو، بس اسی کا نام مباہلہ ہے۔

اس کے جواب میں اس ناکارہ نے "مرزا طاہر پر اتمامِ حجت" نامی رسالہ شائع کیا۔ جس میں قرآن و حدیث اور خود مرزا غلام احمد کی تحریروں سے ثابت کیا کہ مباہلہ کا مسنون اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ دونوں فریق ایک میدان میں جمع ہوں، اور مل کر "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کہیں۔ میں نے اس رسالہ میں مرزا غلام احمد کی درج ذیل تحریر کا بھی حوالہ دیا کہ:

> "اور میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدانِ مباہلہ میں آویں، اور اگر نہ آئے، اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔"
>
> (انجامِ آتھم ص:۶۹، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۶۹)

میں نے مرزا طاہر کو یہ بھی لکھا کہ اگر آپ پاکستان نہیں آسکتے تو میں آپ کو سفر کی زحمت نہیں دیتا، چلئے آپ "لندنی اسلام آباد" ہی کو میدانِ مباہلہ قرار دے کر تاریخ کا اعلان کر دیجئے:

> "یہ فقیر آپ کے مستقر پر حاضر ہو جائے گا، اور جتنے رفقا آپ فرمائیں گے، اتنے افراد کو اپنے ساتھ لے آئے گا... دیکھئے! اب میں نے آپ کا کوئی عذر نہیں چھوڑا، اب آپ کو آپ کے خدا کے الفاظ میں غیرت دلاتا ہوں کہ:
>
> "آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے

> تاریخ و مقام مقرر کرکے جلد مباہلہ کے میدان میں آجائیں، ورنہ خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔"

میرے اس چیلنج کو سات سال گزر رہے ہیں، لیکن مرزا طاہر کو اب تک جرأت نہیں ہوئی کہ اس چیلنج کو قبول کرے، میں آج تک اس کے جواب کا منتظر ہوں، لیکن وہ آج تک خدا کی لعنت کے نیچے ہے، اور ان شاء اللہ اسی خدائی لعنت کے نیچے مرے گا۔

مگر شاباش! مرزا طاہر کی اس غیرت و حیا پر کہ خود مباہلے سے راہ فرار اختیار کرتا پھرتا ہے اور دوسروں پر بھاگنے کا جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ مرزا طاہر کو چاہئے کہ اپنے اس جھوٹ پر صبح و شام "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" پڑھا کرے۔ مرزا طاہر کی جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ میرے ان دونوں رسالوں "مرزا طاہر کے جواب میں" اور "مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت" کا مطالعہ فرمائیں۔ اگر توفیق الٰہی دستگیری کرے تو مسلمان ہوجائیں۔ اور اگر اسلام ان کی قسمت میں نہیں تو کم سے کم مرزا طاہر کو مباہلہ پر آمادہ کریں تاکہ اسے خدائی لعنت کے نیچے سے نکالیں، ورنہ مرزا طاہر کے لئے صبح و شام ۳۳ مرتبہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کا وظیفہ کم سے کم چالیس دن تو ضرور پڑھ لیں۔

> ۷:... "یہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے... میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔"

جواب:... یہ جھوٹ خود مرزا طاہر کے دادا مرزا غلام احمد کا ہے۔ اس نے گورنمنٹ برطانیہ سے کہا تھا کہ میرا خاندان پچاس سال سے وفاداری اور انگریز کا خدمت گار چلا آتا ہے، لہٰذا گورنمنٹ:

> "اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے، اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر

مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عزت و مہربانی کی نظر سے
دیکھیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۲۰)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنے "خود کاشتہ پودا" ہونے کا اقرار کیا ہے اور اس کے حوالے سے اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے انگریز سے "خاص نظر عنایت" اور مہربانی کی بھیک مانگی ہے۔ اب اگر یہ جھوٹ ہے تو مرزا طاہر اپنے دادا کا نام لے کر شوق سے کہیں: "جھوٹے پر خدا کی لعنت۔" اور قادیانی بھی مرزا طاہر کے ساتھ مل کر کہیں: "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

۷: "یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسلامی جہاد منسوخ
کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

جواب:... اسلامی جہاد کے منسوخ ہونے کا جھوٹ بھی مرزا غلام احمد نے بولا تھا، چنانچہ اس نے لکھا تھا کہ:

"حدیث میں ہے کہ مسیح کے وقت میں جہاد کا حکم منسوخ
کر دیا جائے گا۔" (تجلیات الٰہیہ ص:۸ حاشیہ)

اگر یہ جھوٹ ہے تو مرزا طاہر شوق سے اپنے دادا کا نام لے کر کہیں کہ: "جھوٹے پر خدا کی لعنت۔" "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

۸: "یہ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے
([illegible]) کی تعلیم دی۔ میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی
الکاذبین۔"

جواب:... یہ مرزا طاہر کا سفید جھوٹ ہے۔ کسی مسلمان نے ایسا نہیں کہا، البتہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد پلومر کی دکان سے ٹانک وائن منگواتا تھا۔

(خطوط امام بنام غلام ص:۵)

اب وہ اپنے اس جھوٹ پر مرزا طاہر شوق سے نعرہ بلند کریں کہ: "جھوٹے پر خدا کی

لعنت۔" اور قادیانی صاحبان بھی مرزا طاہر کی آواز میں آواز ملاکر کہیں: "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

> ۹:... "یہ کہتے ہیں کہ آپ نے پچاس کتابیں اسلام کے خلاف لکھیں، میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

جواب:... یہ بھی مرزا طاہر کا جھوٹ ہے، مرزا کی پچاس کتابیں کسی مسلمان نے نہیں لکھیں، البتہ مسلمان، مرزا غلام احمد کے اس اقرار کا حوالہ ضرور دیتے ہیں کہ:

> "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب ص:۱۵، روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۱۵۵)

انگریز، اسلام کا بدترین دشمن تھا، ایسے دشمن اسلام کی تائید و حمایت کرنا، جہاد کی ممانعت کا فتویٰ دینا اور انگریزی اطاعت کا درس دینا اسلام دشمنی تھی، مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ اس نے اپنی عمر کا اکثر حصہ اسی اسلام دشمنی میں گزارا، اور اس نے رسالے اور کتابیں لکھ لکھ کر "پچاس الماریاں" بھر ڈالیں۔

مرزا طاہر اور اس کے ساتھ تمام قادیانی بڑی سریلی آواز میں یہ گیت گائیں: "ایسے دشمن اسلام پر خدا کی لعنت۔" "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

> ۱۰:... "یہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ناپاک حالت میں ہوئی۔ میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

جواب:... ناپاک حالت سے شاید ہیضہ کی موت مراد ہے، جس میں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کی موت واقعی وبائی ہیضہ سے واقع

ہوئی، چنانچہ اس کے مرض الموت کے بارے میں دست اور قے کی روایت تو مرزا طاہر کے چچا مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں مرزا طاہر کی دادی کے حوالے سے درج ذیل نقل کی ہے:

> "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا... اس کے بعد ایک اور دست آیا، اور پھر آپ کو ایک قے آئی... اور حالت دگرگوں ہوگئی۔" (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۱۱، ۱۲)

اور یہ دست اور قے کی بیماری وبائی ہیضہ تھا، چنانچہ شیخ یعقوب علی عرفانی نے "حیات ناصر" میں میر ناصر نواب کے حوالے سے خود مرزا غلام احمد قادیانی سے نقل کیا ہے کہ:

> "حضرت صاحب (مرزا قادیانی) جس رات کو بیمار ہوئے اس رات میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا، جب میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔" اس کے بعد کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔" (حیات ناصر ص:۱۴)

مرزا طاہر صاحب! آپ کے دادا مرزا قادیانی کا "وبائی ہیضہ" کی بیماری سے

خیال کرتا اور دونوں راستوں سے نجاست کا خروج ہوتا رہا۔ الزام نمبر: یہ آپ کے اپنے گھر کی روایت ہے اور اس کے راوی: ۱- آپ کے چچا۔ ۲- آپ کی دادی۔ ۳- دادی کے ابا اور ۴- خود آپ کے والد۔ اگر یہ سب لوگ جھوٹے تھے تو ان کا نام لے کر صبح و شام "لعنة الله على الكاذبين" کا وظیفہ پڑھا کیجئے۔

میں نے اپنے رسالہ "مرزا طاہر کے نام" میں آپ کو چیلنج کیا تھا کہ:

"کیا آپ یہ دعا کرنے کی جرأت کریں گے کہ آپ کو
آپ کے باپ دادا جیسی موت نصیب ہو؟"

اور پھر اپنے دوسرے رسالہ "مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت" میں میں نے یاد دہانی کراتے ہوئے لکھا تھا:

"آپ نے میرا یہ چیلنج بھی قبول نہیں کیا، اور شاید آپ کو
اس کی جرأت بھی نہ ہوگی کہ میرے سوال کا جواب اخباروں میں
چھاپ کر دنیا کو ایک تماشائے عبرت دیکھنے کا موقع فراہم کریں۔"

مرزا طاہر صاحب! اگر آپ کے باپ اور دادا کی موت ناپاک حالت میں نہیں ہوئی تو یہ دعا اخباروں اور رسالوں میں کیوں نہیں چھاپ دیتے کہ:

"یا اللہ! مجھے میرے باپ اور دادا جیسی موت نصیب فرما۔"

مرزا طاہر صاحب! آپ یہ دعا کبھی شائع نہیں کریں گے، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے باپ اور دادا کی موت ناپاک حالت میں ہوئی۔ یقیناً آپ خود بھی ان کو جھوٹا اور ان کی موت کو عبرت کا نشان سمجھتے ہیں۔ اس لئے کوئی مضائقہ نہیں کہ آپ اپنے جھوٹے باپ دادا کا نام لے کر ان پر "لعنة الله على الكاذبين" کا نعرہ بلند کیا کریں۔

الف:... "یہ کہتے ہیں کہ آپ نے نبی، رسول اور مثیل ہونے کا
دعویٰ کیا۔ میں کہتا ہوں یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔"

جواب:... مرزا طاہر کا یہ سچ خالص جھوٹ ہے، کیونکہ اوپر جھوٹ نمبر:۳ کے

ذیل میں لکھ چکا ہوں کہ مرزا مدعی نبوت ہوکر کافر و کاذب ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ جہاں تک مسیح ہونے کے دعویٰ کا تعلق ہے، یہ بھی مرزا قادیانی کے بقول جھوٹ ہے، کیونکہ وہ لکھتا ہے:

> "اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔"
>
> (ازالہ اوہام ص:۱۹۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

پس مرزا طاہر خود اپنے دادا کے فتویٰ کے مطابق مفتری اور کذاب ہے۔ سب کہئے "جھوٹے پر خدا کی لعنت" اور قادیانی صاحبان بھی مرزا طاہر کا نام لے کر بلند آواز سے کہیں: "لعنة الله على الكاذبين"۔

> ۳:... "یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے، شادی کرتا ہے، اور تعلقات جنسی قائم کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔"

جواب:... یہ بھی مرزا طاہر کا سفید جھوٹ ہے۔ کسی مسلمان نے یہ نہیں کہا۔ البتہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مرزا کے ایک نامور صحابی قاضی یار محمد نے اپنے رسالہ "اسلامی قربانی" میں لکھا ہے:

> "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔"
>
> (ٹریکٹ ۳۴ اسلامی قربانی ص:۱۲)

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو سب صحابہ کرامؓ عادل اور ثقہ ہیں، اگر مرزا طاہر کے نزدیک مرزا غلام احمد کا یہ صحابی جھوٹا ہے تو مرزا طاہر شوق سے کہیں کہ ”ایسے جھوٹے صحابی اور اس کے جھوٹے نبی پر خدا کی لعنت۔“ اور قادیانی صاحبان بھی مرزا طاہر کی لے میں لے ملاکر کہیں: ”لعنة اللہ علی الکاذبین“۔

> ۱۲:... ”اور یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پرنس تھا اور پرنس ہونے کی حیثیت سے انگریزی بولتا تھا۔ میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے: لعنة اللہ علی الکاذبین۔“

جواب:... یہ قطعاً جھوٹ ہے کہ کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) انگریز کہا ہو، البتہ مرزا طاہر کا دادا مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

> ”پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا:
>
> ”وی کین وہٹ وی ول ڈو“ اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔“
>
> (تذکرہ ص:۶۳ طبع چہارم)

اس عبارت میں مرزا نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ گویا انگریز ہے، اور انگریزی بولتا ہے، چونکہ یہ مرزا طاہر کے نزدیک جھوٹ ہے، لہٰذا اس جھوٹ پر مرزا طاہر اپنے دادا مرزا غلام احمد پر جتنی بار چاہے ”لعنة اللہ علی الکاذبین“ پڑھے۔

> ۱۳:... ”کہتے ہیں کہ احمد نے آپ پر (کرنی) کیا، میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے، لعنة اللہ علی الکاذبین۔“

جواب:... یہ بھی مرزا طاہر کا مسلمانوں پر غلط الزام ہے، یہ تحفہ تو وہ مرزا غلام احمد کی خدمت میں خود پیش کرتے ہیں، جیسا کہ گزشتہ نمبروں سے معلوم ہو چکا ہے، چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ:

❁ :... مرزا طاہر کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ادھر مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ اب مرزا طاہر کے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد ملعون ہوا۔

❁ :... مرزا طاہر کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے نبوت و رسالت کے دعوے کئے، ادھر مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد جو شخص نبوت و رسالت کے دعوے کرے وہ کافر و کاذب اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔“ اور کافروں اور جھوٹوں کا ملعون ہونا سب کو معلوم ہے، لہٰذا مرزا طاہر کے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد ملعون ہوا۔

❁ :.. مرزا طاہر کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود ہے۔ ادھر مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ:

> ”اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو
> کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں
> کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ
> سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

لہٰذا مرزا طاہر کے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد، کم فہم اور مفتری و کذاب ٹھہرا، اب جس قدر جی چاہے اس مفتری و کذاب غلام احمد پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھئے۔

الغرض خدا کی لعنت تو غلام احمد پر خود مرزا طاہر برساتا ہے اور جھوٹا الزام مسلمانوں کو دیتا ہے:

”جو چاہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا“

ہاں! یہ ضرور ہے کہ ہم بھی مفتری و کذاب اور دائرۂ اسلام سے خروج کرنے والے مرزے کو لعنت خداوندی کا مستحق سمجھتے ہیں۔

۱۵:... "یہ کہتے ہیں آپ نے دعویٰ کیا کہ تمام انبیاء سے
بشمول محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے آپ افضل
ہیں، میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے، لعنة الله على الكاذبين۔"

جواب:... مرزا طاہر کا مسلمانوں پر یہ الزام بھی غلط ہے، واقعہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ مرزا طاہر کے دادا مرزا غلام احمد نے کیا، ملاحظہ فرمائیے:

مرزا حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہے:

"اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کرکے انہیں تمام ذی روح انس و جن پر سردار اور حاکم و امیر بنایا۔ پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنت سے نکلوایا۔ اس جنگ و جدال میں آدم کو شکست و رسوائی نصیب ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانے میں شیطان کو شکست دے۔"

(حاشیہ خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۳۱۲)

"آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف لائے، اور ان کے درمیان اختلاف اور دشمنی کی آگ بھڑکائے، اور مسیح اس لئے آیا کہ ان کو وحدت کی طرف لوٹائے اور ان سے اختلاف، لڑائی اور عداوت اور افتراق و پراگندگی کو دور کرے، اور انہیں محبت و یگانگت نیکی خیر اور صلاح کی طرف کھینچے۔"

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۳۰۸)

حضرت نوح علیہ السلام سے:

"اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ

فرق نہ ہوتا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۳۵، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۵۷۵)

حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل:

"پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کرکے بھی قید سے بچایا گیا، مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا، اور اس امت کے یوسف (مرزا قادیانی) کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور بھی نشان دکھلائے، مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔"

(براہین پنجم ص:۷۶، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۹۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل:

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲)

"پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۹)

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ شاعرانہ باتیں نہیں، بلکہ واقعی ہیں۔ اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔"

(دافع البلاء ص:۲۰، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

مرزا، خاتم النبیین:

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص:۵۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۶۱)

مرزا، کمالاتِ انبیاء کا مجموعہ:

"کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے، اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی

فائق خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔" (ملفوظات ج:۲ ص:۲۰۷ طبع ربوہ)

مرزا کا تخت سب سے اونچا:

"آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔" (مرزا کا الہام مندرجہ تذکرہ ص:۳۴۶ طبع دوم)

ایک نفیس فائدہ:

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سب کے سب دیگر تمام انسانوں سے افضل ہیں، اور عقائد میں یہ اصول طے شدہ ہے کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بڑا ہو، کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، شرح عقائد نسفی میں ہے:

"ولا یبلغ ولی درجة الانبیاء لان الانبیاء معصومون مأمونون عن خوف الخاتمة مکرمون بالوحی ومشاهدة الملک مأمورون بتبلیغ الاحکام وارشاد الانام بعد الاتصاف بکمالات الاولیاء۔"

(ص:۱۶۷ مطبوعہ خیر کثیر کراچی)

ترجمہ: "کوئی ولی انبیائے کرام علیہم السلام کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ انبیائے کرام معصوم ہیں، ان کے حق میں سوءِ خاتمہ کا اندیشہ نہیں، وہ وحی الٰہی اور فرشتوں کے مشاہدہ سے مشرف ہیں، اور وہ اولیاء کے کمالات کے ساتھ متصف ہونے کے بعد تبلیغ احکام اور مخلوقِ خدا کی رہنمائی کے کام پر مامور ہوتے ہیں۔"

اسی طرح صحابیت کا شرف ایسی فضیلت ہے کہ جو حضرات صحابہ کرامؓ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ اسی بنا پر جمہور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بعد کے اولیاء، صحابہ کرامؓ کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتے۔

اہل علم کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جب کسی فرد کا تقابل دوسرے افراد سے کیا جاسکے تو یہ تقابل ہمیشہ اسی کی نوع کے افراد کے درمیان ہوتا ہے۔ یعنی جو شخص جس جماعت یا گروہ میں شامل ہو اس کی افضلیت و غیر افضلیت کا تقابل اس کی اپنی ہی جماعت یا گروہ کے افراد کے ساتھ ہوگا، چنانچہ جو شخصیت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے ہو، اس کی افضلیت کا تقابل اسی جماعت انبیاء کے افراد قدسیہ کے ساتھ ہوگا، غیر انبیاء کے ساتھ نہیں۔ بلکہ غیر انبیاء کے مقابلہ میں اس کی افضلیت کی بحث خلاف اصول اور خلاف عقل بھی جائے گی، کیونکہ غیر انبیاء کو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علو مرتبہ اور رفعت شان سے کیا نسبت؟ اور نبی کا غیر نبی کے ساتھ کیا مقابلہ؟ اسی طرح کسی صحابی کی افضلیت دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں مراد ہوگی، چنانچہ جب کہا جائے کہ فلاں صحابی افضل ہیں، تو اس سے مراد یہ ہے کہ دیگر صحابہؓ کے مقابلہ میں افضل ہیں، ورنہ صحابی کا غیر صحابہ سے کیا مقابلہ؟ اور غیر صحابی کو صحابہؓ سے کیا نسبت؟ اسی طرح ولی کی افضلیت دیگر اولیائے عظام کے مقابلہ میں زیر بحث آئے گی، نہ کہ عوام الناس کے مقابلے میں بھی جب کہا جائے کہ فلاں ولی افضل ہے، تو مراد یہ ہوگی کہ دیگر اولیاء کے مقابلہ میں افضل ہیں، علی ہذا القیاس۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل کرتا ہے اور حضرت نوحؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام جیسے اولوالعزم رسولوں سے افضل قرار دیتا ہے تو اس کے بیان کردہ مندرجہ ذیل الہام سے کہ:

”آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“

مذکورہ اصول کے مطابق ہر ذی شعور یہ سمجھے گا کہ آسمان سے اترنے والے تختوں سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے درجات و مراتب عالیہ مراد ہیں، اور ”تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا“ کے فقرہ سے انبیائے کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں صاحب الہام کی افضلیت مراد ہے۔ چونکہ مرزا، تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے کمالات کی

جامعیت کا مدعی ہے، اور چونکہ اس کو اولوالعزم رسولوں سے افضلیت کا دعویٰ ہے اس لئے ”اس کے تخت کا سب سے اونچا ہونا“ اس کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس الہام میں اس کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل قرار دیا گیا۔ نعوذ باللہ، استغفر اللہ!

فخر اوّلین و آخرین:

روزنامہ الفضل قادیان مسلمانوں کو للکارتے ہوئے کہتا ہے:

> ”اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ۔ ناقل) جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے، وہ وہی فخر اوّلین و آخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔“

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر:

> الف:… ”اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔“
>
> (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۱)

”امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۳۹)

ہلال اور بدر کی نسبت:

”اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے، پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی)۔“

(خطبہ الہامیہ ص:۱۸۴، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۵)

”آنحضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزا ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان ج:۳ نمبر:۱۰ مورخہ ۱۵/جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۳۰)

بڑی فتح مبین:

"وہ ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت زیادہ بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وقت ہو۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳، ۱۹۴، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۸۸)

روحانی کمالات کی ابتدا اور انتہا:

"(حضور کی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۶، ۱۷۷، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۶۶)

محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والے کافر:

الف: ... "اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۴۶، ۱۴۷، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

ب: ... "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو

نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰، مرزا بشیر احمد ایم اے)

۹:۔۔ "تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔"

(محمد علی لاہوری قادیانی، منقول از مباحثہ راولپنڈی ص:۲۴۰)

۱۰:۔۔ "کل مسلمان، جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص:۳۵، مرزا محمود احمد قادیانی)

۱۱:۔۔ "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیراحمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوارِ خلافت ص:۹۰، مرزا محمود احمد قادیانی)

قارئین کرام ان حوالہ جات کو دیکھ کر محسوس کر سکتے ہیں کہ ان عبارتوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیائے کرام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے، دنیا کی کسی عدالت میں ان عبارتوں کو (لکھنے والے کا نام بتائے بغیر) رکھ دیجئے اور اس سے فیصلہ کرا لیجئے کہ ان عبارتوں میں انبیائے کرام سے افضل ہونے کا دعویٰ پایا جاتا ہے یا نہیں؟ عدالت یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ جس شخص کی یہ عبارتیں ہیں وہ انبیائے کرام پر اپنی فضیلت و برتری کا مدعی ہے۔ لیکن مرزا طاہر اس دعویٰ کو مسلمانوں کی طرف منسوب کرکے اسے جھوٹ قرار دیتا ہے اور اس پر "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کہتا ہے۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ دعویٰ اگر جھوٹ ہے تو یہ سیاہ جھوٹ خود مرزا طاہر کے دادا

مرزا غلام احمد قادیانی کا تصنیف کردہ ہے۔ لہٰذا مرزا طاہر کو اگر "لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین" کی گردان کا شوق ہے تو وہ اپنے دادا ابا کا نام لے کر یہ شوق ضرور پورا فرماسکتے ہیں۔

خلاصہ:

قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ مرزا طاہر نے جتنی باتیں مسلمانوں کی طرف منسوب کرکے ان کو جھوٹ کہا، اور ان پر لعنت کی گردان کی، وہ سب کی سب خود ان کے گھر سے برآمد ہوگئیں، اس لئے مرزا طاہر احمد صاحب بالقابہ خود جھوٹ کے مرتکب اور اپنی لعنت بازی کے خود مورد ہوئے۔

اس ناکارہ نے اپنی اس پوری تحریر میں اپنی طرف سے ان پر لعنت نہیں کی بلکہ یہ بتایا ہے کہ ان کی لعنت خود انہی پر لوٹتی ہے۔

ایک لطیفہ اور یاد دہانی:

مرزا طاہر احمد صاحب لعنت بازی کے عادی مریض ہیں، ان کی کوئی تحریر و تقریر مشکل ہی سے اس شغل سے خالی ہوا کرتی ہے، دراصل یہ ان کے خاندان کا ——— مراق کی طرح ——— موروثی مرض ہے، جو تین پشتوں سے مسلسل چلا آرہا ہے، اور اب یہ "داء الکلب" کی طرح مرزا طاہر کے رگ و پے میں سرایت کرچکا ہے، جس سے بظاہر ان کا شفایاب ہونا مشکل نظر آتا ہے، والامر بید اللّٰہ!

اس ناکارہ نے ۱۸، ۱۹ سال پہلے انہیں مخلصانہ مشورہ دیا تھا کہ اول تو یہ اس "لعنت بازی" کا شغل ہی ختم فرمایا کریں۔ اور اگر یہ "خاندانی علت" کی بنا پر مجبور ہوں تو کم سے کم اپنے اوپر اتنا احسان ضرور کریں کہ لعنت بازی کے لئے قرآن حکیم کی آیت: "لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین" نہ پڑھا کریں، کیونکہ وہ اس آیت شریفہ کو پڑھ کر دوسروں پر لعنت کرنے کی بجائے قرآن کریم کی زبان سے خود اپنے اوپر لعنت فرماتے ہیں۔ ان کے گھر میں لعنت کی پہلے بھی کوئی کمی نہیں، قرآن کی زبان سے اس میں مزید اضافہ نہ کیا کریں تو بہتر ہے۔

افسوس ہے کہ اس فقیر کی یہ خیر خواہانہ نصیحت مرزا صاحب پر کارگر نہ ہوئی، یہی وجہ ہے کہ ان کی یہ بیماری آج کل "داء الکلب" کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ مناسب ہوگا کہ یہاں اپنی انیس سال قبل کی نصیحت نقل کردوں، تاکہ اگر مرزا صاحب کو نہیں تو شاید ان کی جماعت کے کسی فرد کو نفع ہو جائے ـــــ وھو ھذا:"

قادیانی تحفہ:

> "جھوٹ، بہتان، افترا اور لعنت کی گردان قادیانیوں کا قومی تحفہ ہے، جو ان کی جانب سے عطا کیا جاتا ہے، مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی اپنے "تبصرہ" میں یہ قادیانی تحفہ بڑی فیاضی سے مولانا بنوری کو عطا فرمایا ہے۔ جھوٹ اور بہتان تو خیر مرزا صاحب کے گھر کی دولت ہے، اس دولت صدق میں قادیان اور ربوہ اب دنیا کے سب سے بڑے معدن ہیں۔ وہ ساری دنیا پر بھی اسے تقسیم کریں تب بھی ختم نہ ہوگی۔ جہاں جھوٹ اور افترا کے چشمے اٹھتے ہوں وہاں دو چار چلو اگر دوسروں پر بھی پھینک دیئے جائیں تو کیا کمی واقع ہوتی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ، جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہے، جو لوگ اس کو ہضم کرچکے ہوں ظاہر ہے کہ جھوٹ ان کے گوشت، پوست میں سرایت کئے ہوئے ہوگا، اور انہیں ہر سو جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا۔
>
> باقی رہی لعنت: تو یہ جھوٹ کا خاصہ لازمہ ہے، یہی وجہ ہے کہ مرزا آنجہانی کے گھر اس کی بھی بڑی فراوانی تھی، اور اس کی داد و دہش میں بھی وہ بڑے سخی تھے، دن میں بیسیوں لعنتیں تو معمولی بات پر ان کا معمول تھا اور کبھی موج میں آتے تو گن کر ہزار، ہزار لعنتیں ایک سانس میں تقسیم کرتے تھے، افسوس ہے کہ اس

دولت کی تقسیم میں مرزا قادیانی جیسی فیاضی ایک مرزائی خاندان میں کہیں نہیں ملتی۔ یہ دولت مرزا صاحب کے خاندان اور متعلقین میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کو بھی حصہ رسدی ملی ہوگی، اس لئے انہوں نے مولانا چنیوٹی کو اس کا عطیہ دینے میں اپنے جد بزرگوار کی سی فیاضی کا مظاہرہ تو نہیں کیا، تاہم بخل سے بھی کام نہیں لیا۔ اپنی بساط اور مقدور کے مطابق انہوں نے خوب لعنت برسائی ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ان کی اس خاندانی دولت میں دن دونی رات چوگنی ترقی فرمائے، اور دنیا و آخرت میں انہیں اس بیش بہا دولت سے مالا مال رکھے۔

[illegible] لعنت کے سلسلہ میں جناب مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک بہت ہی مخلصانہ و نیازمندانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں، مشورہ ذرا وقتی سا ہے، امید ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں گے۔ مشورہ یہ ہے کہ وہ لوگوں پر لعنت برسانے کا شوق تو ضرور فرمایا کریں کہ یہ ان کا آبائی ترکہ ہے، اور کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ ان کو اس میراث سے محروم کردے، مگر اس کے لئے قرآن کریم کی آیت: "لعنة الله على الكاذبين" نہ پڑھا کریں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

"رب قارئ قرآن والقرآن يلعنه۔" (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔"

اس حدیث کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ایک شخص خود ظالم ہے اور وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے پڑھتا ہے: "الا لعنة الله على الظالمين۔" (خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت) تو

درحقیقت وہ قرآن کی زبان سے خود اپنے آپ پر لعنت کر رہا ہے۔ اسی طرح ایک شخص خود جھوٹا ہے اور وہ آیت کریمہ: "لعنة الله على الكاذبين" پڑھتا ہے تو نادانستہ اپنے پر لعنت کرتا ہے۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مرزا آنجہانی کو نبی، مسیح، احمد اور محمد رسول اللہ کہنا یکسر خلاف واقعہ ہے (اسی کو جھوٹ کہتے ہیں) اس لئے ان عقائد کے باوجود صاحبزادہ صاحب کا اس آیت کی تلاوت کرنا حدیث بالا کا مصداق ہے۔ بزعم خود وہ یہ دولت دوسروں کو تقسیم کرتے ہیں مگر یہ آیت خود ان کے حق میں اس دولت کے اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ گویا صاحبزادہ صاحب اس آیت کو پڑھ کر خود اپنے اوپر بددعا کرتے ہیں میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں، امید ہے وہ یہ خیرخواہانہ مشورہ قبول کرکے آئندہ "لعنة الله على الكاذبين" کا مورد بننے سے احتراز فرمائیں گے، جتنی اب تک انہیں مل چکی ہے وہی بہت ہے۔"

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ

مرزا طاہر کے جواب میں

"قادیانیوں میں جب مایوسی اور بے چینی کی لہر دوڑتی ہے تو ان کو مطمئن کرنے کے لئے قادیانی لیڈر کوئی نہ کوئی نیا شوشہ چھوڑنے کے عادی ہیں، جس کا نتیجہ بالآخر ان کی مزید ذلت و رسوائی کی شکل میں نکلتا ہے، حال ہی میں قادیانیوں کے لیڈر مرزا طاہر کی طرف سے ایک نئی حرکت مذبوحی صادر ہوئی ہے، اور وہ ہے دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو مباہلہ کا چیلنج، جس کا درج ذیل جواب راقم الحروف کی طرف سے مرزا طاہر کے نام بھیجا گیا۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جنابِ مرزا طاہر صاحب!
سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

گزشتہ دنوں آپ کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج شائع ہوا۔ میں اسے شاید لائق التفات نہ سمجھتا، مگر طویل سفر سے واپسی پر ڈاک میں اس کی ایک کاپی موجود پائی، جس میں بطورِ خاص مجھے مخاطب کیا گیا تھا، جس کا جواب بطورِ خاص مجھ پر لازم ہوا، اس لئے جواباً چند نکات عرض کرتا ہوں:

۱:۔ سب سے پہلے اس پر آپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، کہ اس ناکارہ

کا نام دورِ حاضر کے مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے قاتلوں کی فہرست میں درج فرمایا۔ یہ وہ عمل بہت بڑا اعزاز ہے جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ
فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ، اَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ، یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا
یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔“

ترجمہ:... ”اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر، جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں، اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، بڑے علم والے ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں مرتدین سے مقابلہ کرنے والے حضرات کے چھ اوصاف عالیہ بیان فرمائے ہیں:

❊ :... اول یہ کہ وہ حق تعالیٰ شانہ کے محبوب بندے ہیں۔

❊ :... دوم یہ کہ وہ حق تعالیٰ شانہ کے سچے محب اور عاشق ہیں۔

❊ :... سوم یہ کہ وہ اہل ایمان کے حق میں نہایت پست اور متواضع ہیں۔

❊ :... چہارم یہ کہ وہ اہل کفر کے مقابلے میں نہایت سخت ہیں۔

❊ :... پنجم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجالاتے ہیں۔

٭:۔ ششم یہ کہ وہ دین کے معاملے میں کسی ملامت گر کی پروا نہیں کرتے۔

آخر میں فرمایا کہ یہ حق تعالیٰ کا فضل خاص ہے جس کو چاہتے ہیں یہ فضل عطا فرمادیتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے اوّلین مصداق حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم تھے، جنھوں نے مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدین کا مقابلہ کیا، اور اس دور میں اس آیت کریمہ کا مصداق وہ حضرات ہیں جو مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی مرتد اور اس کی ذریت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ پس آپ کا اس ناکارہ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے مخالفین میں شمار کرنا گویا اس امر کی شہادت ہے کہ یہ ناکارہ اس دور میں آیت کریمہ کا مصداق ہے، ظاہر ہے کہ یہ اس ناکارہ کے بارے میں حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل عظیم کی شہادت و بشارت ہے جس پر آپ کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے۔

یہ ناکارہ آنحضرت خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ ترین اور نالائق ترین اُمتی ہے، اور اپنی رُوسیاہی و نالائقی میں پوری اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) میں شاید سب سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نوّر اللہ مرقدہٗ کے بقول:

کس نیست دریں اُمت تو آنکہ چوں احقر
با رُوئے سیاہ آمدہ و موئے زریری

ایسے نالائق و ناکارہ اُمتی کے لئے اس سے بڑھ کر کیا اعزاز ہوسکتا ہے کہ اسے "یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" کا مصداق ٹھہرایا جائے۔ آپ کی تحریر سے اس ناکارہ کو توقع ہوتی ہے کہ ان شاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ناکارہ و نالائق اُمتی کی شفاعت فرمائیں گے، جو قیامت کے دن "بارُوئے سیاہ و موئے زریری" حاضر ہوگا۔

جب کبھی شوریدگانِ عشق کا ہوتا ہے ذکر
اے زہے قسمت کہ ان کو یاد آجاتا ہوں میں!

بہرحال آپ نے مرزا قادیانی کے مخالفوں میں اس فقیر کا نام شامل کرکے مجھے بڑا اعزاز بخشا ہے، ان شاء اللہ آپ کی یہ تحریر مجھے فردائے قیامت میں سندِ شفاعت کا کام دے گی، اس لئے آپ کے حق میں بھی شکر..!

۲:... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں اپنے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ آئندہ وہ علماء کو مخاطب نہیں کرے گا، مرزا کے الفاظ یہ ہیں:

"الیوم قضینا ما کان علینا من التبلیغات ....
وازمعنا ان لا نخاطب العلماء بعد هذه التوضیحات
... وهذه منا خاتمة المخاطبات۔" (ص:۲۸۲)

ترجمہ:... "ہمارے ذمہ جو تبلیغ فرض تھی آج ہم نے اس کا حق ادا کردیا، اور اب ہمارا قصد یہ ہے کہ ان توضیحات کے بعد ہم علماء کو مخاطب نہیں کریں گے، اور یہ ہماری طرف سے مخاطبات کا خاتمہ ہے۔"

جب مرزا قادیانی ۱۸۹۷ء میں وعدہ کرچکا تھا کہ آئندہ ہم علماء کو خطاب نہیں کریں گے، تو کیا نوے سال کے بعد یہ وعدہ... جو آپ کے عقیدے میں "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" کا مصداق تھا... منسوخ ہوگیا؟ آپ کے نزدیک مرزا کے وعدے وعید اور قول و فعل ایسے نہیں جن کی طرف التفات کرنا مرزائی ذریت کے لئے ضروری ہو؟

۳:... آپ نے علمائے اُمت کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ مباہلہ دو فریقوں کے درمیان حق و باطل اور صدق و کذب کے جانچنے کا آخری معیار ہے۔ کیا آپ کے نزدیک ایک صدی کا عرصہ گزر جانے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کا صدق و کذب اب تک مشتبہ ہے کہ آپ اس کے لئے مباہلہ کرنے چلے ہیں...؟ آپ کو یا آپ کی جماعت کو اب تک اس معاملے میں شبہ ہو تو ہو، لیکن الحمدللہ! امتِ اسلامیہ کو پوری امت کے اس اتفاق

ترین فرد کو مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے میں ادنیٰ سے ادنیٰ شبہ نہیں۔ امت اسلامیہ کا قطعی و اجماعی عقیدہ و فیصلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بلاشک وشبہ جھوٹا، مرتد اور زندیق ہے، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ رسول اللہ“ کی صف میں شامل ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمہ پنجاب کے جھوٹا ہونے پر ایسے بے شمار قطعی دلائل وشواہد جمع کر دیئے ہیں جن سے مرزا کا کذب آفتاب نصف النہار کی طرح عیاں ہو چکا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں مرزا کا کذاب ہونا کسی ایسے شخص پر مخفی نہیں رہ سکتا جس کے دل میں نور ایمان کی معمولی روشنی باقی ہو، وہ جس کی دل کی آنکھیں یکسر بند ہو گئی ہوں، ہاں! جو شخص ارشاد خداوندی:

> ”وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ
> اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔“
>
> ترجمہ: ”اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت
> میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا۔“

کا مصداق ہو، اس کے لئے سیاہ و سفید اور صدق و کذب کے درمیان امتیاز ممکن نہیں۔ مرزا کے جھوٹ کے لئے یہی کافی ہے کہ اس نے اپنی نام نہاد وحی کے ذریعے اعلان کیا تھا کہ محترمہ محمدی بیگم کا آسمان پر اس سے نکاح ہو چکا ہے، اور وہ ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک اس نکاح کی منادی کرتا رہا، اور اسی نکاح کو اپنا ثابت کرنے کے لئے اس نے ضمیمہ انجام آتھم میں یہاں تک لکھ دیا:

> ”یاد رکھو کہ اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی
> (یعنی محمدی بیگم بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں نہ آئی) تو میں ہر ایک بد
> سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں، یہ کسی خبیث
> مفتری کا کاروبار نہیں، یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے، وہی خدا

جس کی باتیں نہیں ٹلتیں، وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۴، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۸)

ہمارا بھی ایمان ہے کہ خدا کی باتیں نہیں ٹلتیں، اس کے سب وعدے سچے ہوتے ہیں، ان میں کبھی تخلف نہیں ہوسکتا، اور اس کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پیش گوئی کی دوسری جز و پوری نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محمدی بیگم کا سایہ دیکھنا بھی مرزا کو نصیب نہ ہوا۔ جس سے قطعی طور پر ثابت ہوا کہ یہ خبیث مفتری مرزا غلام احمد قادیانی کا افترا تھا اور وہ اپنے اقرار کے بموجب ہر بد سے بدتر ہے۔ یہودی، نصرانی، ہندو، سکھ اور چوہڑے چمار بھی غیرمسلم ہیں، برے ہیں مگر مرزا باقرار خود ان سے بھی بدتر ہے۔ کیا اس خدائی فیصلے اور مرزا کی اپنی تحریر کے بعد بھی مرزا کے جھوٹا، مفتری اور ہر بد سے بدتر ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے...؟ یہ میں نے صرف ایک مثال ذکر کی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کو جھوٹا اور رسوا کرنے کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں دلائل جمع کردیئے۔

۴:... دیگر دلائل کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لوگوں سے مباہلے بھی کئے، جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مرزا کا کذاب ہونا کھلے طور پر واضح فرمادیا، مثلاً:

الف:... مرزا قادیانی نے ایک عیسائی پادری ڈپٹی آتھم سے پندرہ دن تک مناظرہ کیا، جب مرزا اپنے مضبوط حریف سے عہدہ برآ نہ ہوسکا تو جناب الٰہی سے فیصلے کا طالب ہوا، بقول اس کے خدا نے یہ فیصلہ دیا کہ دونوں فریقوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ آج کی تاریخ (۵ر جون ۱۸۹۳ء) سے پندرہ مہینے کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔

اس مباہلہ کی پیش گوئی کا اعلان کرتے ہوئے مرزا نے لکھا:

> "میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے

عرصے میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں
ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ
کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا
جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔" (جنگ مقدس، آخری صفحہ)

میعاد گزر گئی اور قادیانی امت کو یقین تھا کہ ان کے مسیح کذاب کی پیش گوئی کے مطابق آتھم پندرہ مہینے کے اندر ضرور مر جائے گا کیونکہ مرزا نے یہ بھی لکھا تھا:

"اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور
ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا، زمین و آسمان ٹل
جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔" (ایضاً)

"اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام
شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔" (ایضاً)

لیکن جب میعاد میں صرف ایک رات باقی رہ گئی تو قادیان میں پوری رات شور قیامت برپا رہا، اور سب مرد و زن، بچے بڑے اللہ تعالیٰ کے سامنے ناک رگڑتے ہوئے یہ بین کر رہے تھے کہ: "یا اللہ! آتھم مر جائے، یا اللہ! آتھم مر جائے" ("الفضل" ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء) اور سب کو یقین تھا کہ آج سورج طلوع نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آتھم کو مارنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے بھی کئے اور چنے پڑھوا کر اندھے کنویں میں ڈلوائے (سیرۃ المہدی ج:۱ ص:۱۷۸) لیکن ان تمام تدبیروں، دعاؤں اور شور و غوغا کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آتھم کو مرنے نہیں دیا ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ:

✦: مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی بلکہ مرزا کا اپنا افترا تھا۔

✦: مرزا قادیانی اور ڈپٹی آتھم دونوں جھوٹے تو تھے ہی، مگر مرزا، آتھم سے بڑا جھوٹا تھا، اللہ تعالیٰ کی نظر میں مرزا قادیانی اسی سزا کا مستحق تھا جو اس نے خود اپنے قلم سے

تجویز کی گئی تھی:

❁: اس کو قتل کیا جائے۔

❁: ...ذبح کیا جائے۔

❁: اس کے گلے میں رسہ ڈالا جائے۔

❁: اس کو پھانسی پر لٹکایا جائے۔

❁: اور جو سزا ممکن ہو سکتی ہے اس کو دی جائے۔

کیا اس عدالتی فیصلے کے بعد بھی مرزا کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کسی مباہلہ کی ضرورت رہ جاتی ہے؟

ب:... ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ کو امرتسر کی عیدگاہ کے میدان میں مرزا قادیانی نے حضرت مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم و مغفور سے روبرو مباہلہ کیا، جس کا فیصلہ بھی اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ مرزا قادیانی حضرت مولانا موصوف کے سامنے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا، اور مولانا موصوف مرزا کے مرنے کے بعد بھی سلامت باکرامت رہے، کیا اس کے بعد بھی مرزا کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کسی آسمانی شہادت کی ضرورت ہے؟

ج:... ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی نے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان کے خلاف مباہلہ کا اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا:

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ"

اس میں مرزا نے اللہ تعالیٰ سے نہایت تضرع و ابتہال کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر یہ دعا و التجا کی تھی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ "مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔" اور اس اشتہار میں مولانا مرحوم کو مخاطب کرکے مرزا نے لکھا:

> "اگر میں ایسا ہی کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے
> ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی

ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی، اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے، اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔

اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں، اور خدا کے مکالمے اور مخاطبے سے مشرف ہوں، اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔

پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔"

اور اس اشتہار کے آخر میں مرزا قادیانی نے لکھا:

"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں، اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۹)

مرزا قادیانی نے نہایت آہ و زاری کے ساتھ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے جو فیصلہ طلب کیا تھا، اس کا نتیجہ سب کے سامنے آ گیا کہ مرزا ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو رات دس بجے تک چنگا بھلا تھا، شام کا کھانا کھایا اور رات دس بجے کے بعد اچانک خدائی عذاب یعنی وبائی ہیضے میں مبتلا ہوا، اور دونوں راستوں سے غلیظ مواد خارج ہونا شروع ہوا، چند ہی گھنٹوں میں

زبان بند ہوگئی اور بارہ گھنٹوں کے اندر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوگیا۔ جبکہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم و مغفور، مرزا کی ہلاکت کے بعد اکتالیس سال تک ماشاء اللہ زندہ و سلامت رہے، اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں سرگودھا میں واصل بحق ہوئے، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ!

اس خدائی فیصلے اور مرزا کی منہ مانگی موت نے ثابت کردیا کہ وہ مفتری اور کذاب تھا، مسیح موعود نہیں تھا، اور یہ کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں، بلکہ شیطان کی طرف سے تھا۔

مرزا طاہر صاحب! کیا اس خدائی فیصلے کے بعد بھی کسی مباہلہ کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے...؟

۵:... آج آپ علمائے اُمت کو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں، کیا آپ کو یاد نہیں رہا کہ نصف صدی تک آپ کے ابا مرزا محمود کو مباہلہ کے مسلسل چیلنج دیئے جاتے رہے اور مرزا محمود نے ان میں سے کسی ایک کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں کی، اس کی بھی چند مثالیں سن لیجئے:

الف:... مولانا عبدالکریم مباہلہ نے مرزا محمود پر بدکاری کا الزام لگایا، اسے بار بار مباہلہ کا چیلنج دیا، اور اس کے لئے ”مباہلہ“ نامی اخبار جاری کیا، مرزا محمود نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے بجائے مولانا عبدالکریم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، ان کا مکان جلادیا گیا، ان پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا اور بالآخر ان کو قادیان چھوڑنے پر مجبور کردیا۔

اگر مرزا محمود میں حق و صداقت کی کوئی رمق تھی تو اس نے مولانا عبدالکریم مباہلہ کا چیلنج کیوں قبول نہیں کیا؟ مولانا عبدالکریم مرحوم کی بہن سکینہ جو مرزا محمود کے گناہ کا تختۂ مشق بنی، شاید آج زندہ ہے۔

ب:... عبدالرحمن مصری، مرزا محمود کا ایسا وفادار اور مقرب مرید تھا کہ مرزا محمود کی غیرحاضری میں وہ قادیان میں ”قائم مقام خلیفہ“ تک بنایا گیا۔ غالباً ۱۹۳۹ء میں مرزا محمود نے اس کی اولاد کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا، عبدالرحمن مصری نے مرزا محمود سے اس معاملے کی

تحقیقات کے لئے جماعت کے چند سرکردہ افراد پر مشتمل کمیشن مقرر کرنے کا مطالبہ کیا، جس کے سامنے وہ اپنے الزامات ثابت کرسکتے۔ مرزا محمود نے اس مطالبے کو تسلیم کرنے کے بجائے عبدالرحمن مصری اور اس کے ساتھی فخر الدین ملتانی کو ظلم و جور کا نشانہ بنایا، ملتانی کو قتل کرادیا گیا اور مصری پر نقض امن کے تحت مقدمات دائر کردیئے گئے۔ عبدالرحمن مصری نے عدالت عالیہ لاہور میں بیان دیتے ہوئے کہا:

> "موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعے یہ معصوم لڑکیوں لڑکوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے، اس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں، اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔"
>
> عبدالرحمن مصری نے مرزا محمود کے نام ایک خط میں یہ بھی لکھا تھا:
>
> "میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ مجھے مختلف ذرائع سے یہ علم ہوچکا ہے کہ آپ "جنبی" ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آجاتے ہیں۔" (کمالاتِ محمودیہ)

ان تمام غلیظ الزامات کے باوجود مرزا محمود کو عبدالرحمن مصری کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اسے مصری کی دعوت کو قبول کرنا موت سے بدتر نظر آیا۔ کیا اس سے کھلے طور پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اس کا [illegible] اور بدچلن تھا؟ اور کیا اس کے بعد بھی کسی عقلمند کو اس کے جھوٹا اور نجس ہونے میں کوئی شبہ ہوسکتا ہے۔۔؟

ج: پھر آپ ہی کی جماعت سے ایک منحرف گروہ نے "حقیقت پسند پارٹی" تشکیل دی، جس نے مرزا محمود پر سنگین اخلاقی الزامات عائد کئے، انہوں نے "تاریخ محمودیت" نامی کتاب لکھی، جس میں مرزا محمود کی بدکاریوں پر ۲۸ قادیانی مردوں اور عورتوں کی مؤکد بعذاب حلفیہ شہادتیں قلمبند کی گئیں، اور ان حلفیہ شہادتوں میں یہاں تک

لکھا گیا کہ مرزا اپنی بیٹیوں کی بھی عصمت دری کرتا ہے، اور یہ کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیوی سے بدکاری کراتا ہے۔ "تاریخ محمودیت" میں مرزا محمود صاحب کو چیلنج دیا گیا اور ان مؤکد بعذاب حلفیہ شہادتوں کے مقابلے میں اس سے مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا۔

پھر یہی مضمون راحت ملک کی کتاب "ربوہ کا مذہبی آمر" میں، شفیق مرزا کی کتاب "شہر سدوم" میں، اور مرزا محمد حسین بی کام کی کتاب "منکرین ختم نبوت کا انجام" میں دہرایا گیا۔ اور مرزا محمود سے حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ ان واقعات کی تردید کرنے کا مطالبہ کیا گیا، لیکن مرزا محمود نے ان میں سے کسی چیلنج کا جواب نہ دیا اور ان پر سکوت مرگ طاری رہا۔ البتہ اپنے بھولے بھالے خوش عقیدہ مریدوں کو ان کتابوں کے نہ پڑھنے کا "سرکاری فرمان" جاری کر دیا گیا۔ کیا اہل عقل اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کریں گے کہ مرزا محمود کے اخلاق و خدوخال وہی تھے جو ان کتابوں میں حلفیہ شہادتوں کے ذریعے بار بار دہرائے گئے ہیں۔ مرزا طاہر صاحب! کیا ایسے "خاندانی تقدس" کے فرد ہوتے ہوئے آپ سارے زمانے کو مباہلہ کی دعوت دینے چلے ہیں؟

بادۂ عصیاں سے دامن تر بہ تر ہے شیخ کا
اس پہ دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

مرزا طاہر صاحب! اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ کے باپ پر "حقیقت پسند پارٹی" کے الزامات غلط ہیں، تو آپ نے ان کے مطابق "حلف مؤکد بعذاب" اٹھا کر ان الزامات کی تردید کرنے اور مباہلہ کرنے کی جرأت آج تک کیوں نہیں کی؟

۱۱:.. آپ کی جماعت میں کسی اور کو معلوم ہو یا نہ ہو، لیکن آپ کو تو یقیناً معلوم ہوگا کہ آپ کے ابا کی موت کن عبرتناک حالات میں ہوئی۔ اور وہ اپنی زندگی کے آخری گیارہ سالوں میں ایک طویل عرصے تک کس طرح مرقع عبرت بنا رہا۔ خصوصاً اس کے آخری دور ایام میں اس کی کیفیت کیا تھی؟ اور اس کی موت کیسی عبرتناک ہوئی...؟

اور پھر یاد ہوگا کہ آپ کے بڑے بھائی مرزا ناصر کی ناگہانی موت کس طرح واقع ہوئی؟ آپ کے اسلام آباد کے "قصرِ خلافت" کے سامنے ہونے والے جلسے میں تحریکِ ختم نبوت کے مبلغ محترم مولانا اللہ وسایا نے مجمع میں آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کا خط پڑھ کر سنایا تھا۔ اس کا کیا مضمون تھا، جس کو سن کر مرزا ناصر صدمے کی تاب نہ لاسکا اور یکایک اس کی حرکتِ قلب بند ہوگئی؟

مرزا طاہر صاحب! کیا آپ اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنے دادا کی عبرت ناک موتوں کو بچشمِ خود دیکھنے اور سننے کے بعد بھی آپ کے لئے کسی مزید سامانِ عبرت کی ضرورت ہے کہ آپ علمائے امت سے مباہلہ کرنے چلے ہیں؟ کیا آپ یہ دعا کرنے کی جرأت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے باپ اور دادا کی موت نصیب کرے...؟

۶:... رفیق محترم جناب مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی مدظلہ العالی آپ کے ابا مرزا محمود کو اس کی زندگی میں ہر سال مباہلہ کی دعوت دیتے رہے، اس کی عبرت ناک موت کے بعد آپ کے بھائی مرزا ناصر کو ہر سال مباہلہ کا چیلنج دیتے رہے، اور اس کی ناگہانی موت کے بعد خود آپ کو بھی احترام کے ساتھ ہر سال مباہلہ کی کھلی دعوت دیتے رہے، انہوں نے متعدد بار ویمبلے ہال لندن (Wembley Hall London) میں بھی آپ کو دعوت دی، لیکن آپ کے باپ کو، آپ کے بھائی کو اور خود آپ کو آج تک اس چیلنج کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، کیا اس کا صاف صاف مطلب یہ نہیں کہ آپ کو اپنے اور اپنے باپ دادا کے جھوٹا ہونے کا حق الیقین ہے؟

مرزا طاہر صاحب! علمائے امت کو مباہلہ کا چیلنج دینے سے پہلے کیا آپ کا فرض نہیں تھا کہ آپ یہ تمام قرضے ادا کرتے جو آپ کے اور آپ کے باپ دادا کے ذمے واجب الادا ہیں؟

۷:... آپ نے اس فقیر کو مباہلہ کی دعوت دی ہے، یہ فقیر اس کے لئے بسر و چشم حاضر ہے، لیکن مباہلہ کا وہ طریقہ نہیں جو آپ نے اختیار کیا ہے، اور جس کو آپ نے غلط

اُمت کو دعوت دی ہے کہ وہ بھی آپ کی طرح گھر بیٹھے آپ پر لعنتیں بھیجتے رہیں اور اخباروں اور رسالوں میں لعنت کی پتنگ بازی کرتے پھریں۔ گھر بیٹھ کر چرخہ چلانا عورتوں کا مشغلہ ہے اور کاغذی پتنگ بازی بچوں کا کھیل ہے۔

مباہلہ کا طریقہ وہ ہے جو قرآن کریم نے آیتِ مباہلہ میں بیان فرمایا ہے کہ دونوں فریق اپنی عورتوں، بچوں اور اپنے متعلقین کو لے کر میدان میں نکلیں، چنانچہ اس آیت کی تعمیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصاریٔ نجران کے مقابلے میں نکلے اور ان کو نکلنے کی دعوت دی۔ اور خود آپ کا دادا مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم و مغفور کے مقابلے میں عیدگاہ امرتسر کے میدان میں نکلا۔

فقیر کے مقابلے میں مردِ میدان بن کر آیئے...!

اگر آپ اس فقیر کو مباہلہ کی دعوت دینے میں سنجیدہ ہیں تو بسم اللہ! آیئے مردِ میدان بن کر میدانِ مباہلہ میں قدم رکھئے، تاریخ، وقت اور جگہ کا اعلان کر دیجئے کہ فلاں وقت، فلاں جگہ مباہلہ ہوگا، پھر اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کو ساتھ لے کر مقررہ وقت پر میدانِ مباہلہ میں آیئے، یہ فقیر بھی ان شاء اللہ اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کو ساتھ لے کر وقت مقررہ پر پہنچ جائے گا۔

اور بندہ کے خیال میں مباہلہ کے لئے درج ذیل تاریخ، وقت اور جگہ سب سے زیادہ موزوں ہوگی:

تاریخ:... ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

دن:... جمعرات

وقت:... دو بجے بعد از نمازِ ظہر

جگہ:... مینارِ پاکستان لاہور

میں نے اس کو بہترین تاریخ، وقت اور جگہ اس لئے کہا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ

کے دوران سیدنا جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں اپنی دجالی بیعت کا سلسلہ شروع کیا تھا، گویا ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کی تاریخ آپ کے تخم دجال کی صد سالہ تقریب ہے، اور آپ نے لدھیانہ میں سلسلۂ بیعت کا آغاز کیا تھا، سو میدان مباہلہ میں آپ کا مقابلہ بھی لدھیانوی سے ہوگا، اس طرح باب لد پر مسیح دجال کو قتل کیا جائے گا۔

ظہر کے بعد کا وقت میں نے اس لئے تجویز کیا کہ حدیث نبوی کے مطابق اس وقت فتح و نصرت کی ہوائیں چلتی ہیں۔ اور جگہ کے لئے مینار پاکستان کا تعین اس لئے کیا ہے کہ پاکستان میں اس سے بہتر اور کشادہ جگہ اجتماع کے لئے شاید کوئی اور نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں ۲۳ مارچ کی تاریخ یوم پاکستان بھی ہے۔ یوم پاکستان کو مینار پاکستان پر اجتماع نہایت مناسب ہے۔ تاہم مجھے اس تاریخ، وقت، اور جگہ پر اصرار نہیں، بلکہ تاریخ، وقت اور جگہ کی تعیین کو آپ کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں، آپ جو تاریخ، وقت اور پاکستان میں جو مقام مباہلہ مناسب سمجھیں، تجویز کرکے مجھے اطلاع دیں۔

یہ فقیر امت محمدیہ کا ادنیٰ ترین خادم ہے، اور آپ "چشم بد دور" "امام جماعت احمدیہ" ہیں، اس فقیر کو اپنے ضعف و قصور کا اعتراف ہے، اور آپ کو اپنی امامت و زعامت اور تقدس پر ناز ہے، لیکن... الحمدللہ ثم الحمدللہ... یہ فقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہے، اور آپ جھوٹے مسیح کے جانشین ہیں۔ یہ فقیر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمۃ للعالمینی سے وابستہ ہے، اور آپ دور حاضر کے مسیلمہ کذاب کے دامن سے چمٹے ہیں۔ یہ فقیر اپنی نالائقی کا اعتراف تقصیر لے کر میدان مباہلہ میں قدم رکھے گا، آپ اپنی امامت و زعامت اور تقدس پر ناز کرتے ہوئے آئیے۔ میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا علم اٹھائے ہوئے آؤں گا، آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت و مسیحیت کا سیاہ جھنڈا لے کر آئیے۔

آئیے! اس فقیر کے مقابلے میں میدان مباہلہ میں قدم رکھئے، اور پھر میرے مولائے کریم کی غیرت و جلال اور قہری تجلی کا کھلی آنکھوں تماشا دیکھئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر وہ مباہلہ کے لئے نکل آتے تو ان کے درختوں پر ایک پرندہ بھی زندہ نہ بچتا۔

آیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا اعجاز ایک بار پھر دیکھئے۔

اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ آگ کے اس سمندر میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے، اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا پسند کریں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ادنیٰ امتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

ایک گزارش

۸:... یہ ذکر کردینا ضروری ہے کہ اس ناکارہ کو یا دیگر علمائے امت کو آپ سے یا آپ کے باپ دادا سے کوئی ذاتی عداوت نہیں، نہ کسی جائیداد کا جھگڑا ہے، نہ کسی ریاست کا تنازع ہے۔ واللہ العظیم! ہم آپ کے خیرخواہ ہیں، اور نہایت دردمندی و دل سوزی سے چاہتے ہیں کہ آپ دوزخ کی آگ سے بچ جائیں۔ مرزا قادیانی کے دجل و فریب اور مکاری و عیاری کی دھجیاں اس لئے بکھیرتے ہیں تاکہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایمان کو بچایا جاسکے اور آپ کی جماعت کے افراد کو دوزخ کی آگ سے نکالا جاسکے۔ خدا شاہد ہے کہ ہمارا یہ عمل محض رضائے الٰہی کے لئے اور آپ کی اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خیرخواہی کے لئے ہے۔ ہماری یہ خیرخواہی آپ لوگوں کو مرنے کے بعد معلوم ہوگی۔ میں آج پھر آپ سے اور آپ کی جماعت کے ایک ایک فرد سے نہایت اخلاص و خیرخواہی اور دل سوزی و دردمندی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ لوگ راستے سے بھٹک گئے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے جس مسیح کے قربِ قیامت میں آنے کی خبر دی ہے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا:

> ”خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے، کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں، اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔“ (متی ۲۴:۴-۵)

مرزا غلام احمد قادیانی بھی انہی لوگوں میں سے تھا جنھوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کر کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مرزا غلام احمد نے یا آپ لوگوں نے جو تاویلات ایجاد کر رکھی ہیں، وہ محض نفس و شیطان کا دھوکا ہے، یہ تاویلیں نہ قبر میں منکر نکیر کے آگے چلیں گی اور نہ فردائے قیامت میں داورِ محشر کے سامنے کام دیں گی۔

مرزا طاہر صاحب! آپ کے لئے اپنی امامت و امارت اور خاندانی گدی کو چھوڑ کر حق کا اختیار کرنا بے شک مشکل کام ہے، لیکن اگر آپ محض رضائے الٰہی کے لئے حق کو اختیار کرلیں تو حق تعالیٰ شانہ آپ کو دنیا و آخرت میں اس کا ایسا بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے کہ اس کے مقابلے میں آپ کی موجودہ ریاست و امارت ہیچ در ہیچ ہے۔ اور اگر آپ نے ریاست کو حق پر ترجیح دی تو مرنے کے بعد ایک ذلت اور ایسے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا جس کے سامنے موجودہ عزت و وجاہت لغو و لایعنی ہے۔ میں آپ کی جماعت کے تمام افراد سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلیں، اور میں آپ کو، اور آپ کی جماعت کو اور ان تمام افراد کو، جن کی نظر سے میری یہ تحریر گزرے، گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حق و صداقت کا پیغام آپ تک پہنچادیا، کسی شخص کے دل میں حق طلبی کا جذبہ ہو اور وہ اپنا اطمینان چاہتا ہو تو اس کو سمجھانے کے لئے تیار ہوں۔

۹:... آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں اپنا جواب اخباروں اور رسالوں میں شائع کروں۔ جہاں تک میرے امکان میں ہے میں نے اشاعت کی کوشش کی ہے، آپ اگر چاہیں تو اپنے اخبارات و رسائل میں میرا جواب شائع کراسکتے ہیں۔

۴: میں نے آپ کو میدانِ مباہلہ میں آنے کی جو دعوت دی ہے، وہ پچھلے خط میں آپ کے جواب کی صورت میں بتا چکا ہوں، اور جواب کے لئے آخری تاریخ یکم جنوری ۱۹۸۹ء مقرر کرتا ہوں۔

۵: میرا خیال ہے کہ آپ نے دیگر اکابر علماء کے نام بھی مباہلہ کا چیلنج بھیجا ہوگا، اس لئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے اکابر امت کے اس فورم کا جواب سب کی طرف سے تنہا فقیر ہی دے رہا ہے، دوسرے حضرات کو زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں۔

سبحانک اللّٰھم وبحمدک، اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک

محمد یوسف لدھیانوی
۹؍۳؍۱۴۰۹ھ
[illegible]؍۱۹۸۸ء

مرزا طاہر پر
آخری اتمام حجت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گزشتہ سال مرزا طاہر قادیانی نے اپنی جماعت کو ریلیف کا انجکشن دینے کے لئے مباہلہ کا ڈھونگ رچایا، اور ایک پمفلٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا:

> "جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے
> معاندین، مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا کھلا چیلنج۔"

مرزا طاہر نے جہاں مشاہیر امت و اکابر ملت کے نام اس چیلنج کی کاپیاں بھجوائیں وہاں (نامعلوم کس مصلحت سے) اس گمنام و ہیچ میرز کے نام بھی اس کی کاپی ارسال فرمائی۔ اس ناکارہ نے محرم الحرام ۱۴۰۹ھ کو اس کا جواب مرزا طاہر کو بھجوایا، جو پاک و ہند کے متعدد رسائل و جرائد میں "مرزا طاہر کے جواب میں" کے عنوان سے شائع ہوا، اور الگ کتابچے کی شکل میں بھی بڑی تعداد میں شائع ہوچکا ہے، اور کینیڈا، امریکا وغیرہ میں ہزاروں کی تعداد میں اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں تقسیم ہوئیں۔ اس کے متعدد انگریزی تراجم بھی بیرونی ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئے۔ اس ناکارہ کے جواب مباہلہ سے مرزا قادیانی کی ذریت کا قرض ان شاء اللہ قیامت تک عہدہ برآ نہیں ہوسکے گی، لیکن اس ناکارہ نے چونکہ مرزا طاہر کو پابند کردیا تھا کہ مجھے اس کا جواب چار مہینے کے اندر یعنی جنوری ۱۹۸۹ء تک مل جانا چاہئے، اس لئے مرزا طاہر پر "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" کی

کیفیت طاری ہوگئی، یا بالآخر جواب کی مقررہ میعاد گزرنے کے بعد مرزا طاہر نے اپنے سیکریٹری کے ذریعے اُلٹا سیدھا جواب بھجوایا۔ ذیل میں پہلے مرزا طاہر کے سیکریٹری کا جوابی خط نقل کیا جاتا ہے، پھر اس قادیانی خط پر اس ناکارہ کا تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔ اس سے قارئین کرام کو اندازہ ہوگا کہ مرزا طاہر نے مباہلہ کا چیلنج دے کر سنگین غلطیاں کی ہیں۔

اوّل:… نام نہاد مباہلہ کا ڈھونگ رچا کر قادیانیت کی مردہ لاش کو ایک بار پھر پوسٹ مارٹم کے لئے پیش کردیا۔

دوم:… جب مرزا طاہر کی دعوت پر اسے میدانِ مباہلہ میں آنے کے لئے للکارا گیا تو مرزا طاہر نے دُم دبا کر بھاگ جانے میں عافیت سمجھی، اور قادیانی فطرت کے مطابق تاویلات کا دفتر کھول دیا۔

سوم:… اس ناکارہ نے جواب کے لئے چار مہینے کی مہلت دی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس طویل مدت تک مرزا طاہر اور اس کی ذُرّیت پر سکوتِ مرگ طاری کئے رکھا، میعاد گزرنے کے بعد قادیانی سیکریٹری نے جو خط لکھا (جس کا عکس ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے) وہ پانچ منٹ کا کام تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کو قادیانیت کی ذلت و رُسوائی منظور تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ منٹ کا کام چار مہینے میں بھی نہیں ہونے دیا۔

چہارم:… میں نے مرزا طاہر کے باپ اور دادا کے بارے میں جن واقعات کا ذکر کیا تھا اور جن سے مرزا قادیانی کا دجال اور کذاب اور مرتد، مردود و ملعون ہونا اظہر من الشمس ثابت ہوتا ہے، مرزا طاہر اور اس کی پوری جماعت ان کے جواب سے عاجز رہی۔

پنجم:… مرزا طاہر نے مباہلہ کے قرآنی مفہوم میں تحریف کرنے کی جو کوشش کی تھی، وہ بھی ناکام ہوگئی، اور میدانِ مباہلہ سے فرار کرکے مرزا طاہر اپنے دادا کے بقول ”لعنت کے نیچے مرا۔“

اس ناکارہ کا خیال ہے کہ ان شاء اللہ مرزا طاہر میرے نئے چیلنج کو قبول کرنے کی بھی جرأت نہیں کرے گا، بلکہ اسے میرے چیلنج کا جھوٹا سچا جواب دینے کی بھی توفیق نہیں ہوگی۔

اب آپ پہلے قادیانی خط کا عکس ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس پر ہمارا تبصرہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
PRESS AND PUBLICATION DESK (CENTRAL)
Ahmadiyya Muslim Association
16-17 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel: 01-870 8517 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

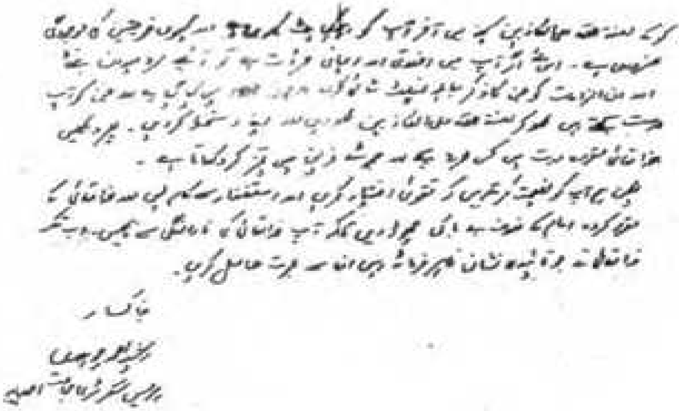

خاکسار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جناب مرزا طاہر احمد صاحب! سلام علی من اتبع الہدیٰ

آپ نے "مباہلے کے چیلنج" کی ایک کاپی اس ناکارہ کے نام بھی بھجوائی تھی، میں نے اپنے خط مؤرخہ ۱۸؍محرم الحرام ۱۴۰۹ھ میں آپ کی دعوت قبول کرتے ہوئے لکھا تھا کہ بسم اللہ! تاریخ اور جگہ کا اعلان کرکے مقررہ وقت پر تشریف لائیے، یہ فقیر بھی حاضر ہوجائے گا۔ اور ساتھ ہی اپنی طرف سے تاریخ اور جگہ کی تجویز لکھ بھیجی تھی۔ جواب کے لئے آپ کو چار مہینے کی مہلت دی گئی۔ جس کی آخری تاریخ یکم جنوری ۱۹۸۹ء تھی۔ آپ کا جواب جس پر آپ کے سیکریٹری کے دستخط ہیں، مجھے ۲۰؍جنوری کو ملا، رسید بھیجنے کا شکریہ! آپ کے اس خط کے چند نکات پر تبصرے کی اجازت چاہتا ہوں۔

۱:... آپ کے سیکریٹری صاحب لکھتے ہیں:

> "امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کی دعوت مباہلہ کے جواب میں آپ کی طرف سے شائع شدہ پمفلٹ موصول ہوا، جس میں آپ نے حقائق کو مسخ کرنے کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، اور ایک دفعہ پھر انتہائی بھونڈے اور ظالمانہ الزامات کو دہرا کر اپنی اندرونی خباثت دنیا کو دکھانے کی کوشش کی ہے، خدا تعالیٰ کے مقدس انسانوں پر جس طرح آپ نے بے ہودہ الزامات لگانے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کے علاوہ اور کیا جواب ہوسکتا ہے۔"

سب سے پہلے تو آپ کی راست گوئی کی داد دیتا ہوں۔ میں نے اپنے لیٹر پیڈ پر اپنی مہر اور دستخط کے ساتھ آپ کو رجسٹری خط بھجوایا تھا، آپ میرے لیٹر پیڈ پر ارسال کردہ خط کو "شائع شدہ پمفلٹ" فرماتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ "چور چوری سے جاتا ہے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا" جو لوگ ایک خط کے حوالے میں اتنی ہیرا پھیری سے نہیں چوکتے، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث میں کیا کیا تحریف نہ کرتے ہوں گے...؟

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے خرافات کو دہرا کر، بقول آپ کے.. اپنی اندرونی حالت ذہنی کو دکھانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ میرا خط چھپ چکا ہے، آپ کے سامنے موجود ہے، اسے پڑھ کر ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ میں نے تاریخ کے کھلے واقعات پیش کئے ہیں، جو بقول آپ کے الزامات دہرائے ہیں۔ میں نے دس واقعات لکھے تھے، پانچ مرزا غلام احمد قادیانی کے، اور پانچ مرزا محمود کے۔ آپ کو ان واقعات کے آئینے میں اپنا اصلی چہرہ نظر آیا، اس لئے:

"آئینہ جو دکھایا تو برا مان گئے"

میں ان واقعات کو پیش کر کے آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کس واقعہ کو آپ غلط الزام قرار دیتے ہیں؟

۱:... میں نے انجام آتھم ص:۲۸۲ کے حوالے سے مرزا قادیانی کا یہ اقرار نقل کیا تھا کہ ہم آئندہ مباہلہ کے لئے علماء کو مخاطب نہیں کریں گے۔ میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کے اس عہد کو کیوں توڑ ڈالا؟ اور علماء کو مخاطب کرنے کی جرأت کیوں کی؟ آپ نے میرے اس پوچھے ہوئے سوال کا جواب نہیں دیا، اور نہ ان شاء اللہ قیامت تک اس کا کوئی معقول جواب دے سکتے ہیں۔ شرم مٹانے کے لئے صرف اتنا کہہ دیا کہ یہ الزام دہراتا ہے۔

۲:... میں نے ضمیمہ انجام آتھم ص:۳۱ سے مرزا قادیانی کا یہ فقرہ نقل کیا تھا:

"یاد رکھو اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو

"میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔"

اس پیش گوئی کی دوسری جزو کیا تھی؟ محمدی بیگم کا بیوہ ہوکر مرزا کے نکاح میں آنا! کیا یہ دوسری جزو پوری ہوئی تھی؟ نہیں! تو پھر مرزا کے اپنے اقرار کے مطابق "ہر بد سے بدتر" ہونے میں کیا شبہ رہا؟ میں نے پوچھا تھا کہ کیا آپ اسی "بدترین شخص" کے لئے مباہلہ کرنے چلے ہیں؟ فرمائیے! یہ الزام ہے؟ یا ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب سے آپ کی پوری جماعت عاجز ہے؟

۳:... جنگِ مقدس کے آخری صفحے کے حوالے سے مرزا کا یہ اعلان نقل کیا تھا کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کے اندر نہ مرے تو:

> "میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔"

مرزا اور مرزائی، میعاد کے آخری لمحات تک آتھم کے مارنے کی کوشش کرتے رہے، ٹونے ٹوٹکے بھی کئے، چنے پڑھوا کر اندھے کنویں میں ڈلوائے، دعائیں، التجائیں بھی کیں، میعاد کی آخری رات قادیان میں: "یا اللہ! آتھم مرجائے، یا اللہ! آتھم مرجائے" کا شورِ قیامت برپا رہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آتھم کو مرنے نہیں دیا، جس کے نتیجے میں مرزا خود اپنے فتوے کی رو سے "تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے بڑھ کر لعنتی" ثابت ہوا۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا آپ اسی ذات شریف کے لئے مباہلہ کرنے چلے ہیں؟ فرمائیے! میری اس تحریر میں ایک حرف بھی ایسا ہے جس کو غلط الزام کہہ سکیں...؟

۴:... میں نے مرزا قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم و مغفور کے درمیان مباہلہ کا حوالہ دیا تھا، جو ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو عیدگاہ امرتسر میں ہوا۔ مولانا مرحوم کا مباہلہ اس

امر یہ تھا کہ مرزا اور مرزائی سب دجال، کذاب، کافر، ملحد اور بے ایمان ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی جلد اوّل ص:۴۲۵)

مرزا نے اپنی وفات سے سات مہینے چوبیس دن پہلے کہا تھا:

> ”مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات مرزا قادیانی ج:۹ ص:۴۴۰)

چنانچہ اسی اصول کے مطابق مباہلہ کے بعد مرزا، مولانا مرحوم کی زندگی میں (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کو ہلاک ہوگئے۔ اور مولانا مرحوم مرزا کے بعد ۹ سال تک بقیدِ حیات رہے، ان کا انتقال ۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔ (رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۴۳، تاریخ مرزا ص:۳۸)

آپ نے اپنے خط میں خود لکھا ہے کہ:

> ”مباہلہ دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے جانے کا نام ہے۔“

> ”مباہلہ دعا کے ذریعے خدا تعالیٰ سے فیصلہ طلبی کا نام ہے۔“

یہ تو ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی عدالت آخری عدالت ہے، اور اس کا فیصلہ بھی دوٹوک اور قطعی ہوتا ہے، کہ اس میں غلطی کا کوئی احتمال بھی نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کی عدالت کو نہ ماننا بھی کفر، اس کی عدالت کے فیصلے سے انحراف کرنا بھی کفر، اور اس کے خلاف نظرِ ثانی کی اپیل کرنا بھی کفر۔

میں نے لکھا تھا کہ جب مباہلہ ہوچکا ہے، اور خدائی عدالت نے اس کا فیصلہ بھی صادر کردیا ہے کہ مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم کے مقابلے میں مرزا جھوٹا تھا، دجال، کذاب تھا، کافر، مرتد تھا، بے ایمان اور ملحد تھا، تو آپ نئے مباہلے کے ذریعے گویا خدائی فیصلے کے خلاف اپیل کرنا چاہتے ہیں؟ کیا میری اس تحریر میں ذرہ بھی ایسا ہے جسے آپ غلط الزام کہہ سکیں؟ اور میں نے جو سوال اٹھایا کیا پوری امتِ مرزائیہ مل کر بھی اس کا جواب دے سکتی ہے؟

مرزا طاہر صاحب! اگر آپ خواہش پرست نہیں، اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں تو اس کی عدالت کے فیصلے پر دل و جان سے صاد کریں اور مرزا کے جھوٹا ہونے کا اعلان کردیں، ورنہ دنیا یہ سمجھنے پر مجبور ہوگی کہ آپ اپنے دادا کے درج ذیل الفاظ کا مصداق ہیں:

> "یہودی لوگ جو مورد لعنت ہوکر بندر اور سور ہوگئے تھے، ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ بظاہر انسان تھے، لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہوگئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی ان سے سلب ہوگئی تھی، اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کرسکتے۔" (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۹۷)
>
> "دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے، مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔"
>
> (ضمیمہ انجام آتھم ص:۲۱)

۵: میں نے مرزا کے اشتہار "مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ" کے حوالے سے لکھا تھا کہ مرزا نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی کہ یا اللہ! اگر میں سچا ہوں تو مولوی ثناء اللہ کو میری زندگی میں طاعون و ہیضے جیسے آسمانی عذاب سے ہلاک کر، اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب سچے ہیں، میں تیری نظر میں مفسد و کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک کرے۔

حق تعالیٰ شانہ نے مرزا کی دعا کے مطابق اپنا فیصلہ صادر فرمایا اور مرزا کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ سے ہلاک کردیا (حیات ناصر ص:۱۴) اور مولانا مرحوم، مرزا کے بعد چالیس برس زندہ رہے۔ اس فیصلۂ خداوندی نے ثابت کردیا کہ مرزا خود اپنے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نظر میں دجال و کذاب اور مفسد و مفتری تھا، میں نے آپ سے

یہ پوچھا تھا کہ کیا آپ اسی دجال و کذاب اور مفسد و مفتری کے لئے مباہلہ کرنے چلے ہیں؟ فرمایئے! اس تحریر میں ایسا کون سا لفظ ہے جسے آپ الزام سمجھیں...؟

یہاں ایک نکتے کی طرف توجہ دلاتا ہوں، وہ یہ کہ قرآن کریم میں کفار مکہ کی یہ دعا نقل کی گئی ہے:

> "اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک
> فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔"
>
> (الانفال: ۳۲)
>
> ترجمہ: "یا اللہ! اگر یہی دین تیری طرف سے برحق ہے
> تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل فرما۔"

مشرکین مکہ کی اپنی بدبختی اور جہل اور عناد کا تماشا دیکھئے کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا نہیں کرتے کہ یا اللہ! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین واقعی تیری طرف سے ہے تو ہمیں اس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما، اس کے بجائے وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اگر دین اسلام واقعی دین برحق ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش برسا دے یا ہمیں کسی دردناک عذاب سے نیست و نابود کردے۔

> "کہتے ہیں کہ یہ دعا ابوجہل نے (جنگ بدر کو جاتے
> ہوئے) مکہ سے نکلتے وقت کعبہ کے سامنے کی! آخر جنگ بدر میں اس
> کا ایک نمونہ دیکھ لیا۔" (تفسیر عثمانی)

ان کفار مکہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا نہیں کرتا کہ یا اللہ! اگر میں تیری نظر میں گمراہ ہوں تو میری اصلاح فرما، اور مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما، اس کے بجائے وہ یہ دعا کرتا ہے کہ:

> "اگر میں تیری نظر میں مفسد و کذاب اور مفتری ہوں تو
> مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہیضے اور طاعون جیسے آسمانی

عذاب سے ہلاک فرما۔"

مرزا کی اس بددعا کو بار بار پڑھئے اور ابوجہل کی بددعا سے اس کا موازنہ کیجئے، دونوں کے درمیان سرِمو فرق نظر نہیں آئے گا۔ ابوجہل بھی یہ بددعا کرتا ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے اور ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں آسمانی عذاب سے ہلاک فرما، اور مرزا بھی یہی بددعا کرتا ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں اور مولوی ثناء اللہ سچے ہیں تو مجھے ان کی زندگی میں ہلاک فرما، پھر جس طرح ابوجہل کو بدر میں منہ مانگی موت ملی، اسی طرح مرزا بھی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو منہ مانگی ہلاکت کا نشانہ بنا۔ کیا مرزا طاہر اور ان کی جماعت کے لئے اس میں کچھ عبرت ہے۔؟

مرزا قادیانی کے ان پانچ واقعات کے بعد میں نے پانچ واقعات آپ کے ابا مرزا محمود کے ذکر کئے تھے۔ ان کے ذکر کرنے سے میرا مقصد یہ بتانا تھا کہ مرزا محمود کو نصف صدی تک مباہلہ کا چیلنج دیا جاتا رہا، جس کو مرزا محمود نے قبول کیا اور نہ اس کی ذریت نے۔ یہ نصف صدی کا قرضہ آپ کے ذمہ ہے، پہلے یہ قرضہ ادا کیجئے اور حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ ان واقعات کی تردید کیجئے۔ جب آپ اس بھاری قرض سے سبکدوش ہو جائیں تب علمائے امت سے مباہلہ کی بات کیجئے۔ مثل مشہور ہے کہ "چھاج بولے تو بولے چھلنی کیوں بولے جس میں بہتر چھید" مباہلہ کی بات کوئی دوسرا کرے تو کرے، جس کے ذمہ پچاس ساٹھ سال کے مباہلوں کا قرضہ ہے، اور جو کسی چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے، آج ان کو چیلنج اچھالنے کی کیا سوجھی کہ علمائے امت کو مباہلہ کے لئے بلانے نکل آئے؟

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ!

۱:... چنانچہ ۱۹۲۷ء میں مولانا عبدالکریم مباہلہ نے مرزا محمود پر بدکاری کا الزام لگایا، انہوں نے بار بار مباہلہ کا چیلنج کیا، جس کی پاداش میں ان پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا، ان کے ساتھی کو قتل کیا گیا، ان کا گھر جلا دیا گیا، ان پر مقدمے کئے گئے، انہیں قادیان بدر کر دیا گیا، لیکن مرزا محمود کو اس کی جرأت نہ ہوئی کہ ان کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرتے۔ آج

تک مرزا محمود کی ذریت میں کسی کو توفیق ہوئی کہ حلف مؤکد بعذاب اٹھا کر اپنے باپ کی پاک دامنی کی شہادت دے۔

۲:... ۱۹۳۶ء میں مرزا محمود پر یہی الزام عبدالرحمٰن مصری نے لگایا، اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا، اس کے خلاف نقص امن کا مقدمہ دائر کیا گیا اور اس غریب کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر یہ حلفیہ بیان دینا پڑا:

> "موجودہ خلیفہ (مرزا محمود) سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعے معصوم لڑکوں اور لڑکیوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے، جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔" (ممتاز احمد فاروقی: فتح حق ص:۴)

لیکن مرزا محمود کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ عبدالرحمٰن مصری کے چیلنج کو قبول کر لیتا اور اس کی تحقیق کے لئے اپنی جماعت ہی کے چند افراد کا کمیشن مقرر کر دیتا، نہ آج تک آپ نے حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ اپنے ابا کی پاک دامنی پر شہادت دی۔ مرزا محمود نے مصری کا چیلنج قبول کرنے کے بجائے اسے منافقوں (لاہوری مرزائیوں) کی شرارت قرار دیا اور اپنے خطبہ جمعہ میں ایسے ہی ایک منافق کا خط پڑھ کر سنایا، جس میں لکھا تھا:

> "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے، اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں، اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہے؟" پھر لکھا ہے کہ: "ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے (نعوذ باللہ بھلے کے لئے... ناقل) ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

مرزا محمود نے یہ پاکیزہ کیفیت خطبۂ جمعہ میں تحریر بتایا، اور معترض کو کہ جناب کے ساتھ اس منافق کی تردید کرنے کے بجائے صرف یہ "بے ضرر تبصرہ" کافی سمجھا کہ:

"اس اعتراض سے پتا لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی طبع (یعنی لاہوری مرزائی) ہے۔"

(روزنامہ "الفضل" قادیان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

۳:… ۱۹۵۶ء میں آپ کی جماعت کے چند نوجوانوں نے مرزا محمود کے طلسم سامری کو توڑا، انھوں نے "حقیقت پسند پارٹی" تشکیل دی، اس پارٹی نے "تاریخ محمودیت" نامی کتاب شائع کی، جس میں ۲۸ قادیانی مردوں اور عورتوں کی مؤکد بعذاب حلفیہ شہادتیں جمع کیں کہ مرزا محمود نہایت بدکردار ہے، مرزا محمود کو چیلنج پر چیلنج دیئے، پھر یہی مضمون متعدد کتابوں میں بار بار دہرایا گیا اور آج تک دہرایا جارہا ہے، لیکن نہ مرزا محمود کو اپنی زندگی میں مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا حوصلہ ہوا، نہ آپ نے ان لوگوں سے مباہلہ کی آج تک جرأت کی۔ ان تمام چیلنجوں کے مقابلے میں آپ کی خاموشی آپ کے مجرم ضمیر کی شہادت دے رہی ہے، ان تمام چیلنجوں کو شیرِ مادر کی طرح ہضم کرکے آج آپ کس منہ سے علمائے امت کو مباہلہ کی دعوت دیتے چلے ہیں…؟

میں نے قصداً اس قصے کو ۱۹۳ء سے شروع کیا، ورنہ کہنے والوں نے یہ بھی کہا ہے اور کچھ غلط نہیں کہا کہ:

"میاں محمود احمد صاحب کے طالب علمی کے زمانے اور نوجوانی کے دنوں میں بھی ان کے چال چلن پر سنگین اور شرمناک الزام لگائے گئے بلکہ خود حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی اس سلسلے میں ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا تھا، مگر چونکہ گواہ [illegible] کی وجہ سے الزام ثابت نہ ہوسکے۔" ([illegible]: تاریخ محمودیت ص: [illegible])

اور یہ کہ:

> ”وہ (مرزا محمود) عنفوانِ شباب میں بعض بداخلاقیوں میں مبتلا ہوا، اس پر اس کے باپ نے کمیشن بٹھایا، اس کے چار ارکان تھے: مولوی نورالدین، خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی اور مولوی شیر علی۔ ان اشخاص کے سامنے اس مجرم کی والدہ نے اپنا دامن بچا کر منت سماجت کی اور ارکان سے کہا کہ اگر اس کے معصیت کار بیٹے پر گرفت ہوئی تو اس کا باپ اسے نکال باہر کرے گا، ان لوگوں نے اپنی فقہ کے پردے میں اس مجرم کو بری کر دیا، یعنی یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ چار گواہ مہیا نہیں ہیں، اس لئے یہ مستوجب سزا نہیں ٹھہرتا۔ گویا زنا کا، چار گواہوں کے پیش نہ ہونے سے زنا ہی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو اسی جرم سے سزا دلوائی۔“
>
> (مرزا محمد حسین: فتنۂ انکارِ ختم نبوت ص:۹۰)

۳:... میں نے آپ کے باپ دادا کی عبرتناک موتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ سے پوچھا تھا:

> ”کیا آپ کو مزید کسی سامانِ عبرت کی ضرورت ہے کہ علمائے امت سے مباہلہ کرنے چلے ہیں؟“

اور اگر آپ کو اس سے انکار ہو کہ آپ کے باپ دادا کی موت عبرتناک ہوئی تو اس کا تصفیہ کرنے کے لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ:

> ”کیا آپ یہ دعا کرنے کی جرأت کریں گے کہ آپ کو آپ کے باپ دادا جیسی موت نصیب ہو؟“

آپ نے میرا یہ چیلنج بھی قبول نہیں کیا، اور شاید آپ کو اس کی جرأت بھی نہیں ہوگی کہ میرے سوال کا جواب اخبارات میں چھاپ کر دنیا کو یہ تماشائے عبرت دیکھنے کا موقع فراہم کریں۔

۵:... آخر میں، میں نے رفیق محترم مولانا منظور احمد چنیوٹی کی دعوتِ مباہلہ کا ذکر کیا تھا، وہ آپ کے باپ کی زندگی میں اسے مباہلہ کا چیلنج دیتے رہے، اس کے بعد مرزا ناصر کی زندگی میں، اس کے بعد آپ کو چیلنج دے رہے ہیں، وہ جب سے اب تک اپنے مباہلے کے چیلنج کی سالگرہ مناتے ہیں اور ہر سال مباہلہ کا چیلنج قادیانی لیڈر کے نام رجسٹری کرتے ہیں، غالباً ان کا کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا ہوگا جس میں وہ اس چیلنج کو نہ دہرائیں، ان کا چیلنج صرف ایک فقرہ ہے، وہ یہ کہ:

"آپ حلف اُٹھائیں کہ آپ اور آپ کے ابا کبھی فاعل یا مفعول نہیں رہے!"

آپ کے ابا کو، آپ کے بھائی کو اور خود آپ کو بھی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ ان کا چیلنج قبول کریں، چشمِ بددور! آپ اسی تقدس مآبی پر علمائے اُمت کو مباہلہ کی دعوت دیتے چلے ہیں...؟

مرزا صاحب! میں الزامات نہیں دہرا رہا، میں ایسے حقائق ذکر کر رہا ہوں جن کا سامنا آپ اور آپ کا خاندان قیامت تک نہیں کرسکتا، میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے حقائق پیش کر رہا ہوں، لیکن آپ کے سیکریٹری صاحب کی آنکھیں خیرہ ہیں، اور وہ مجھے لکھتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ کے مقدس انسانوں پر آپ نے بے ہودہ الزامات لگانے کی کوشش کی ہے۔"

الحمد للہ! مرزا قادیانی کو تو آپ لوگ نبی معصوم سمجھتے ہی تھے، چنانچہ جب محمد حسین قادیانی نے قادیان کے دارالافتاء سے یہ فتویٰ پوچھا کہ:

"حضرتِ اقدس (مرزا قادیانی) غیر محرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟"

تو قادیان کے "مفتی" نے ان کو بتایا کہ:

"وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع
نہیں، بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔"

(اخبار "الحکم" قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۳ ص:۱۳ مؤرخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۰۷ء)

اگرچہ خود مرزا قادیانی اپنے معصوم ہونے کا انکار کیا کرتا تھا، چنانچہ لکھتا ہے:

"افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ
کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔"

(کرامات الصادقین ص:۵)

لیکن آپ کے سیکریٹری صاحب کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا محمود کو بھی معصوم و مقدس سمجھتے تھے، العظمت للہ!

مجھے ان کے ان الفاظ پر یاد آیا کہ ڈاکٹر زاہد علی صاحب نے اپنی کتاب "ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام" میں اسماعیلیوں کے داعی مطلق قاضی نعمان بن محمد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ:

"اگر تو اپنی آنکھوں سے امام کو زنا کرتے، شراب پیتے
اور فواحش کا مرتکب ہوتے ہوئے بھی دیکھے تو تو اسے دل اور زبان
سے منکر نہ ہو، اور اس کے درست اور حق ہونے میں کچھ شک نہ کر۔"

(ڈاکٹر زاہد علی: ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام ص:۳۳۳)

غالباً آپ کے سیکریٹری صاحب اور ان جیسے دیگر بااعتقاد قادیانیوں کو بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ امام خواہ کتنا ہی سیاہ کاریوں میں ملوث ہو، اور اسے اپنی آنکھوں سے زنا کرتے ہوئے بھی دیکھیں تب بھی اسے مقدس ہی سمجھیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا محمود کی بدکاریوں پر قادیانیوں کی ایک فوج کی فوج مؤکد بعذاب حلف کے ساتھ شہادتیں دیتی ہے، اس پر مباہلہ کا چیلنج کرتی ہے اور مرزا کا خاندان اس کے مقابلے میں حلف مؤکد بعذاب سے گریز کر کے ان شہادتوں پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ لیکن سیکریٹری صاحب

کے نزدیک وہ مقدس کے مقدس ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو حق تعالیٰ بار بار کے فیصلوں میں دجال، کذاب، کافر، مرتد، زندیق، سیاہ رو، ذلیل، ابوجہل سے بدتر، اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے بڑھ کر لعنتی ثابت کرتا ہے، لیکن سیکریٹری صاحب فرماتے ہیں کہ ان تمام خطابات کے باوجود وہ مقدس تھے، یعنی "پیر کامل ہے، بس تھوڑا سا بے ایمان ہے۔"

حال ہی میں جناب حافظ بشیر احمد مصری نے آپ کے مباہلہ کا جواب آپ کو بھیجا ہے، جس میں آپ کے پورے خاندان کے "تقدس" کی حلفیہ شہادت دی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

◆ :... مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا مرزا محمود بدکار تھا، منکوحہ و غیر منکوحہ عورتوں سے زنا کا عادی تھا، خاندان کی محرم عورتیں بھی اس کی ہوس کا نشانہ تھیں۔

◆ :... مرزا محمود کے دونوں بھائی مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد لواطت کے عادی تھے، بالخصوص نوعمر بچے ان کا نشانہ تھے۔

◆ :... مرزا محمود کا ماموں میر محمد اسحاق، لواطت کا عادی تھا اور اسکول کے معصوم بچے اس کا خاص شکار تھے۔

◆ :... قادیانی نظام کے بڑے بڑے عہدیدار شہوت پرستی میں اخلاقی بندھنوں سے آزاد تھے، یعنی:

"ایں خانہ ہمہ آفتاب است!"

مرزا طاہر صاحب! آپ ان حقائق کو الزامات کہہ کر انہیں جھوٹ کہئے، میرا مقصد یہ تھا کہ جب تک آپ ان خوفناک چیلنجوں سے عہدہ برآ نہیں ہوجاتے، اور جب تک اپنے ابا کی پاک دامنی پر ان لوگوں سے مباہلہ نہیں کرلیتے، تب تک آپ کو علمائے اُمت کو مباہلہ کی دعوت دینے سے شرم آنی چاہئے تھی...!

۲:... آپ کے سیکریٹری صاحب لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جس کی بنیاد حضرت مرزا

صاحب نے ۱۸۹۹ء میں رکھی روز بروز ترقی کرتا چلا جا رہا ہے اور
سعید روحیں جوق در جوق اس مقدس سلسلے میں داخل ہو رہی ہیں مگر
آپ جیسے اندھے ابھی تک اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔"

آپ کا سلسلے کی ترقی کو حقانیت کی دلیل قرار دینا محض جہل و حماقت ہے۔ اولاً:... کسی سلسلے کی صرف ترقی کو دیکھنا کافی نہیں، بلکہ اس سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ سلسلہ خیر کا ہے یا شر کا؟ اگر خیر کا ہے تو اس کی ترقی خوشی کی چیز ہے، لیکن اگر شر کا سلسلہ ہو تو اس کی ترقی سرمایۂ مسرت نہیں، بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے استدراج ہے۔ سنت اللہ یہ ہے کہ مجرم لوگوں کو بار بار تنبیہ کی جاتی ہے، لیکن جب بار بار کی تنبیہ کے بعد بھی ان کو عبرت نہیں ہوتی تو استدراج شروع ہوجاتا ہے، اور ان کو چند دن ڈھیل دی جاتی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ۔ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي
مَتِينٌ" (القلم: ۴۴)

ترجمہ:... "آپ تو مجھ کو اور ان کو جو اس کتاب کو جھٹلاتے ہیں چھوڑ دے (خود سزا دینے کی فکر نہ کر) ہم ان کو درجہ بدرجہ تباہی کی طرف ان طرفوں سے کھینچ لا رہے ہیں جن کو وہ جانتے بھی نہیں ـــــ اور میں ان کو ڈھیل دوں گا (یعنی ان کی تباہی میں دیر کروں گا) میری تدبیر بڑی مضبوط ہے (وہ آخر ان کو تباہ کرکے رکھ دے گی)۔"

(ترجمہ: مرزا محمود، تفسیر صغیر)

نیز ارشاد ہے:

"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ

جهنم وساءت مصيرا.“ (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: … ”اور جو شخص (بھی) ہدایت کے پوری طرح کھل جانے کے بعد (اس) رسول سے اختلاف ہی کرتا چلا جائے گا اور مومنوں کے طریق کے سوا کسی اور طریق پر چلے گا، ہم اسے اسی چیز کے پیچھے لگا دیں گے جس کے پیچھے وہ پڑا ہوا ہے، اور اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“ (مرزا محمود، تفسیر صغیر)

اپنی اس سنت کے مطابق حق تعالیٰ شانہ نے قطعی دلائل سے مرزا قادیانی کا دجال و کذاب ہونا بار بار واضح کردیا، اور مرزا محمود کے مصنوعی تقدس کا بھانڈا قادیان اور ربوہ کے چوراہے پر بار بار پھوڑا گیا، مختلف قسم کی آفتوں اور ابتلاؤں میں آپ کی جماعت کو ڈالا، یہاں تک کہ آپ کے ابا مرزا محمود بھیس بدل کر قادیان سے فرار ہوئے، پھر آپ خود خفیہ طور پر پاکستان سے بھاگے، اور سیدھے لندن پہنچ کر دم لیا۔ اس کے باوجود اگر آپ لوگوں کو عبرت نہیں ہوئی تو حق تعالیٰ شانہ کے استدراج اور ڈھیل کے قانون کے مطابق آپ کو مہلت دی گئی، تاکہ اپنے جرم کا پیمانہ خوب بھر لیں، یہی استدراج اور ڈھیل ہے جس کو آپ کے سیکریٹری صاحب جلسے کی ترقی سے تعبیر فرمارہے ہیں۔ حالانکہ کسی جماعت کی محض عددی ترقی اس کی حقانیت کی دلیل نہیں، کیونکہ اس عالم کا مزاج ہی ایسا رکھا گیا کہ یہاں حق اور باطل دونوں کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا جاتا ہے، اس لئے باطل کی ترقی کو اس کی حقانیت کی دلیل قرار دینا مسخ فطرت کی علامت ہے۔ آج دنیا میں دہریت کو کتنی ترقی ہورہی ہے؟ اور شرکیہ قومیں روز بروز کس قدر بڑھ رہی ہیں؟ کیا کوئی عاقل ان کی ترقی کو ان کی حقانیت کی دلیل قرار دے سکتا ہے؟ پس جس طرح دہریت اور لادینیت کی ترقی ان کی حقانیت کی دلیل نہیں، اور کوئی صاحبِ فہم ان جھوٹے نگینوں کی چمک دمک سے دھوکا نہیں کھا سکتا، اسی طرح آپ کی ترقی بھی حقانیت کی دلیل نہیں۔

ثانیاً: … آپ کی جماعت کو جس انداز سے ترقی ہوئی، اہل بصیرت کے نزدیک وہ

خود اس کے باطل ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ ذرا اس پر توجہ فرمائیے کہ آپ کے ابا مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا تھا؟ اس کا دعویٰ تھا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے آنے کی خبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، بہت خوب...!

آئیے اب یہ دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح علیہ السلام کے کیا کیا کارنامے ذکر فرمائے تھے؟ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات میں سے صرف ایک ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں، جس کو آپ کے ابا مرزا محمود نے ”حقیقۃ النبوۃ“ میں نقل کیا ہے، میں ترجمہ بھی مرزا محمود ہی کا نقل کرتا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

> ”انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے، پس جب اسے دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا، گو سر پر پانی نہ ڈالا ہو، اور صلیب کو توڑ دے گا، اور خنزیر کو قتل کردے گا اور جزیہ ترک کردے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہوجائیں گے اور صرف اسلام ہی رہ جائے گا۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے، عیسیٰ ابن مریم چالیس سال زمین پر رہیں گے اور پھر وفات پاجائیں گے اور مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔“
>
> (مرزا محمود احمد: حقیقۃ النبوۃ ص:۱۹۲)

کیا مذکورہ بالا صفات میں سے ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں نظر آتی ہے؟ اگر نہیں تو انصاف کیجئے کہ مرزا ایسا کیوں ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تمام مذاہب
مٹ جائیں گے صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔"

ادھر مرزا کے زمانے میں تمام مذاہب تو کیا مٹتے، قادیان کی جو مسجد مرزا کے باپ دادا کے زمانے سے سکھوں کے قبضے میں چلی آتی تھی، مرزا اس کو بھی واگزار نہ کراسکے، اور مرزا کو مرے ہوئے بھی اسی سال ہوچکے ہیں لیکن آپ کی جماعت ابھی تک "آٹے میں نمک کے برابر" بھی نہیں، شاید سکھوں اور یہودیوں کی تعداد بھی آپ سے زیادہ ہوگی۔ فرمائیے! اس ترقی پر فخر کرنا، مسیح موعود کے منصب کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہی غلبۂ اسلام تھا جس کا وعدہ "مسیح موعود" کے زمانے سے وابستہ فرمایا گیا تھا؟ مگر ان تمام حقائق سے آنکھیں بند کرکے آپ لوگ نہایت ڈھٹائی سے اپنی نام نہاد ترقی پر فخر کرتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

"اذا لم تستحی فاصنع ما شئت!"

"جب تجھے شرم نہ رہے تو جو چاہے کرتا پھر!"

علاوہ ازیں اگر جماعت کے افراد کا بڑھنا ہی حقانیت کی دلیل ہے تو یہ حقانیت بہائیوں کو آپ سے بڑھ کر حاصل ہے، کیونکہ خود مرزا قادیانی کی زندگی ہی سے بہائیت کو آپ سے بڑھ چڑھ کر ترقی ہوئی۔ مرزا قادیانی کے ایک مضمون نگار کے بیان میں ۱۸۹۱ء سے ۱۹۳۰ء تک جو ترقی ہوئی اس کے اعداد و شمار ایر بک میں حسب ذیل دیئے گئے ہیں:

۱۸۹۱ء	۲۳۰۰
۱۹۰۱ء	۲۳۶۱
۱۹۱۱ء	۲۲۲۹۵

۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۳۳۴۴۳

آپ کا روزنامہ ”الفضل“ قادیان ۱۹؍جون ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں بتاتا ہے کہ:

> ”روزانہ ۲۲۴ مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔“

گویا اکیاسی ہزار سات سو ساٹھ (۸۱۷۶۰) آدمی سالانہ کے حساب سے صرف ہندوستان میں عیسائیت کی ترقی ہو رہی تھی۔ اگر عیسائی ترقی کی یہی رفتار فرض کی جائے تو ۱۹۳۱ء سے اب تک صرف ہندوستان میں انتالیس لاکھ چوبیس ہزار چار سو اسی (۳۹۲۴۴۸۰) افراد کا اضافہ ہوا ہوگا، یہ ۴۸ سال پہلے کی عیسائی ترقی کا صرف ”سود“ ہے۔

پاکستان میں عیسائی آبادی کے اضافے کے ہولناک اعداد و شمار وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں، چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ:

> ”تقسیم ہند کے وقت ۱۹۴۷ء میں پاکستان (مشرقی و مغربی) کی عیسائی آبادی اسی ہزار (۸۰,۰۰۰) تھی۔
>
> ۱۹۵۱ء میں صرف مغربی پاکستان میں عیسائی آبادی چار لاکھ ۳۴ ہزار تھی۔
>
> ۱۹۶۱ء میں پانچ لاکھ چوراسی ہزار (۵,۸۴۰۰۰) تھی۔
>
> ۱۹۷۲ء میں نو لاکھ آٹھ ہزار (۹۰,۸۰۰۰)۔“

۱۹۷۶ء میں عیسائی تنظیم کے صدر اور سیکریٹری نے دعویٰ کیا کہ ان کی آبادی پاکستان میں ساٹھ لاکھ ہے۔ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۹ء تک عیسائیت کو پاکستان میں کتنا فروغ ہوا ہوگا؟ اس کا اندازہ خود کر لیجئے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے بنگلہ دیش سے اطلاع آئی تھی کہ وہاں پانچ لاکھ افراد مرتد

ہو گئے، اور انہوں نے عیسائیت قبول کرلی۔ افریقی ممالک کا حال مجھ سے زیادہ آپ کو معلوم ہے، وہاں ملکوں کے ملک اور آبادیوں کی آبادیاں مشنریوں کے جال کا شکار بن چکی ہیں، ان تمام اعداد و شمار کو سامنے رکھ کر بتایئے کہ کیا آپ کی جماعت کی ترقی کو عیسائیت کی ترقی سے کوئی دور کی مناسبت بھی ہے؟ اگر آپ اپنی نام نہاد ترقی کو حقانیت کی دلیل قرار دیتے ہیں تو اس سے کئی گنا زیادہ دلیل عیسائی اپنی حقانیت پر پیش نہیں کر سکتے؟ اور اگر آپ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ:

> "سعید روحیں جوق در جوق اس مقدس سلسلے میں داخل ہو رہی ہیں، مگر آپ جیسے اندھے ابھی تک اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔"

تو کیا عیسائیوں کو آپ سے بڑھ کر یہ کہنے کا حق نہیں کہ:

> "سعید روحیں جوق در جوق یسوع مسیح کے مقدس سلسلے میں داخل ہو رہی ہیں، مگر مرزائی اندھے ابھی تک اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔"

اور اگر عیسائیت میں داخل ہونے والے آپ کے نزدیک بھی سعید روحیں نہیں تو ٹھیک اسی دلیل سے یہ کیوں نہ کہو کہ مرزائیت میں داخل ہونے والے بھی سعید روحیں نہیں بلکہ شقی ازلی ہیں، جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو چھوڑ کر قادیانی کذاب کے چنگل میں پھنس رہے ہیں اور اسلام جیسی نعمت عظمیٰ کے بجائے قادیانیت جیسی لعنت خرید رہے ہیں۔

رابعاً: عیسائیت کی یہ ترقی، جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا، اگر عیسائیت کی حقانیت کی دلیل نہیں، لیکن مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ضرور ہے، کیونکہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کے زعم میں "کسر صلیب" کا ٹھیکہ لے رکھا تھا، چنانچہ مرزا نے قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار "قلقل" بجنور کے نام ایک خط لکھا تھا:

"...... میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا

ہوں، یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلا دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں، پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔

پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی، اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں، اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار ”بدر“ قادیان نمبر ۲۹: جلد ۲ ص: ۴، ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی کا انجام ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ اس کو مرے ہوئے بھی اسی برس ہوگئے، مگر اس کے آنے سے نہ عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹا، نہ تثلیث کی جگہ توحید پھیلی، نہ عیسائیت کی کوئی روک تھام ہوئی، بلکہ معاملہ اُلٹا ہوا کہ مرزا کے دم قدم سے عیسائیت کو روزافزوں ترقی ہوئی جس کا سلسلہ بڑی شد و مد سے اب تک جاری ہے۔ چنانچہ مرزا کی وصیت کے مطابق ایک صدی سے دنیا یہ گواہی دے رہی ہے اور قیامت تک یہ گواہی دی چلی جائے گی کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ لیکن مرزا طاہر صاحب کی منطق نرالی ہے کہ مرزا قادیانی اگرچہ اپنی وصیت کے مطابق جھوٹا تھا، مگر پھر بھی ”مسیح موعود“ تھا۔

خامساً:... دنیا کو اپنی جماعتی ترقی سے مرعوب کرنے کے لئے آپ حضرات کی یہ تکنیک رہی ہے کہ جماعتی ترقی کے مبالغہ آمیز افسانے تراشے جائیں اور پھر انہی خود تراشیدہ افسانوی اعداد و شمار کو اپنی حقانیت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جائے۔ یہ ”جھوٹ کی عادت“ مرزا قادیانی سے شروع ہوئی اور آج تک جاری ہے، ذرا ملاحظہ فرمایئے:

۲ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے

سے کی بیعت کی۔" (تذکرۃ المہدی ص:۸۰)

اس کے تین مہینے بعد جنوری ۱۹۰۳ء میں "جماعت لاکھوں سے دوچند (تین لاکھ) ہوگئی۔" (مواہب الرحمٰن ص:۱۴۵)

۱۹۰۵ء میں مرزا سے بیعت کرنے والے قریباً چار لاکھ ہوگئے۔

(تجلیات الٰہیہ ص:۱۰)

اواخر جنوری ۱۹۰۷ء میں مرزا کو اسکندریہ (مصر) سے کسی "قادیانی نوجوان" کا ڈاک موصول ہوا جسے مرزا نے اپنے معجزے کے طور پر پیش کیا، وہ خط یہ تھا:

"لقد كثرت اتباعكم في هذا البلاد وصارت
عدة الرمل والحصى ولم يبق احد الا وعمل برأيكم
واتبع نصائحكم۔" (استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۳۰)

ترجمہ: "تمہارے پیروکار اس ملک میں بہت ہوگئے ہیں، اور وہ ریت اور کنکریوں کی تعداد میں ہوگئے ہیں، یہاں ایک شخص بھی باقی نہیں رہا جس نے آپ کی رائے پر عمل نہ کیا ہو اور آپ کے مشوروں کا پیرو نہ ہوگیا ہو۔"

اس خط میں "في هذا البلاد" کی ترکیب خلافِ محاورہ ہے، یہ خط کسی عرب کا نہیں، کسی پنجابی کا ہے۔ اگر قادیان کے کسی منشی کی تصنیف نہیں قرار دیا گیا تو ممکن ہے کہ کسی نے اسکندریہ سے یہ "قادیانی لطیفہ" بھیجا ہو۔ مرزا نے "ریت کے ذرات اور کنکریوں کی تعداد" کے موصول ہونے کو اپنا معجزہ قرار دیا ہے۔ بہرحال یہ قادیانی جماعت کی تعداد ہے۔ ۱۹۰۷ء کے اواخر میں ملک مصر میں قادیانیوں کی تعداد ریت کے ذروں اور کنکریوں کی گنتی سے زیادہ تھی، اور پورے ملک میں ایک فرد بھی ایسا باقی نہیں رہا تھا جس نے قادیانیت کا طوق اپنے گلے میں نہ ڈال لیا ہو۔ تعجب ہے کہ اتنے بڑے ملک کی یہ تعداد کہاں گم ہوگئی کہ اب وہاں ایک قادیانی بھی نہیں ملتا۔

یہ تو مرزا کے زمانے کی جھوٹی افواہوں اور مبالغہ آرائیاں تھیں، اب ذرا بعد کا حال دیکھئے!

مقدمہ اخبار مباہلہ (۲۸-۱۹۲۷ء) میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بتائی۔

۱۹۳۰ء میں کوکب دری کے قادیانی مؤقف کے مطابق دنیا میں ۲۰ لاکھ قادیانی موجود تھے۔ ستمبر ۱۹۳۱ء میں مناظرہ بھیرہ میں قادیانی مناظر نے قادیانیوں کی تعداد ۵۰ لاکھ بتائی۔ عبدالرحیم درد قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مسٹر ملجی کے سامنے بیان کیا کہ پنجاب میں مسلمانوں کی غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ اس وقت پنجاب میں ڈیڑھ کروڑ مسلمان تھے، اس حساب سے بقول عبدالرحیم درد گویا پنجاب میں ۷۵ لاکھ سے زیادہ قادیانی تھے۔ لیکن ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی سرکاری رپورٹ میں پنجاب میں قادیانیوں کی مجموعی تعداد ۵۵ ہزار نکلی، جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار افراد بھی شامل تھے، مرزا محمود نے سرکاری رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

> "فرض کرو باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد بھی ہیں۔" (قادیانی مذہب طبع پنجم ص:۵۵۵)

یعنی پچاس سال کی محنت کا نتیجہ کل ساٹھ ستر ہزار کے درمیان نکلا جسے قادیانی ۵۰ لاکھ سے ۷۵ لاکھ بتاتے تھے۔ یہی آپ کے افسانوی اعداد و شمار کی حقیقت۔

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ سے بھی آپ لوگ شرمندہ نہیں ہوئے اور جھوٹے اعداد و شمار بیان کرنے کی عادت نہیں چھوڑی، بلکہ مرعوب کن اعداد و شمار کی افسانہ تراشی کا سلسلہ اس کے بعد بھی بدستور جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کے لوگ بیرونی دنیا میں یہ تاثر دیتے تھے کہ پاکستان میں اصل حکومت "امیر المؤمنین مرزا محمود" کی ہے اور پاکستان کے حکمران ان کے نمائندے ہیں۔ یہ ناکارہ انڈونیشیا گیا تو وہاں احباب نے بتایا کہ یہاں قادیانیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ پاکستان کے تمام لوگ احمدی ہیں، اس

سے پاکستان سے جو شخص بھی آئے یہاں کے عوام اسے قادیانی ہی سمجھتے ہیں، اور پاکستان سے آنے والے کسی شخص کے بارے میں لوگوں کو بڑی مشکل سے باور کرایا جاتا ہے کہ یہ قادیانی نہیں۔

ابھی چند سال پہلے وہ یہ کہتے جارہے تھے کہ پوری دنیا میں مسلمان ۷۲ کروڑ ہیں اور ہماری تعداد ایک کروڑ ہے، پچاس لاکھ پاکستان میں اور پچاس لاکھ باقی دنیا میں۔ اس طرح ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صادق آتا ہے کہ مسلمانوں کے ۷۲ فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ ناجی ہوگا، وہ ناجی فرقہ یہی ۷۳ واں فرقہ ہے، جس کی تعداد ۷۲ کروڑ کے مقابلے میں ایک کروڑ ہے۔

لیکن ۱۹۸۱ء کی مردم شماری نے یہ طلسم بھی توڑ دیا، چنانچہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کی کل تعداد ایک لاکھ چار ہزار دو سو چوالیس (۱۰۴,۲۴۴) (روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء) ہے۔ اب اگر اتنی ہی تعداد باقی دنیا میں فرض کرلی جائے تو گویا پوری دنیا میں قادیانیوں کی کل تعداد دو لاکھ آٹھ ہزار چار سو اٹھاسی (۲۰۸,۴۸۸) ہوئی، جسے آپ ایک کروڑ بتاتے تھے۔ اب سنتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ایک کروڑ پر ایک پچاس لاکھ کا اضافہ کرلیا ہے، اور دنیا میں قادیانیوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ بتائی جانے لگی ہے۔ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ جتنے چاہو عجیب عجیب اعداد کے دعوے باندھتے رہو، ان دعووں کو کون چیلنج کرتا ہے؟ کہتے ہیں کسی گنوار نے کسی پڑھے لکھے سے کہا کہ: "بابوجی! آپ بڑے پڑھے لکھے بنے پھرتے ہو، ذرا یہ تو بتاؤ کہ زمین کا درمیان کہاں ہے؟" جھلا کے: "میں ہر طرف سے برابر ہوں" پڑھے لکھے بابو نے کسی کا اطمینان نہ دیا تو گنوار بولا: "واہ! یہ بات تو مجھ جیسے ان پڑھ کو بھی معلوم ہے" اور پھر لاٹھی سے ایک دائرہ بنا کر لاٹھی اس کے درمیان گاڑ دی اور کہا کہ: "یہ زمین کا بیچ ہے، اگر یقین نہ ہو تو چاروں طرف سے پیمائش کرکے دیکھ لو...!"

جس طرح اس گنوار کو یقین تھا کہ اس کے دعوے کو چیلنج کرنے کے لئے زمین کی

و تشہیر کون کرتا پھرے گا؟ اسی طرح آپ کی جماعت کے لیڈروں کو بھی اطمینان ہے کہ لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنی جماعت کی ترقی کا جتنا چاہو ڈھنڈورا پیٹتے رہو، اور ممبروں کی اعداد و شمار کے جتنے چاہو مبالغے کرتے رہو، ان دعووں کی تحقیق کرنے کے لئے دنیا بھر میں قادیانیوں کی مردم شماری کون کرتا پھرے گا؟ بلاشبہ جھوٹی نبوت کی گاڑی اسی قسم کے جھوٹ فریب سے چل سکتی ہے، اور جھوٹے پروپیگنڈے پر فخر کرنا جھوٹی نبوت کے پرستاروں ہی کو زیب دیتا ہے:

’’اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ‘‘

سادساً:... آپ کی دعوت اور تبلیغ کا طریقہ کار حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت اور ان کے طریقۂ تبلیغ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ کی دعوت کے اصول تو اسماعیلی باطنیوں سے مطابقت رکھتے ہیں، جن کی تفصیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے ’’تحفۂ اثنا عشریہ‘‘ میں ذکر فرمائی ہے۔ اور آپ کا طریقۂ تبلیغ اور جدید عیسائی مشنریوں سے مماثلت رکھتا ہے کہ مشنری اسکول، کالج، ہسپتال اور دیگر ادارے قائم کئے جائیں، نوجوانوں کو نوکری چاکری اور دیگر مادی اغراض کی بنیاد پر دعوت دی جائے، لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے مبالغہ آرائی اور پروپیگنڈے سے کام لیا جائے، سائنسی ترقی کے حوالے سے لوگوں کو ترغیب دی جائے، وغیرہ وغیرہ۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی مقدس سیرتوں کا مطالعہ کیا جائے تو وہاں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، نہ وہاں دنیا کا لالچ ہے، نہ دنیوی اغراض کی کشش نظر آتی ہے، نہ پروپیگنڈے کا شور سنائی دیتا ہے، وہ حضرات صرف آخرت کی بنیاد پر دعوت دیتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی سیرت کا خلاصہ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ’’خاتم النبیین‘‘ کے فقرہ نمبر ۲۳۰ میں ذکر فرمایا ہے، اس کا اقتباس ملخصاً نقل کرتا ہوں، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

> ’’یہاں تحقیق کر انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت مقدسہ کا قرآن کریم اور کتب خصائص و سیر سے مطالعہ کرنا چاہئے، قرآن

تعلیم میں جو کچھ ان کے سوال و جواب کے سلسلے میں آتا ہے، اسے بغور پڑھو تو معلوم ہوگا کہ کس طرح ان حضرات کے سلوک کی بنیاد امور ذیل پر قائم تھی: یعنی توکل و یقین، صبر و استقامت، ہمت و اولوالعزمی و بلند ہمتی، ایثار و کرامت، انابت و اخلاص، نفس پر اختصاص، یقین کی پختگی اور سینے کی ٹھنڈک، سپیدۂ صبح کی طرح انشراح و اظہار، صدق و امانت، مخلوق سے شفقت و رحمت، عفت و عصمت، طہارت و موافقت، اخوت فی اللہ، وسائل غیب پر اعتماد، ہر حال میں لذات دنیا سے بے رغبتی، سب سے کٹ کر حق تعالیٰ شانہٗ سے وابستگی، سامانِ دنیا سے بے التفاتی، مال و دولت سے بے توجہی، علم و عمل کی وراثت حاصل کرنا اور مال و متاع کی وراثت جاری نہ کرنا، [illegible] فضول اور لغو سے زبان کی حفاظت، ہر حالت اور ہر معاملے میں حق کا ساتھ دینا اور اسی کی پیروی کرنا، ظاہر و باطن کی ایک سی موافقت کہ اس میں کسی بھی خلل و رخنہ کی گنجائش نہ ہو، انہیں اتمام مقصد کے لئے لمبی مقررہ مدت کی ریاضت اور چلے پہ چلے کاٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی، جانب خدا کو جانب اغراض پر ترجیح دینا، مادی علائق اور شغلوں سے بے تعلقی اور اعراض، تمام حوادث و پیش آمدہ حالات میں حمد و شکر، یادِ حق اور ذکر الٰہی میں ہمہ دم مشغول رہنا، رب العالمین کے زیر عنایت علم لدنی کے ذریعے فطرت سلیمہ کے مطابق لوگوں کی تعلیم و تربیت کرنا، جس میں کسی قسم کی تصنع آمیزی، اختراع و تکلف کا شائبہ تک نہ ہو، تسلیم و تفویض، صبر و ہمت کا مظاہرہ، ثابت قدمی و استقامت شامل ہیں .... ان حضرات نے دنیا میں رہ کر بھی چاپلوسی کا راستہ نہیں لیا، اور کبھی [illegible] جابروں کے سامنے بھی

> اپنی ایک بات سے بھی کبھی تنزل فرمایا ہو، یا فراست کی تحریف وتبدیل اور ان کے ہجوم کی وجہ سے اپنے راستے سے انحراف کیا ہو، یا حبِّ مال اور سامانِ دُنیا جمع کرنے کا معمولی دھبہ بھی ان کے دامنِ تقدس تک پہنچا ہو، یا حرص وہوا اور حبِ ماسوا نے کبھی انہیں اپنی طرف کھینچا ہو، اور ممکن نہیں کہ ان کے آپس میں علم وعمل کا اختلاف ہوا ہو، یا ایک دوسرے پر تنقید و قدح یا ایک دوسرے کی ہجو اور کسرِ شان کی ہو، ناممکن ہے کہ انہیں اپنے کمالات پر کبھی ناز اور عجب ہو یا وہ اپنے تمام حالات میں کبھی بھی کبر، تعلّی اور نفس کے فریب میں مبتلا ہوں۔
> خلاصہ یہ کہ جو کچھ بھی تھا عطیاتِ ربانیہ سے تھا، انسانی کسب وریاضت کے دائرے میں نہیں تھا........''

(خاتم النبیین اُردو ترجمہ ص:۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴ شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان)

آپ کی جماعت میں ان اوصاف کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی، آپ کی دعوت اور طریقۂ تبلیغ کا حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات سے منحرف ہونا، اہلِ نظر کے نزدیک آپ کی دعوت کے غلط اور باطل ہونے کی مستقل دلیل ہے۔ لیکن جو حضرات دن کی روشنی میں سیاہ وسفید کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، وہ آپ کی دعوت کا انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت سے کیا موازنہ کرسکتے ہیں؟

۳:... آپ کے سیکریٹری صاحب لکھتے ہیں:

> ''اگر آپ میں ذرہ بھر بھی شرافت ہوتی تو امامِ جماعت احمدیہ کے مباہلے کے چیلنج کو سیدھی طرح قبول کرتے، تاکہ دُنیا جان لیتی کہ آپ سچے ہیں اور راہِ فرار اختیار کرنے کی نہ سوچتے۔''

آپ نے اس ''شریفانہ فقرے'' میں مجھ پر دو فتوے لگائے ہیں، ایک یہ کہ مجھ میں ذرہ بھر شرافت نہیں۔ دوم یہ کہ میں مباہلے سے راہِ فرار اختیار کر رہا ہوں۔ جہاں تک

پہلے فقرے کا تعلق ہے، مجھے آنجناب سے سندِ شرافت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، اگر آپ مجھ پر غیر شریف ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں تو مجھے اس کی شکایت نہیں، میں جانتا ہوں کہ آنجناب مرزا قادیانی کی ذریت شریفہ ہیں اور مرزا قادیانی اپنے مخالفوں کو جن "شریفانہ الفاظ" سے یاد کرنے کا عادی تھا، ان کی ایک مختصر سی فہرست "ملفوظاتِ مرزا" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، مرزا قادیانی کے بارے میں اہل تجربہ کا تأثر یہ تھا کہ:

> "مناظرے میں تُرش بیانی و سخت کلامی، بدزبانی بلکہ گالی
> گوئی کا مرزا جی نے سرکار سے ٹھیکہ لے لیا ہے، آپ اس فن کے
> "مجتہد و استاذ" مانے جاتے ہیں۔" (ملفوظاتِ مرزا ص: ۷۰)

جس قوم کے پیشوا کے منہ میں ہمیشہ گندے، سڑے، غلیظ جیسے "مقدس" الفاظ رہتے ہوں، اور جو اپنے مخالفوں کو حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد کے الفاظ سے خطاب کرنے کا عادی ہو، ایسے شریف پیشوا کی شریف اُمت اگر مجھ ایسے ناکاروں کو غیر شریف ہونے کی گالی دے تو یہ گالی بڑی بھلی چنگی سمجھی جائے گی۔

مرزا طاہر صاحب! آپ کے دادا نے آپ لوگوں کے بارے میں جو "آئینۂ شرافت" پیش کیا ہے، میں اس کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ذرا اس آئینے میں منہ دیکھ کر بتایئے کہ آپ میں اور آپ کی جماعت میں شرافت کے کتنے ذرّے نظر آتے ہیں...؟

اس کی شرح یہ ہے کہ شیخ اکبرؒ نے "فصوص الحکم" میں نوعِ انسانی کے آخری مولود کے بارے میں ایک پیش گوئی فرمائی تھی، جس کو آپ کے دادا نے درج ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

> "وعلى قدم شيث يكون آخر مولود يولد من
> هذا النوع الإنساني وهو حامل أسراره، وليس بعده
> ولد في هذا النوع، فهو خاتم الأولاد، وتولد معه أخت
> له، فتخرج قبله ويخرج بعدها، يكون رأسه عند

وجليها، ويكون مولده بالصين، ولغته لغة بلده، ويسرى العقم في الرجال والنساء فيكثر النكاح من غير ولادة، ويدعوهم إلى الله فلا يجاب.“ (تریاق القلوب ص:۳۵۳)

ترجمہ: ”اور اس نوعِ انسانی کا جو آخری بچہ پیدا ہوگا وہ شیث علیہ السلام کے قدم پر ہوگا، اور وہ حضرت شیث علیہ السلام کے اسرار کا حامل ہوگا، اور اس بچے کے بعد اس نوعِ انسانی میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ پس وہ بچہ خاتم الاولاد ہوگا، اور اس کے ساتھ اس کی ایک بہن پیدا ہوگی جو اس سے پہلے پیدا ہوگی، اور اس بچے کا سر اس بچی کے پاؤں سے ملا ہوا ہوگا، اس بچے کی پیدائش چین میں ہوگی اور اس کی زبان اس کے شہر کی زبان ہوگی، اور (اس بچے کی پیدائش کے بعد) مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن کی بیماری سرایت کر جائے گی، پس نکاح بکثرت ہوں گے مگر اولاد کی پیدائش نہیں ہوگی، یہ بچہ (بڑا ہوکر) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے گا، لیکن اس کی دعوت پر کوئی کان نہیں دھرے گا۔“

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ کہیں پیش گوئی نظر آجاتی اسے جھٹ سے اپنے اوپر ڈھال لیا کرتا تھا، چنانچہ شیخ اکبر کی مندرجہ بالا پیش گوئی کے بارے میں مرزا نے کہا کہ یہ پیش گوئی مسیح موعود کے بارے میں ہے، اور چونکہ مسیح موعود مرزا ہے، لہٰذا یہ پیش گوئی کا مصداق بھی مرزا ہے۔ اب سوال یہ ہوا کہ پیش گوئی میں تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ بچہ نوعِ انسانی میں خاتم الاولاد ہوگا، اس کی پیدائش کے بعد پھر نوعِ انسانی میں کسی بچے کی ولادت نہیں ہوگی، تمام مرد و زن بانجھ ہوجائیں گے، چنانچہ نکاح بکثرت ہوں گے مگر اولاد نہیں ہوگی۔ مرزا اس پیش گوئی کا مصداق کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ مرزا کے بعد بھی نوعِ انسانی میں توالد اور تناسل کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے مرزا نے اس پیش گوئی میں

جو تاویل کی وہ یہ تھی کہ:

> "اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم (بانجھ پن کی بیماری) سرایت کرے گی، یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے، اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائیں گے، یہی ان پر قیامت قائم ہوگی۔"
>
> (تریاق القلوب ص:۱۵۵، طبع اول ص:۱۵۹)

مرزا قادیانی کی اس تاویل کے مطابق پیش گوئی کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح موعود کے مرنے کے بعد نوع انسانی میں جو لوگ پیدا ہوں گے ان میں انسانیت نام کو بھی نہیں ہوگی، وہ حیوانوں اور وحشیوں کے مشابہ ہوں گے، وہ حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں رکھتے ہوں گے، ان پر قیامت قائم ہوگی۔

مرزا طاہر صاحب! میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، ذرا مرزا قادیانی کے ان الفاظ کے آئینے میں اپنا اور اپنے سکریٹری صاحب کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کیجئے۔ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہے اور اگر مسیح موعود کے مرنے کے بعد پیدا ہونے والے حیوان اور وحشی ہیں، ان میں انسانیت نام کو بھی نہیں، بلکہ خالص جانور ہیں، تو آپ اور آپ کی جماعت کے وہ تمام افراد جو مرزا قادیانی کی موت (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کے بعد پیدا ہوئے ان کی حیثیت خود بخود متعین ہو جاتی ہے۔

مرزا طاہر صاحب! آپ مرزا کو مسیح موعود مان کر انسانیت سے خارج اور حیوانوں اور وحشیوں کی صف میں شامل ہوگئے۔ اب آپ کے سامنے دو ہی راستے ہیں، اگر انسانوں کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود ہونے کا انکار کر دیجئے، اور اگر آپ کو اب بھی مرزا کے مسیح موعود ہونے کا اصرار ہے تو آپ اپنے مسیح موعود کے فتویٰ کے مطابق:

> "حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھتے ہیں، انسانیت جتنی آپ میں مفقود ہے، آپ حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتے۔"

کیا ایسے انسان نما جانوروں میں انسانیت و شرافت کا ذرہ ہو سکتا ہے؟ اور ایسے وحشی جن کی نظر میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں، بیوی اور بہو بیٹی کے درمیان کوئی امتیاز نہیں، اگر وہ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ مجھ میں "ذرہ بھر بھی شرافت" نہیں تو ایسے وحشیوں کی بات کا کیوں نہ اعتنا یاب ہے...؟

آپ کے پیکر عزیزی کا دوسرا الزام مجھ پر یہ ہے کہ میں مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کر رہا ہوں، جس شخص کی نظر سے میرے وہ الفاظ گزرے ہوں گے، جو میں نے جلی قلم سے لکھوائے تھے، وہ آپ کی راست بازی کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا، میں نے تو آپ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے جلی الفاظ میں لکھا تھا:

> "آیئے! اس فقیر کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں قدم رکھئے، اور پھر میرے مولائے کریم کی غیرت و جلال اور قہری تجلی کا کھلی آنکھوں تماشا دیکھئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر وہ مباہلہ کے لئے نکل آتے تو ان کے درختوں پر ایک پرندہ بھی زندہ نہ بچتا۔ آیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ اُمتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا اعجاز ایک بار پھر دیکھ لیجئے!"

اس کے بعد میں نے آپ کے فرار کی پیش گوئی کرتے ہوئے لکھا تھا:

> ”اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ [illegible] اس معرکہ میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے، اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا تو پسند کریں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نالائق امتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔“

میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری پیش گوئی خود اپنے ہاتھ سے پوری کردکھائی، اگر آپ میں ذرا بھی غیرت ہوتی تو کم از کم میری پیش گوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہی مباہلہ کے میدان میں کود جاتے، لیکن مسیح کذاب کی ذرّیت میں شرم، صداقت یا ذرّہ غیرت کہاں؟! اس کی توقع ہی عبث ہے، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے مباہلہ کی للکار سے مسیح کذاب کی ذرّیت پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ میری پیش گوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے بھی ان کی غیرت کو جنبش نہ ہوئی۔ یہ اس ناکارہ و نالائق امتی کا کمال نہیں، بلکہ میرے نبی صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان) کی صداقت کا اعجاز ہے:

”قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا“

۴: آپ کے سیکریٹری صاحب لکھتے ہیں:

> ”مباہلہ دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے فیصلہ طلبی کا نام ہے، اور آیتِ مباہلہ کی رو سے کسی مخصوص مقام پر فریقین کا اجتماع ضروری نہیں، اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت عیدگاہ پاکستان یا کسی اور جگہ آؤ، سوائے مباہلہ سے فرار کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا۔“

یہ تو ابھی اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ مرزا کی ذرّیت کو میدانِ مباہلہ میں کون للکار رہا ہے، اور میدانِ مباہلہ سے فرار کون اختیار کر رہا ہے؟ لیکن آپ کی شرم و حیا کی داد دیجئے

ہوں کہ خود بھاگ رہے ہیں مگر بھاگتے ہوئے یہ شور مچا رہے ہیں کہ ”دیکھو بھاگ رہا ہے، بھاگ رہا ہے“ عیار چور کا کردار مشہور ہے، جب چوری کے دوران گھر والوں کی آنکھ کھل گئی اور وہ ”چور چور“ پکارنے لگے تو عیار چور نے خود بھی ”چور چور“ پکارنا شروع کردیا تاکہ اس پر چوری کا شبہ نہ کیا جائے اور وہ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوجائے۔ لیکن مرزا طاہر صاحب! اب آپ کی عیاری نہیں چلے گی، رات کی تاریکی چھٹ چکی ہے، دن کا اجالا ہوچکا ہے، مسیح کذاب کی ”بے غیرت ذریت“ کی آواز تو آواز، ان کے چہرے بھی صاف پہچانے جاچکے ہیں، اب آپ کی ”چور چور“ کی آواز سے کون احمق دھوکا کھائے گا؟

میں نے قرآن کریم کی آیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کے حوالے سے لکھا تھا کہ ”مباہلہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی عورتوں، بچوں اور متعلقین کو لے کر میدان میں نکلیں۔“ لیکن آپ کے لئے یہ حوالہ اس لئے بے سود ٹھہرے کہ آپ کو نہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک پر۔ اس لئے آپ نے مباہلہ کا بھی ایک نیا مفہوم گھڑ لیا۔ مثل مشہور ہے کہ ”جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا کر آنا چاہئے“ اس لئے میں آپ کے مسیح کذاب کی تحریروں سے ثابت کرتا ہوں کہ مباہلہ کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کہ مباہلہ کے لئے فریقین کا ایک میدان میں جمع ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ ذرا غور سے سنئے!

۱:... مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں آریوں کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے لکھا:

> ”اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالے کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد کو نہ چھوڑنا چاہے اور اپنی تعریفات سے باز نہ آوے تو ہم خدا تعالیٰ کی طرف اشارہ پاکر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔“
>
> (سرمہ چشم آریہ ص:۲۸۰)
>
> ”آخر الحیل مباہلہ ہے، جس کی طرف ہم پہلے اشارات

کر آئے ہیں۔ مباہلہ کے لئے یہ عنوان ہو، ضروری نہیں۔ ہاں بہ تمیز اور ایک نامور آدمی ہونا چاہئے جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے۔ سو اگر وہ یعنی ان شیعوں کو جن کو ہم کسی قدر اس رسالے میں تحریر کر چکے ہیں، فی الحقیقت سچی اور سچے سمجھتے ہیں اور ان کے مقابل جو قرآن شریف کے اصول اور تحقیقیں اس رسالے میں بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارے میں ہم سے مباہلہ کر لیں۔

اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پا کر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہو جائیں۔“

(سرمہ چشم آریہ ص:۳۰۰،۳۰۰)

۲... ۱۸۹۶ء میں عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے مرزا نے لکھا:

”اور روحانی فیصلے کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں

میدان مباہلہ کے لئے جو تراضی فریقین سے مقرر کیا جائے طیار ہوں، پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں۔

اور خدا تعالیٰ سے دعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے، خدا تعالیٰ ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کی رو سے ہمیشہ کاذب اور مکذب قوموں پر کیا کرتا ہے۔“

(انجام آتھم ص:۳۰)

''سو اے پادریو! اے مولویو! اگر تم کسی کام کے لئے مقرر ہو، اور سمجھتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلے سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ

تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں۔

تا کہ معلوم ہو کہ کس کی پردہ دری ہوتی ہے۔'' (انجام آتھم ص:۶۶)

''اگر عیسائی حق کے طلب سے گریز ہیں تو کس خدا کو ہو دیں، بلکہ دونوں فریق پیدا کریں کہ یا الٰہی لعنت ان جھوٹوں پر اور ان دونوں گروہوں میں اس طرح فیصلہ کر کہ جو دو فریق میں سے جو اس وقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں،

جو فریق جھوٹ کے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر، کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے۔'' (انجام آتھم ص:۳۳)

۳: اکابر علماء امت کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:

''اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان سب مولوی صاحبوں کا نام ذیل میں درج کرتا ہوں جن کو میں نے مباہلہ کے لئے بلایا ہے اور میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ

مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد مباہلہ کے میدان میں آئیں

اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔'' (انجام آتھم ص:۶۹)

اب مرزا قادیانی ''نے تعلی سے اشارہ پا کر آریوں کو میدان مباہلہ میں

جاتا ہے۔

۲:... عیسائیوں کے سامنے "ایک میدان میں جمع ہو کر دعاؤں کے ساتھ جنگ" کرنے کو ربانی فیصلہ قرار دیتا ہے۔

۳:... اور اکابر علمائے اُمت کو حلف دیتا ہے کہ: "مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کرکے جلد مباہلہ کے میدان میں آئیں، ورنہ خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔"

لیکن آپ نہ خدائی اشاروں کو سمجھتے ہیں، نہ ربانی فیصلے کو مانتے ہیں، نہ آپ کو مرزا کے حلف کی شرم و لحاظ ہے، نہ تاریخ اور مقام مقرر کرتے ہیں اور نہ میدانِ مباہلہ میں آنے پر آمادہ ہیں، بلکہ بقول مرزا... خدا کی لعنت کے نیچے مرنا چاہتے ہیں۔

اب فرمائیے مباہلہ سے فرار کون کر رہا ہے؟ اور مباہلہ سے فرار کرکے خدا کی لعنت کا مورد کون بن رہا ہے؟ اگر آپ کو قرآن کریم پر ایمان نہیں ہے تو نہ سہی، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل آپ کے لئے حجت نہیں، تو اس کو بھی جانے دیجئے، لیکن آپ اس لعنت کی موت سے کیسے بچیں گے جو آپ کے دادا گرو کذاب نے آپ کے لئے تجویز کردی ہے...؟

آج آپ لکھتے ہیں کہ:

"آیتِ مباہلہ کی رو سے کسی مخصوص مقام پر فریقین کا اجتماع ضروری نہیں۔"

لیکن آپ کو کیوں یاد نہیں کہ آپ کے دادا کا قادیانی قرآن، جس کی شان میں "انا انزلناہ قریبا من القادیان" نازل ہوا تھا (تذکرہ ص:۷۶)، اور جس میں یہ دو آیتیں بھی تھیں:

"شاتان تذبحان، فبای آلاء ربکما تکذبان"

(تذکرہ ص:۴۲)

اسی قادیانی قرآن کی جو چند آیتیں مرزا نے "انجامِ آتھم" میں نقل کی ہیں ان

میں سے ایک "آیتِ مباہلہ" بھی ہے، جس کا متن اور ترجمہ مرزا قادیانی نے حسب ذیل دیا ہے:

> "وقالوا كتاب ممتلئ من الكفر والكذب قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔" (ص:۱۰)
>
> ترجمہ: "اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے، ان کو کہہ دے کہ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں، پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔"

آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے دادا کے قادیانی قرآن میں بھی مباہلہ کا وہی مفہوم لکھا ہوا ہے جو میں ذکر کر رہا ہوں، یعنی "دو فریقوں کا مع متعلقین کے ایک میدان میں جمع ہوکر یک زبان جھوٹوں پر لعنت کرنا"۔ لیکن آپ کے سیکریٹری صاحب لکھتے ہیں:

> "ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ کائنات میں ہر جگہ موجود ہے اور اس کے قبضۂ قدرت سے کوئی جگہ باہر نہیں، اور کوئی مقام اس کے تسلط و جبروت سے خالی نہیں، اس کی کرسی زمین و آسمان پر محیط ہے، اس کو مخاطب کرکے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتے ہیں، آپ کو ہچکچاہٹ کیوں ہے؟ اور کیوں فریقین کی موجودگی ضروری ہے؟"

اوّل: تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپ کو نہ خدا پر ایمان ہے، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر، نہ قرآن کریم پر، اور نہ مرزا قادیانی پر۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر آپ کا ایمان ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے فریقین کو میدانِ مباہلہ کی طرف بلانے کا جو حکم فرمایا تھا آپ اسے منسوخ نہ کرتے، اور میدانِ مباہلہ میں فریقین کے اجتماع کو غیرضروری قرار دے کر مباہلہ کے مفہوم میں تحریف کا ارتکاب نہ کرتے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کا ایمان ہوتا تو ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس

مباہلہ کے لئے باہر تشریف لائے تھے، آپ بھی اسی طرح میدانِ مباہلہ میں نکلتے۔ اگر مرزا قادیانی کی صداقت کا ذرا بھی خیال ہوتا تو کم از کم مرزا کے حلف کی شرم رکھتے۔

ثانیاً: ... حق تعالیٰ شانہ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے میں کس کو انکار ہے؟ سوال تو یہ ہے کہ جو معاملہ فریقین کے درمیان طے ہو، اس کے لئے ہر دو فریق کا ایک جگہ جمع ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا میاں بیوی کے درمیان ”لعان“ ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوں؟ کیا زوجین کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے جب تک دونوں فریق اصالتاً یا وکالتاً ایک مجلس میں جمع نہ ہوں؟ کیا مقدمے کا فیصلہ ہوسکتا ہے جب تک کہ دونوں فریق اصالتاً یا وکالتاً عدالت کے کٹہرے میں نہ آئیں؟ اگر مباہلہ بھی دو فریقوں کا عدالتِ الٰہی سے فیصلہ طلب کرنا ہے تو اس فیصلہ طلبی کے لئے دونوں فریقوں کا ایک دوسرے کے روبرو آنے، بیانات قسم بند کرانا اور پھر دونوں کا مل کر عدالتِ الٰہی سے فیصلہ طلب کرنا کیوں ضروری نہیں؟

ثالثاً: ... یہ تو میں جانتا ہوں کہ قادیانی ہونے کے معنی ہی یہ ہیں کہ آدمی قرآن اور حدیث کے مطالب کو اپنی خواہش کے مطابق ڈھالنے لگے۔ چنانچہ سب قرآنی آیات اور احادیث آپ کی تحریف کا تختۂ مشق بن چکی ہیں اور بہت سی اصطلاحاتِ شرعیہ کے مفہومات کو اپنی خواہش کی بھینٹ چڑھایا جاچکا ہے، اسی کو الحاد و زندقہ کہا جاتا ہے اور اسی الحاد و زندقہ کا مظاہرہ آپ مباہلہ کی شرعی اصطلاح میں کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کا اعلان یہ ہے کہ اگر مباہلہ کرنا ہے تو دونوں فریقوں کو ان کے متعلقین سمیت میدانِ مباہلہ میں بلایا جائے، پھر دونوں مل کر بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑائیں اور اللہ تعالیٰ سے جھوٹوں پر لعنت کی درخواست کریں۔ تب عدالتِ الٰہی سے فیصلہ صادر ہوگا۔ چنانچہ آپ کے دادا کے قادیانی قرآن سے بھی آیتِ مباہلہ کا ترجمہ نقل کرچکا ہوں کہ:

> ”ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور
> عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں، پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر
> لعنت بھیجیں۔“

لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ہم خدائی عدالت میں حاضر نہیں ہوں گے، خدا تعالیٰ کو فیصلہ کرنا ہے تو ہمارے گھر بیٹھے بیٹھے فیصلہ کردے۔ فرمائیے! کیا یہ خدائی عدالت کی توہین نہیں؟ اور یہ مباہلہ کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ آپ دوسروں کو بھی مجبور کرتے ہیں کہ وہ اس مذاق میں آپ کے ساتھ شریک ہوں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

رابعاً:... چونکہ آپ پاکستان سے مفرور ہیں، بہت ممکن ہے کہ پاکستان آنے سے آپ کو کوئی جلی یا خفی عذر مانع ہو، لہٰذا میں آپ کو پاکستان آنے کی زحمت نہیں دیتا، آپ لندن ہی میں مباہلہ کی جگہ اور تاریخ کا اعلان کردیجئے، یہ فقیر اپنے رفقاء سمیت وہاں حاضر ہوجائے گا۔ اور اگر قصرِ خلافت سے باہر قدم رکھنے سے خوف مانع ہے تو چلئے اپنے ''لندنی اسلام آباد'' ہی کو میدانِ مباہلہ قرار دے کر تاریخ کا اعلان کردیجئے، یہ فقیر آپ کے مستقر پر حاضر ہوجائے گا اور جتنے رفقاء آپ فرمائیں گے، لاکھ، دو لاکھ، دس، بیس لاکھ اپنے ساتھ لے آئے گا، حفظِ امن کی ذمہ داری آپ کو اٹھانی ہوگی۔

میرا مباہلہ اسی نکتے پر ہوگا، جس پر ایک صدی پہلے مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم و مغفور نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا اور جس کے نتیجے میں مرزا قادیانی زوسیاہ ہوا تھا، یعنی:

> ''مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو، سب دجال وکذاب، کافر و مرتد اور زندیق و بے ایمان ہیں۔''

دیکھئے! اب میں نے آپ کا کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا، اب آپ کو آپ کے دادا کے الفاظ میں غیرت دلاتا ہوں کہ:

> ''آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کرکے جلد مباہلہ کے میدان میں آئیں ورنہ خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔''

خامساً:... آخر میں پھر از راہِ خیرخواہی عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی، خدائی عدالت میں بار بار جھوٹا ثابت ہوچکا ہے، نیا مباہلہ کرنے کے بجائے آپ خدائی عدالت کے پہلے فیصلے کو تسلیم کرکے مرزا کذاب کی پیروی چھوڑ دیں، آپ سو بار بھی مباہلہ کریں گے

تو نتیجہ وہی رہے گا۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، مرنے سے پہلے غلط اور باطل عقائد سے توبہ کرکے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہوجائیں۔

میں آپ کو اور آپ کی جماعت کو حق تعالیٰ شانہ سے ہدایت طلبی کا آسان طریقہ بتاتا ہوں، وہ یہ کہ رات کو سونے سے پہلے ۳۱۳ مرتبہ درود شریف پڑھ کر تنہائی میں حق تعالیٰ شانہ سے رو رو کر دعا کریں کہ:

> "یا اللہ! تیری رحمت کا واسطہ! اپنے نبیٔ رحمت صلی اللہ
> علیہ وسلم کے صدقے ہمیں گمراہی سے نکلنے کی توفیق عطا فرما، اور اب
> تک ہم سے جتنی اعتقادی و عملی غلطیاں ہوئی ہیں، ان کو معاف فرما۔"

اگر آپ میں سے کسی نے صدقِ دل سے میری اس تدبیر پر عمل کیا تو ان شاء اللہ اس پر ہدایت کا دروازہ ضرور کھلے گا۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ،
اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَی
الْمُرْسَلِیْنَ ۞ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قادیانی فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

علمائے امت نے قرآن وسنت کے دلائل اور واقعات کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، خود اس ناکارہ کے قلم سے بھی متعدد رسائل منظر عام پر آچکے ہیں۔ بے ساختہ جی میں آیا کہ مرزا قادیانی کے بارے میں ایسے چند نکات نئی نسل کے سامنے پیش کئے جائیں جو بہت مختصر ہوں، اور جن کا نتیجہ ”دو اور دو چار“ کی طرح بالکل واضح ہو۔ چنانچہ زیر نظر رسالہ اسی داعیہ کی تکمیل ہے۔ ہدایت تو اللہ جل شانہ کے قبضے میں ہے۔ لیکن اگر کوئی جویان حق اس رسالے کے نکات کو اچھی طرح سمجھ لے تو ان شاء اللہ العزیز، مرزا قادیانی کے جھوٹا اور مفتری ہونے میں اسے کوئی شک وشبہ نہیں رہے گا۔

رسالے کے آخر میں ان کتابوں کے صفحات کا فوٹو بھی دے دیا گیا ہے جن کا حوالہ اس رسالے میں آیا ہے، اور ان سے پہلے حوالہ جات کی فہرست درج کرکے ان صفحات کا حوالہ نمبر درج کردیا ہے۔ ہادیٔ مطلق جل شانہ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اس رسالے کی ترتیب میں زبان وبیان یا نیت وارادہ کے اعتبار سے کوئی لغزش کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں، اس کو قبول فرماکر اپنی رضا کا وسیلہ بنائیں، اور اس کو اپنے بندوں کے لئے رشد وہدایت کا ذریعہ بنائیں، وھو علی کل شیء قدیر۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۲۰/۱/۱۴۱۳ھ
۲۲/۷/۱۹۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں

دو شخص یا دو جماعتیں یا دو فریق آپس کے نزاع میں اپنا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کریں، اور دعا کریں کہ: "یا اللہ! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما" تو اس کو "مباہلہ" کہا جاتا ہے، اور "مباہلہ" کے بعد جو نتیجہ نکلے اسے "خدائی فیصلہ" تصور کیا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا مقدمہ کئی بار اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا، اور ہر بار خدائی عدالت سے اس کے خلاف فیصلہ صادر ہوا، چنانچہ:

پہلا مقدمہ: مرزا نے اپنا اور محمدی بیگم کا مقدمہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا، اور فیصلہ مرزا کے خلاف ہوا، اور مرزا کو خدائی فیصلے کے خلاف غلط اور جھوٹی تاویلات کا سہارا لینا پڑا۔

دوسرا مقدمہ: مرزا نے اپنا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا، اور اس مرتبہ بھی فیصلہ اس کے خلاف ہوا، ان دونوں مقدموں کی تفصیل آپ آئندہ ابواب میں پڑھیں گے۔

تیسرا مقدمہ: ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۱۰ھ کو عیدگاہ امرتسر کے میدان میں مولانا عبدالحق غزنوی کا مرزا غلام احمد قادیانی سے دو بدو مباہلہ ہوا، دونوں فریقوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما۔

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۴۲۵، ۴۲۶) (ملخصاً)

مرزا نے یہ اصول بیان کیا کہ مباہلہ کے بعد خدائی فیصلے کی شکل یہ ہے کہ:

"مباہلہ کرنے والوں میں جو فریق جھوٹا ہو، سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔"

(ملفوظات ج:۹ ص:۴۴۰، ۴۴۱)(حوالہ نمبر ۲)

نتیجہ:... مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیان کردہ اُصول کے مطابق ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں ہلاک ہوگیا، اور مولانا غزنوی، مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد ۹ سال تک زندہ سلامت رہے، ان کا انتقال ۱۶ رمئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔

(رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۸۲، تاریخ مرزا ص:۴۸) (حوالہ نمبر ۳)

پس اللہ تعالیٰ کی عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا، اور واقعی دجال و کذاب اور مرتد تھا۔

چوتھا مقدمہ:... مرزا کے ایک قادیانی مرید حافظ محمد یوسف نے ۲ رشوال ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۹ راپریل ۱۸۹۳ء کو مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا، مباہلہ اس پر تھا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے دو چیلے حکیم نورالدین اور محمد احسن امروہی مسلمان ہیں یا نہیں؟ حافظ محمد یوسف کا کہنا تھا کہ یہ تینوں مسلمان ہیں، اور مولانا غزنوی کا کہنا تھا کہ یہ تینوں دجال و کذاب اور مرتد ہیں۔ الغرض! مرزا کی وکالت میں حافظ محمد یوسف نے مولانا عبدالحق سے مباہلہ کیا، اور دونوں فریقوں نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما۔ اور مرزا کو جب اس مباہلہ کی اطلاع پہنچی تو اس نے اپنے مرید حافظ صاحب کی تحسین و تصدیق کی، اور اس مباہلہ کی ذمہ داری خود اُٹھائی۔

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۹۵، ۳۹۶)(حوالہ نمبر ۴)

نتیجہ:... حافظ محمد یوسف اس مباہلہ کے شکار ہوکر مرزائیت سے تائب ہوگئے، اور مسلمان ہوکر مرزائیت کے بخیے اُدھیڑنے لگے، چنانچہ مرزا کے رسالہ اربعین کا اشتہار نمبر ۳ انہی حافظ محمد یوسف کے نام ہے، اس میں مرزا، حافظ صاحب کے بارے میں لکھتا ہے:

> "کچھ عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہوگیا
> (کچھ نہیں ہوا، صرف مباہلے کا نتیجہ ظاہر ہوا... ناقل)..... انسان کو

اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیر رہے ہیں۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں، اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گزر گیا، اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سناتے رہے، اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔''

(اربعین نمبر ۳ مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۸)(حوالہ نمبر۵)

پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کا فیصلہ تھا، جس سے واضح ہوگیا کہ مرزا، خدا تعالیٰ کی نظر میں واقعی دجال و کذاب تھا۔

پانچواں مقدمہ:... مرزا نے رسالہ ''سرمہ چشم آریہ'' میں آریوں کو مباہلہ کی دعوت دی، اور فریقین کے لئے مباہلہ کا مضمون خود لکھ کر شائع کیا، جس کو وہ بطور مباہلہ پڑھ کر سنائیں گے، اور یہ بھی قرار دیا کہ مباہلہ کے بعد:

''پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت ہوگی، پھر اگر برس گزرنے کے بعد مؤلف (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانچ سو روپے ٹھہرے گا، جس کو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ بآسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے، داخل کردیا جائے گا، اور درحالت غلبہ خود بخود اس روپے کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا۔ اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے، کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں جو دو مضمون کا نمونہ مباہلہ لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں۔''

(سرمہ چشم آریہ ص:۲۵۵، روحانی خزائن ج:۲ ص:۳۰۳)(حوالہ نمبر۶)

قارئین کرام! آگے بڑھنے سے پہلے مرزا کی اس تحریر کے نکات کو اچھی طرح نوٹ کرلیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱- مرزا نے اپنی طرف سے مباہلہ کا مضمون شائع کردیا اور آریوں کو دعوت دی کہ وہ بھی مباہلہ کا مضمون مرزا کے مقابلے میں شائع کریں۔

۲- مباہلہ کا مضمون جس تاریخ کو فریق مخالف شائع کرے گا، اس تاریخ سے ایک سال تک فیصلے کی میعاد ہوگی۔

۳- اگر اس تاریخ سے ایک برس کے عرصے میں مرزا پر غضب و وبال نازل ہوا تب بھی یہ سمجھا جائے گا کہ مرزا مباہلہ ہار گیا۔ اور اگر فریق مخالف پر اس عرصے میں عذاب نازل نہ ہوا، تب بھی مرزا جھوٹا ثابت ہوگا۔ اور فریق مخالف کے ہارنے کی صرف یہ صورت ہے کہ اس پر ایک برس کے عرصے میں عذاب و وبال نازل ہوجائے۔

۴- اگر مرزا مباہلہ میں جھوٹا ثابت ہو (جس کی اوپر دو صورتیں ذکر ہوئی ہیں) تو وہ فریق مخالف کو پانچ سو روپے تاوان دے گا، جس کو پیشگی جمع کرانے کے لئے تیار ہے۔ اور اگر فریق مخالف ہار جائے تو مرزا کی طرف سے تاوان کا کوئی مطالبہ نہیں۔ فریق مخالف پر مباہلہ کی بددعا کے آثار کا ظاہر ہوجانا ہی اس کے لئے کافی تاوان ہے۔

ان چار نکات کو اچھی طرح ذہن میں رکھنے کے بعد اب آگے سنئے!

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دعوت مباہلہ آریوں کی طرف سے پنڈت لیکھ رام نے قبول کرلی، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے:

> "واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ کے خاتمے میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا.... میری اس تحریر پر پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب "خبط احمدیہ" میں، جو ۱۸۸۸ء میں اس نے شائع کی تھی میرے ساتھ مباہلہ کیا (آگے لیکھ رام کا طویل مضمون نقل کیا ہے جس کے آخر میں لیکھ رام نے لکھا:)
>
> اے پرمیشر! ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر، کیونکہ

کاذب صادق کی طرح تیرے حضور عزت نہیں پاسکتا۔“

(زد معالی خزائن ج:۲۲ ص:۲۲۲ تا ۲۲۳)(حوالہ نمبر ۷)

نتیجہ:...لیکھرام نے ۱۸۸۸ء میں مرزا کے ساتھ مباہلہ کیا۔ مرزا کی طے کردہ شرط کے مطابق لیکھرام پر ایک سال میں ہی عذاب نازل ہونا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ لیکھرام نے مرزا کے مقابلے میں مباہلہ جیت لیا۔ اور مرزا پنڈت لیکھرام کے مقابلے میں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

قارئین کرام! آپ نے مندرجہ بالا تفصیل سے ملاحظہ فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پانچ مرتبہ پیش ہوا۔ تین مرتبہ مسلمانوں کے مقابلے میں۔ ایک مرتبہ عیسائی پادریوں کے مقابلے میں، اور ایک مرتبہ ہندو آریوں کے مقابلے میں، اور ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت نے مرزا کے خلاف فیصلہ دیا، اور اسے جھوٹا ٹھہرایا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی صاحب عقل کو مرزا کے جھوٹا ہونے میں شبہ ہو سکتا ہے۔؟

دوسرا باب

مرزا کی چند پیش گوئیاں، جو جھوٹی نکلیں

پہلی پیش گوئی:

مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

> ”آپ اپنے پرچے میں... میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۸)(حوالہ نمبر ۸)

نتیجہ:...مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی حرف بحرف سچی نکلی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا مرحوم کی زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اور مولانا مرحوم ۱۹۴۸ء تک سلامت

باکرامت رہے۔ ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی بقول خود، اللہ تعالیٰ کی نظر میں مفتری اور کذاب ودجال تھا۔

دوسری پیش گوئی:

اسی اشتہار میں مولانا مرحوم کو مخاطب کرکے لکھا:

> "اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"
>
> (ایضاً)(حوالہ نمبر ۸)

نتیجہ:... مرزا کی یہ پیش گوئی بھی کیا ثابت ہوئی، مولانا مرحوم مرزا کی زندگی میں بفضلِ خدا تمام آفات سے محفوظ رہے اور خود مرزا مولانا کی زندگی میں وبائی ہیضے کا شکار ہوگیا۔ (حیات ناصر ص:۱۴، بحوالہ قادیانی مذہب پہلی فصل نمبر ۸۰)(حوالہ نمبر ۹)

تیسری پیش گوئی:

مرزا غلام احمد قادیانی کا عبداللہ آتھم پادری کے ساتھ ۱۵ دن تک مناظرہ ہوتا رہا، آخری دن ۵ جون ۱۸۹۳ء کو مرزا نے پیش گوئی کی کہ ان کا حریف پندرہ مہینے تک ہاویہ میں گرایا جائے گا، اسی سلسلے میں مرزا نے لکھا:

> "میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی، یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے، وہ پندرہ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں، اور میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور

> کرے گا، ضرور کرے گا، زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"
>
> (جنگ مقدس ص:۲۱۰، ۲۱۱، روحانی خزائن ج:۶ ص:۲۹۲، ۲۹۳)

نتیجہ:... پیش گوئی کی آخری میعاد ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی، مگر آتھم اس تاریخ تک نہیں مرا، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی کہ:

> "اگر آتھم پندرہ ماہ کے عرصے میں بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں جھوٹا ہوں، میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"

چوتھی پیش گوئی:

مرزا غلام احمد قادیانی کو بقول اس کے الہام ہوا تھا کہ محمدی بیگم (دختر احمد بیگ ہوشیار پوری) کا شوہر مرزا کی زندگی میں مر جائے گا، اور محمدی بیگم بیوہ ہوکر مرزا کے نکاح میں آئے گی، اس سلسلے میں مرزا نے پیش گوئی کی کہ:

> "میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو، اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی، اور میری موت آجائے گی۔"
>
> (انجام آتھم ص:۳۱ حاشیہ)(خزائن ج:۱۱)

نتیجہ:... احمد بیگ کا داماد (سلطان محمد) مرزا کی زندگی میں نہیں مرا، بلکہ مرزا کے بعد ایک عرصے تک زندہ سلامت رہا، اس لئے مرزا کی یہ پیش گوئی سو فیصد سچی ثابت ہوئی کہ: "اگر میں جھوٹا ہوں تو احمد بیگ کا داماد میری زندگی میں نہیں مرے گا۔"

پانچویں پیش گوئی:

اسی سلسلے میں مرزا نے لکھا:

> "یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد مرزا کی زندگی میں نہ مرا۔ ناقل) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۴)(حوالہ نمبر ۲۲)

نتیجہ:… یہ پیش گوئی بھی حرف بہ حرف جھوٹی نکلی، اور مرزا اپنی پیش گوئی کے مطابق "ہر بد سے بدتر ٹھہرا"۔

چھٹی پیش گوئی:

مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مرزا نے اس کا نام "زلزلۃ الساعۃ" رکھا، یعنی "قیامت کا زلزلہ"۔ اس کے لئے بہت سے اشتہار جاری کئے، چنانچہ اسی سلسلے میں یہ بھی لکھا کہ:

> "سخت زلزلے کی نسبت کی جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں، اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔"
> (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۹۲، ۹۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۲۵۳)(حوالہ نمبر ۱۲)

نتیجہ: مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم اس کی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کے پونے پانچ مہینے بعد ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی۔ اس کی زندگی میں یہ زلزلہ نہ آیا، لہٰذا مرزا کی پیش گوئی حرف بہ حرف جھوٹی نکلی کہ "اگر یہ زلزلہ میری زندگی میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں، بلکہ جھوٹا ہوں۔"

فائدہ:… مرزا کے مقابلے میں ایک مسلمان کی پیش گوئی ملاحظہ فرمایئے:

جن دنوں مرزا مسلسل اشتہار شائع کر رہا تھا کہ ایک زلزلۂ قیامت آنے والا ہے، انہی دنوں ملا محمد بخش حنفی نے مرزا کی تردید میں ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا کہ: "مجھے بذریعہ کشف سے معلوم ہوا کہ ایسا کوئی زلزلہ نہیں آئے گا" اور یہ کہ: "مرزا تو وبائی ہیضہ کی

صرف اس زلزلے کی پیشگوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا کہ "مرزا نے اپنے اشتہار ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء کے حاشیہ میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا ہے، قادیانی کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے اس کو یہاں بھی نقل کیا جاتا ہے:

"میں آج ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بذریعہ اور خدا سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور سہمے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵، ۸، ۲۱ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئے گا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ مرزا قادیانی زلزلے کے آنے کی تاریخ و وقت نہیں بتاتا مگر اس پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس لئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی طرف سے خوفوں اور اخباری دھمکی آمیزیوں سے خوف کھا رہے ہیں بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں جو قادیانی زلزلہ مرزا جی کہتے ہیں ہرگز نہیں آئے گا!!! ہرگز نہیں آئے گا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حق تعالیٰ نے الہام اور کشف کے ذریعے دی گئی ہے جو ان شاء اللہ بالکل صحیح ہوگی۔ میں مکرر سہ کرر کہتا ہوں: اور اس نورِ الٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھایا گیا ہے، مستقل ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر، ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی پیشگوئی کی طرح اس زلزلے کی پیشگوئی میں بھی بالکل ناکام ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ حضرت خیر المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی تمام مخلوق کو اپنے دامن حفاظت میں رکھ کر اس ناامیدی و ذلت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا

پال تک بیکار ہو گا۔

خاکسار محمد بخش حنفی جنرل سیکریٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔"

(مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج:۳ ص:۵۳۲، ۵۳۳)(حوالہ نمبر ۴)

قارئین کرام! یہ چودھویں صدی کے مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی کے مقابلے میں ایک سچے مسلمان کی پیش گوئی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں سچی کر دکھائی۔ اور اس پیش گوئی کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی واقعی ذلیل و رسوا ہوا اور خود اپنے اقرار سے جھوٹا ثابت ہوا:

"واللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب"

ساتویں پیش گوئی:

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار "قلقل بجنور" کے نام مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک خط لکھا، جو اخبار "بدر" قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اس کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں، اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(اخبار "بدر" قادیان نمبر ۲۹، جلد ۲، ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء بحوالہ قادیانی
مذہب فصل ساتویں نمبر ۳۹)(حوالہ نمبر ۵)

نتیجہ: مرزا کی یہ پیش گوئی بھی سو فیصد سچ نکلی کہ "اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔" اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام انسان گواہ ہیں کہ مرزا بااقرار خود واقعی جھوٹا تھا! جھوٹا تھا! جھوٹا تھا!

تیسرا باب

مرزا غلام احمد قادیانی کی چند دعائیں جو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئیں

پہلی دعا:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے آخر میں لکھا:

> "اور میں بار بار دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوند! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیم کے ساتھ اور اسحاق کے ساتھ اور اسمٰعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۵، ۱۱۶ طبع قدیم ۱۰۳)

نتیجہ:… ’’قارئین کرام! نہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) مرزا کے نکاح میں آئی، نہ آتھم، مرزا کی مقرر کردہ میعاد کے اندر عذابِ مہلک میں گرفتار ہوا، معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھیں، لہٰذا مرزا کی یہ دُعا قبول ہوئی کہ ’’اگر یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر‘‘ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا، اللہ تعالیٰ کی نظر میں واقعی مردود و ملعون اور دجال تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنادیا۔

دُوسری دُعا:

’’مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ‘‘ نامی اشتہار میں مرزا نے لکھا:

> ’’اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے، آمین۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۸، ۵۷۹)(حوالہ نمبر ۸)

نتیجہ:… مرزا کی یہ دُعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور مولانا مرحوم کی زندگی میں مرزا کو ہلاک کردیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا واقعی اللہ تعالیٰ کی نظر میں مفسد اور کذاب تھا اور رات دن افترا کرنا اس کا کام تھا۔

تیسری دُعا:

اسی اشتہار میں مزید لکھتا ہے:

> ’’میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری

جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو
تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی
میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت
کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر
آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس
تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے
نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔
الراقم: عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایّد۔
مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز
دوشنبہ“ (ایضاً [illegible] نمبر ۸)

نتیجہ: ... حق تعالیٰ شانہ نے مرزا کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور اس دعا کے ایک سال دس دن بعد مرزا، مولانا مرحوم کی زندگی میں اٹھا لیا، جس سے ثابت ہوا کہ مرزا حق تعالیٰ شانہ کی نگاہ میں درحقیقت مفسد و کذاب تھا۔

مرزا کی دعا قبول ہونے کی مزید تصدیق:

قارئین کرام! اوپر واقعات کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولانا ثناء اللہ مرحوم کے بارے میں مرزا کی دعا قبول ہوئی۔

لیجئے! اس قبولیت دعا پر مرزائی امت کی مہر بھی ملاحظہ فرمائیے، مرزا کے ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۶۸ میں مرزا کا یہ ملفوظ درج ہے:

”فرمایا: یہ زمانہ کے عجائبات ہیں، رات کو ہم سوتے
ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ
اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے، کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔

ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع۔ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔"

(ملفوظات ج:۹ ص:۲۶۸)(حوالہ نمبر [illegible])

چوتھا باب

مسیح موعود اور مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود سے کیا مراد ہے؟

قارئین کرام! مسیح موعود سے مراد ہے وہ مسیح جس کے آخری زمانے میں آنے کا امت سے وعدہ کیا گیا ہے، اور وہ مسیح ابن مریم ہیں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷، خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)(حوالہ نمبر ۱۸)

مرزا: مسیح موعود نہیں، پہلا ثبوت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں، نہ میں مسیح ابن مریم ہوں، بلکہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود کہے وہ کم فہم ہے، اور جو شخص اس کو مسیح ابن مریم سمجھے وہ مفتری اور کذاب ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ"

"اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو، بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا، جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے، بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰ روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)(حوالہ نمبر۴)

نتیجہ: مرزا کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کا نتیجہ دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ:

الف: یہ کہ جس مسیح کے آنے کا وعدہ ہے وہ مسیح ابن مریم ہے۔

ب: اور چونکہ مرزا کا دعویٰ مسیح ابن مریم کا نہیں، لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نہیں، بلکہ جو شخص اس کو مسیح ابن مریم اور مسیح موعود کہے وہ مفتری اور کذاب ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود کا زمانہ نصیب نہیں ہوا، دوسرا ثبوت:

قادیانی مذہب میں حضرت مسیح علیہ السلام آخری زمانے میں آئیں گے، اور آخری صدی کے مجدد ہوں گے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی حدیث پاک کا حوالہ دے کر لکھتا ہے کہ:

"پہلا نشان: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ من یجدد لھا

دیتی ہے۔" (رواہ ابوداؤد) یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث کرے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا۔۔۔۔۔ اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔۔۔۔۔ اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے، جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود ونصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ لو۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۹۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۲۰۱،۲۰۰، حوالہ نمبر ۲۰)

قارئین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عبارت میں تین باتیں کہی ہیں:

۱:... حدیث نبوی کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا، اور ممکن نہیں کہ نئی صدی شروع ہو اور نیا مجدد نہ آئے۔

۲:... اہل سنت کا یہ اجماع و اتفاق کہ آخری صدی کے آخری مجدد حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے۔

۳:... یہود و نصاریٰ کی موافقت میں مرزا کا خیال کہ چودھویں صدی آخری زمانہ ہے۔ مگر چودھویں صدی شروع ہونے کے بعد یہ تیسری بات غلط نکلی۔ کیونکہ حدیث نبوی کی رو سے چودھویں صدی میں بھی مجدد کا آنا ضروری ہے، اور اس کے بعد جب پندرھویں صدی شروع ہوگی تو اس پر بھی کوئی مجدد ضرور آئے گا۔ یہاں تک کہ آخر صدی پر آخری مجدد مسیح علیہ السلام ہوں گے۔ ثابت ہوا کہ چودھویں صدی میں مرزا کا یہ دعویٰ کہ وہ مسیح موعود ہے، غلط تھا، اور مرزا اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا۔

مسیح علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے، تیسرا ثبوت:

"حدیث میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر

چالیس سال رہیں گے۔“

(حقیقت النبوۃ ص:۱۹۲، از مرزا محمود احمد)(حوالہ نمبر ۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے رسالے ”نشانِ آسمانی“ میں شاہ نعمت اللہ ولی کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ”تا چہل سال اے برادر من — دور آں شہسوار می بینم۔
> یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوتِ حق کے لئے بالہامِ خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسّی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے، جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔“

[نشانِ آسمانی ص:۱۴، روحانی خزائن ج:۴ ص:۳۷۴)(حوالہ نمبر ۲۲)

قارئین کرام! مرزا کا یہ رسالہ ”نشانِ آسمانی“ جون ۱۸۹۲ء میں لکھا گیا (جیسا کہ اس کی لوح پر درج ہے) مرزا لکھتا ہے کہ چالیس میں سے دس برس گزر چکے ہیں، گویا مسیح موعودی عمر پوری کرنے کے لئے تیس سال ابھی باقی تھے۔ اب ۱۸۹۲ء میں تیس کا عدد جمع کیجئے تو ۱۹۲۲ء بنتے ہیں، گویا مسیح موعود کی مدت قیام پوری کرنے کے لئے مرزا کو ۱۹۲۲ء تک زندہ رہنا چاہئے تھا، مگر افسوس کہ مرزا نے سولہ برس بھی پورے نہ کئے بلکہ مئی ۱۹۰۸ء میں دنیا سے رخصت ہوا۔ معلوم ہوا کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی غلط تھا اور چالیس سال زندہ رہنے کا جو الہام ہوا تھا وہ بھی جھوٹ تھا۔

مسیح علیہ السلام شادی کریں گے، چوتھا ثبوت:

حدیث شریف میں ہے حضرت مسیح علیہ السلام شادی کریں گے۔ (مشکوٰۃ ص:۴۸۰)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ”نکاحِ آسمانی“ کی تائید میں اس حدیث کو پیش

کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "اس پیش گوئی (یعنی محمدی بیگم سے مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح آسمانی کی الہامی پیش گوئی... ناقل) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں، بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے، گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۳، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۷)(حوالہ نمبر ۴۳)

مرزا کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے، اس وقت تک مرزا کی دو شادیاں ہوچکی تھیں، اور ان سے اولاد بھی تھی، مگر مرزا کے بقول وہ عام شادیاں تھیں جن میں کچھ خوبی نہیں۔ وہ خاص شادی جو بطور نشان کے تھی اور جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی، وہ مرزا کو نصیب نہ ہوئی، ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مرزا مسیح موعود نہیں تھا۔

حوالہ جات

اس رسالے میں جن کتابوں کے حوالے دئیے گئے ہیں، ذیل میں ان کی فہرست درج ہے، حوالوں کے بعد حوالے کے صفحات کا نمبر دیا جارہا ہے:

حوالہ نمبر	کتاب کا نام
حوالہ نمبر ۱	مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۴۱، ۳۴۲
حوالہ نمبر ۲	ملفوظات ج:۲ ص:۴۴۰، ۴۴۱
حوالہ نمبر ۳	تجلیات ج:۳ ص:۱۹۴
حوالہ نمبر ۴	مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۹۵، ۳۹۶
حوالہ نمبر ۵	روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۸
حوالہ نمبر ۶	سرمہ چشم آریہ ص:۲۵۱، روحانی خزائن ج:۲ ص:۲۰۰
حوالہ نمبر ۷	روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۲۳۲، ۲۳۳
حوالہ نمبر ۸	مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷، ۵۸
حوالہ نمبر ۹	حیات احمد ص:۳۰، بحوالہ قادیانی مذہب فصل ۵ نمبر ۸۰
حوالہ نمبر ۱۰	جنگ مقدس ص:۲۱۰، ۲۱۱ روحانی خزائن ج:۶ ص:۲۹۲، ۲۹۳
حوالہ نمبر ۱۱	انجام آتھم ص:۱۳ حاشیہ
حوالہ نمبر ۱۲	ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۸
حوالہ نمبر ۱۳	ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ ص:۱۲، ۱۳ روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۷۱
حوالہ نمبر ۱۴	مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۳۱، ۵۷۴
حوالہ نمبر ۱۵	اخبار الفضل قادیان نمبر ۴۳ جلد ۲، ۱۹ جولائی ۱۹۱۵ء ص:۸ بحوالہ قادیانی مذہب فصل ۵ نمبر ۳۰
حوالہ نمبر ۱۶	مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۱۸۵، ۱۸۴
حوالہ نمبر ۱۷	ملفوظات ج:۱ ص:۲۶۸
حوالہ نمبر ۱۸	ازالہ اوہام ص:۶۷۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۶۰
حوالہ نمبر ۱۹	ازالہ اوہام ص:۳۹۴، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۱۲
حوالہ نمبر ۲۰	حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۰، ۴۰۱
حوالہ نمبر ۲۱	حقیقۃ النبوۃ ص:۲۱۲ از مرزا محمود
حوالہ نمبر ۲۲	تذکرۃ الشہادتین ص:۳۴، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۳۵۹
حوالہ نمبر ۲۳	تحفہ گولڑویہ ص:۵۲، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۲۳۵

حوالہ نمبر ۱ مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۴۲۶، ۴۲۷

مکفرین کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اگر بعد اس کے مکفرین نے مباہلہ نہ کیا اور نہ تکفیر سے باز آئے تو ہماری طرف سے اُن پر حجت پوری ہوگئی۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ مباہلہ سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم مکفرین کے سامنے جلسہ عام میں اپنے اسلام کے وجوہات پیش کریں۔ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد ۔ ۲۰ شوال ۱۳۱۰ھ (مطابق مئی ۱۸۹۳ء)

(مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

(یہ اشتہار رسالہ سچائی کا اظہار مطبوعہ بار اول ریاض ہند پریس امرتسر کے صفحہ ۱ پر بھی طبع ہوا ہے)

---

(۱۱۲)

اعلان عام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون[1]

اس مباہلہ کی اہل اسلام کو اطلاع

جو دہم ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام امرتسر عیدگاہ متصل مسجد خان بہادر حاجی محمد شاہ صاحب مرحوم ہوگا

اے برادران اہل اسلام کل دہم ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام مندرجہ عنوان میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ

---

[1] النحل : ۱۲۸

۳۲۴

اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جلّ شانہٗ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں۔ اور اس عاجز کی کتابوں کو مجموعہ کفریات خیال کرتے ہیں اور اس طرف یہ عاجز نہ صرف اپنے تئیں مسلمان جانتا ہے بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور رسول کی راہ میں فدا کئے بیٹھا ہے لہٰذا ان لوگوں کی درخواست پر یہ مباہلہ کا نسخہ مذکورہ بالا میں قرار پایا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ مباہلہ کی بددعا کرنے کے وقت بعض اور مسلمان بھی حاضر ہو جائیں کیونکہ میں یہ دعا کروں گا کہ جس قدر میری تالیفات ہیں ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول کے فرمودہ کے مخالف نہیں ہیں اور نہ میں کافر ہوں۔ اور اگر میری کتابیں خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ سے مخالف اور کفر سے بھری ہوئی ہیں تو خداتعالیٰ وہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل کرے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کافر بے ایمان پر نہ کی ہو۔ اور آپ لوگ آمین کہیں۔ کیونکہ اگر میں کافر ہوں اور نعوذ باللہ دین اسلام سے مرتد اور بے ایمان تو نہایت بُرے عذاب سے میرا مرنا ہی بہتر ہے اور میں ایسی زندگی سے بہزار دل بیزار ہوں۔ اور اگر ایسا نہیں تو خداتعالیٰ اپنی طرف سے سچا فیصلہ کر دے گا۔ وہ میرے دل کو بھی دیکھ رہا ہے اور میرے مخالفوں کے دل کو بھی۔ بڑے ثواب کی بات ہوگی اگر آپ صاحبان ۱۰ ذیقعدہ کو دو بجے کے وقت عیدگاہ میں مباہلہ پر آمین کہنے کے لئے تشریف لاویں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ

(مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ ۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

حوالہ نمبر ۲ ملفوظات ج:۹ ص:۴۴۰، ۴۴۱

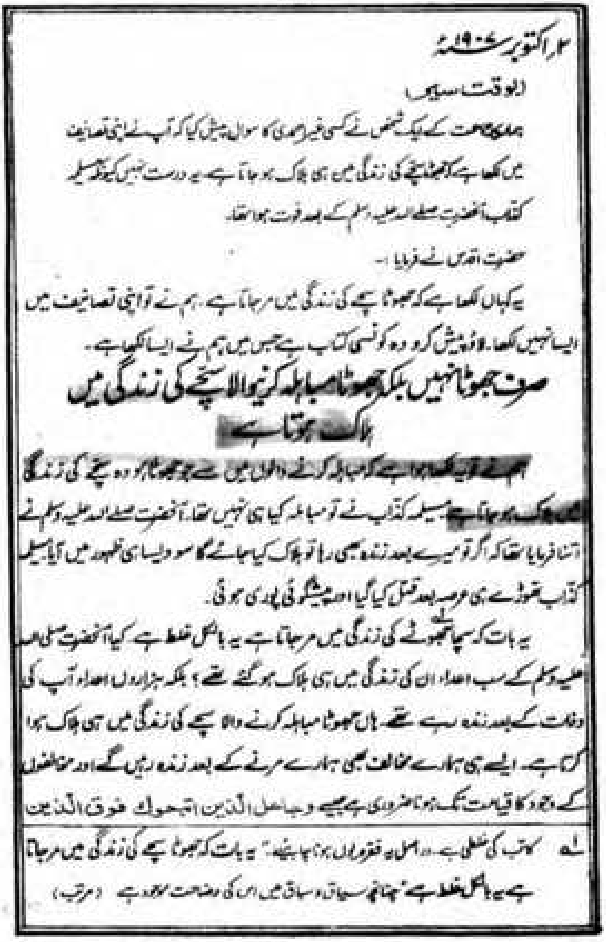

۴۴۰

۲ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

(بوقت سیر)

ہماری جماعت کے ایک شخص نے کسی غیر احمدی کا سوال پیش کیا کہ آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ درست نہیں کیونکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا:-

یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو وہ کونسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے۔

صرف جھوٹا نہیں بلکہ جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے

ہم نے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا تھا کہ اگر تو میرے بعد زندہ بھی رہا تو ہلاک کیا جائے گا سو ویسا ہی ظہور میں آیا مسیلمہ کذاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا اور پیشگوئی پوری ہوئی۔

یہ بات کہ سچا جھوٹے[1] کی زندگی میں مر جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے؟ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے اور مخالفوں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے جیسے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین

---

[1] کاتب کی غلطی ہے۔ دراصل یہ فقرہ یوں ہونا چاہئے۔ "یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے" چنانچہ سیاق و سباق میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (مرتب)

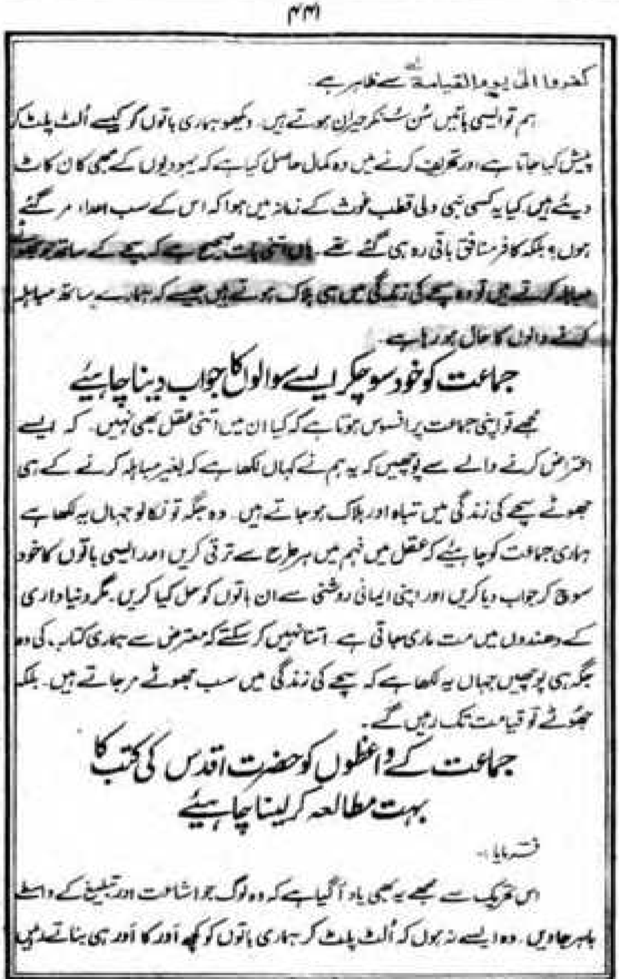

۴۳۱

كفروا الى يوم القيامة[1] سے ظاہر ہے۔

ہم تو ایسی باتیں سُن سُن کر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے اُلٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی ولی قطب غوث کے زمانہ میں ہوا کہ اس کے سب اعداء مر گئے ہوں۔ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں تو وہ سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کا حال ہو رہا ہے۔

جماعت کو خود سوچ کر ایسے سوالوں کا جواب دینا چاہیئے

مجھے تو اپنی جماعت پر افسوس ہوتا ہے کہ کیا ان میں اتنی عقل بھی نہیں۔ کہ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھیں کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ عقل میں فہم میں ہر طرح سے ترقی کریں اور ایسی باتوں کا خود سوچ کر جواب دیا کریں اور اپنی ایمانی روشنی سے ان باتوں کو حل کیا کریں۔ مگر دنیاداری کے دھندوں میں مت ماری جاتی ہے۔ اتنا نہیں کر سکتے کہ معترض سے ہماری کتاب کی وہ جگہ ہی پوچھیں جہاں یہ لکھا ہے کہ سچے کی زندگی میں سب جھوٹے مر جاتے ہیں۔ بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے۔

جماعت کے واعظوں کو حضرت اقدس کی کتب کا بہت مطالعہ کر لینا چاہیئے

فرمایا:-

اس تحریک سے مجھے یہ بھی یاد آگیا ہے کہ وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں۔ وہ ایسے نہ ہوں کہ اُلٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بنا دیں

---

[1] آل عمران: ۵۶

حوالہ نمبر ۳ رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۹۲

۱۹۲

مبارک احمد مر گیا۔ اس کے بعد امامی صاحب خود بھی مولوی عبدالحق کی زندگی ہی میں طعمۂ اجل ہو کر ان کے برسرِ حق ہونے کی عملی تصدیق کر گئے کیونکہ امامی صاحب نے خود لکھا تھا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

یاد رہے کہ قادیانی صاحب ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور مرض ہیضہ میں گرفتار ہو کر مولوی عبدالحق مرحوم کی زندگی ہی میں گیارہ گھنٹہ کے اندر چل بسے تھے اور مولوی صاحب اپنے حریف کے اجل ہونے کے بعد نو سال تک نہایت خوشحالی اور بہ عافیت زندگی بسر کر کے ۱۶۔ مئی ۱۹۱۷ء کو عالم آخرت ہوئے۔ والحمد للہ علی ذلک۔ (دیکھو [illegible])

باب ۵۔ رمضان المبارک میں خسوف و کسوف کا اجتماع اور رئیس قادیان کی موقع شناسی

قادیانی صاحب کی عادت تھی کہ کیسی ہی صحیح متفق علیہ حدیث نبوی کیوں نہ ہو۔ اگر ان کی خود ساز مسیحیت یا نفسانی خواہشات کے خلاف نظر آتی تو حضرت مرزا نہ طریق پر اس کو پس پشت ڈال دیتے، نہایت بیباکی کے ساتھ اس پر اپنی بیہودہ تاویل کاری کی مشق سازی شروع کر دیتے لیکن اگر کسی روایت کو ذرا بھی مفید مطلب پاتے تو خواہ کیسی ہی ضعیف بلکہ موضوع اور من گھڑت کیوں نہ ہو اس سے استدلال کر کے اسے اپنے ادعا کا مدار بنا لیتے اور خوش اعتقادی کا طوفان برپا کر دیتے چنانچہ رمضان میں خسوف و کسوف کے اجتماع کی خود موضوع روایت اس کی روشن مثال ہے۔

چونکہ امامی صاحب کی ذات میں حضرت مہدی علیہ السلام کی علامات متعلقہ میں سے ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی تھی اور نیز اس وجہ سے کہ سچے مہدی علیہ السلام کی ایک علامت حدیثوں میں یہ لکھی ہے کہ وہ دول یورپ کی متحدہ افواج کو منہزم و پامال کر دیں گے۔ امامی صاحب کو انگریز کے خوف سے ابتداءً مہدویت کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ سرے سے ان صحیح حدیثوں کی صحت ہی کے منکر رہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث میں مروی ہیں۔ چنانچہ کتاب ازالہ اوہام طبع پنجم صفحہ ۱۹۰ میں جو ستمبر ۱۸۹۱ء کو شائع ہوئی لکھا کہ محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔ ۱۸۹۱ء سے پہلے ان کی حالت برابر مذبذب رہی۔ کبھی تو مہدی بن بیٹھے اور کبھی خوف حکومت سے اپنی مہدویت سے انکار کر دیتے بلکہ ان حدیثوں کی صحت ہی کے منکر ہو جاتے جو حضرت م

حوالہ نمبر ۳ مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۳۹۵،۳۹۶

۳۹۵

ولیکن یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی کیا یہ استدراج ہے یا نجوم ہے یا اٹکل ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ خدا تعالےٰ بقول آپ کے ایک دجال کی ایسی پیشگوئیاں پوری کرتا جاتا ہے جن سے اس کی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے۔

الراقم

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶/۸ کے دو صفحوں پر ہے)

(مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ)

(۱۰۳)

اشتہار مُبَاہَلہ

میاں عبدالحق غزنوی و حافظ محمد یوسف صاحب

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ غزنوی صاحبوں کی جماعت میں سے جو امرتسر میں رہتے ہیں ایک صاحب عبدالحق نام نے اس عاجز کے مقابل پر مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا مگر چونکہ اس وقت یہ خیال تھا کہ یہ لوگ کلمہ گو اور اہل قبلہ ہیں۔ ان کو لعنتوں کا نشانہ بنانا جائز نہیں۔ اس لئے اس درخواست کے قبول کرنے سے اس وقت تک تامل رہا جب تک کہ ان لوگوں نے کافر ٹھہرانے میں اصرار کیا۔ اور پھر تکفیر کا فتوے تیار ہونے کے بعد اس طرف سے بھی مباہلہ کا اشتہار دیا گیا جو کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ بھی شامل ہے اور ابھی تک کوئی شخص مباہلہ کے لئے مقابل پر نہیں آیا۔ مگر مجھ کو

؎ یہ اشتہار جلد ھذا میں زیر نمبر ۹۰ صفحہ ۳۴۴ پر درج ہے۔ (المرتب)

۳۹۶

اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے ایک معزز دوست حافظ محمد یوسف صاحب نے ایمانی جوانمردی اور شجاعت کے ساتھ ہم سے پہلے اس ثواب کو حاصل کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حافظ صاحب اتفاقاً ایک مجلس میں بیان کر رہے تھے کہ مرزا صاحب یعنی اس عاجز سے کوئی آمادہ مناظرہ یا مباہلہ نہیں ہوتا۔ اور اسی سلسلہ گفتگو میں حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عبد الحق نے جو مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا اب اگر وہ اپنے تئیں سچا جانتا ہے تو میرے مقابلہ پر آوے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تب عبد الحق جو اسی جگہ کہیں موجود تھا حافظ صاحب کے غیرت دلانے والے لفظوں سے طوعاً وکرہاً مستعد مباہلہ ہوگیا اور حافظ صاحب کا ہاتھ آکر پکڑ لیا کہ میں تم سے اسی وقت مباہلہ کرتا ہوں۔ مگر مباہلہ فقط اس بارہ میں کروں گا کہ میرا یقین ہے کہ مرزا غلام احمد و مولوی حکیم نور الدین اور مولوی محمد احسن یہ تینوں مرتدین اور کذابین اور دجالین ہیں۔ حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منظور کیا کہ میں اس بارہ میں مباہلہ کروں گا کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں۔ تب اسی بات پر حافظ صاحب نے عبد الحق سے مباہلہ کیا۔ اور گواہان مباہلہ منشی محمد یعقوب اور میاں نبی بخش صاحب اور میاں عبد الہادی صاحب اور میاں عبد الرحمن صاحب امرتسری قرار پائے۔ اور حسب دستور مباہلہ فریقین اپنے اپنے نفس پر لعنتیں ڈال چکے اور اپنے منہ سے کہہ چکے کہ یا الٰہی اگر ہم اپنے بیان میں سچائی پر نہیں تو ہم پر تیری لعنت نازل ہو۔ یعنی کسی قسم کا عذاب ہم پر وارد ہو۔ تب حافظ صاحب نے عبد الحق سے دریافت کیا کہ اس وقت میں بھی اپنے آپ پر بحالت کاذب ہونے کے لعنت ڈال چکا اور خدا تعالیٰ سے عذاب کی درخواست کر چکا۔ اور ایسا ہی تم بھی اپنے نفس پر اپنے ہی منہ سے لعنت ڈال چکے اور بحالت کاذب ہونے کے عذاب الٰہی کی اپنے لئے درخواست کر چکے۔ لہٰذا اب میں تو اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس لعنت اور اس عذاب کی درخواست کا اثر مجھ پر وارد ہوا۔ اور کوئی ذلت اور رسوائی مجھ کو پیش آگئی تو میں اپنے اس

حوالہ نمبر ۵: روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۸

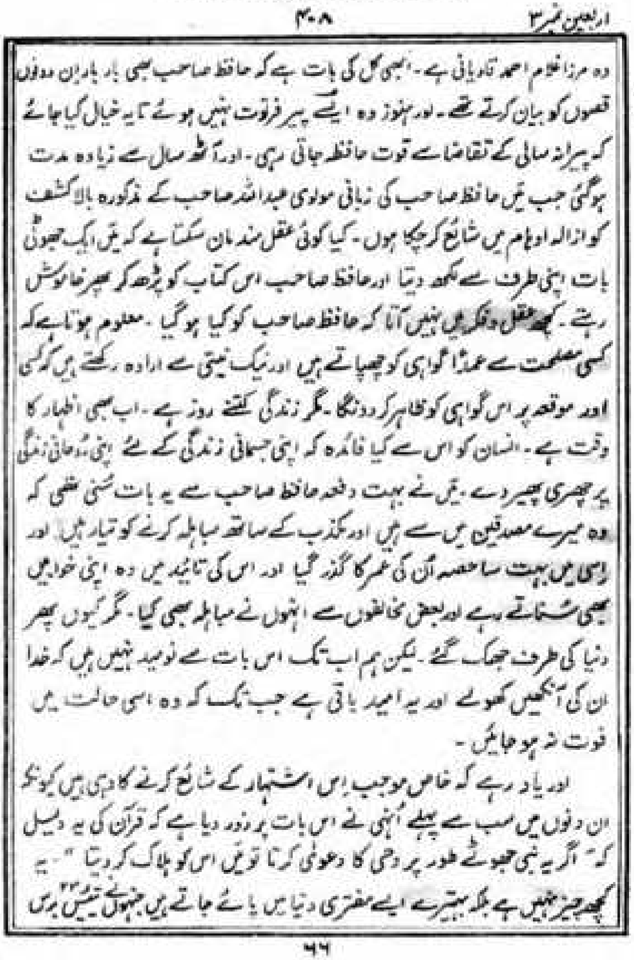

وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ حافظ صاحب بھی بار بار ان دونوں
۳۱ قصوں کو بیان کرتے تھے۔ اور ہنوز وہ ایسے پیر فرتوت نہیں ہوئے تا یہ خیال کیا جائے
کہ پیرانہ سالی کے تقاضا سے قوت حافظہ جاتی رہی۔ اور آٹھ سال سے زیادہ مدت
ہوگئی جب میں حافظ صاحب کی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کے مذکورہ بالا کشف
کو ازالہ اوہام میں شائع کر چکا ہوں۔ کیا کوئی عقلمند مان سکتا ہے کہ میں ایک جھوٹی
بات اپنی طرف سے لکھ دیتا اور حافظ صاحب اس کتاب کو پڑھ کر پھر خاموش
رہتے۔ کچھ عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ
کسی مصلحت سے عمداً گواہی کو چھپاتے ہیں اور نیک نیتی سے ارادہ رکھتے ہیں کہ کسی
اور موقعہ پر اس گواہی کو ظاہر کر دونگا۔ مگر زندگی کتنے روز ہے۔ اب بھی اظہار کا
وقت ہے۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی
پر چھری پھیر دے۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ
وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور
اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گذر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں
بھی سناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔ مگر کیوں پھر
دنیا کی طرف جھک گئے۔ لیکن ہم اب تک اس بات سے نومید نہیں ہیں کہ خدا
ان کی آنکھیں کھولے اور یہ امید باقی ہے جب تک کہ وہ اسی حالت میں
فوت نہ ہو جائیں۔

اور یاد رہے کہ خاص موجب اس اشتہار کے شائع کرنے کا وہی ہیں کیونکہ
ان دنوں میں سب سے پہلے انہی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کی یہ دلیل
کہ "اگر یہ نبی جھوٹے طور پر وحی کا دعویٰ کرتا تو میں اس کو ہلاک کر دیتا" یہ
کچھ چیز نہیں ہے بلکہ بہتیرے ایسے مفتری دنیا میں پائے جاتے ہیں جنہوں نے تیئیس ۲۳ برس

حوالہ نمبر۶ سرمہ چشم آریہ ص:۲۵۱، روحانی خزائن ج:۲ ص:۳۰۱

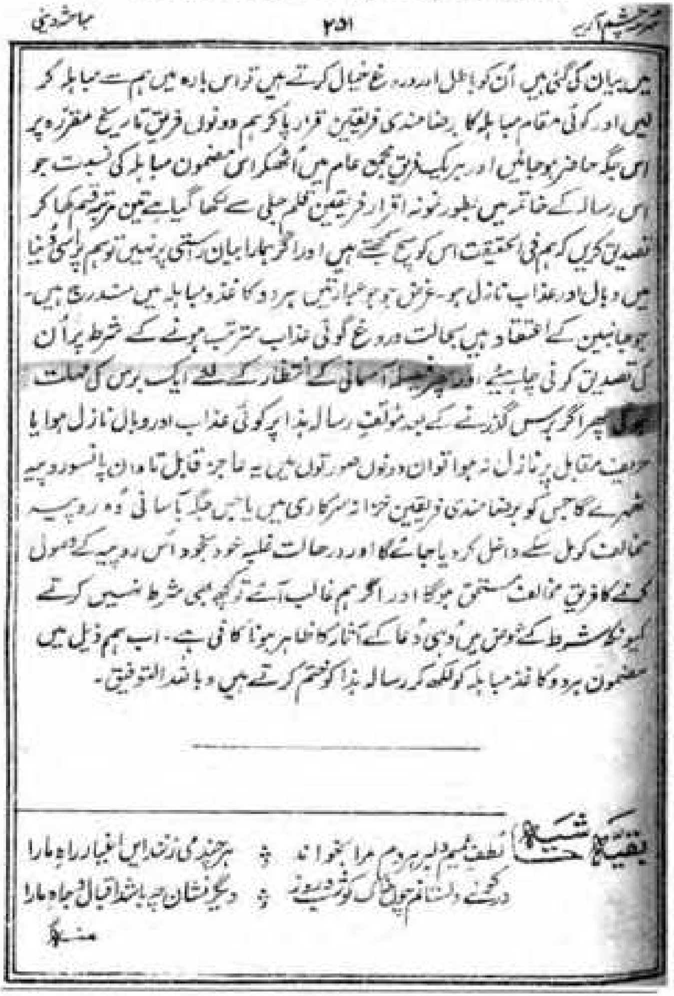

سرمہ چشم آریہ ۲۵۱ مباحثہ دینی

میں بیان کی گئی ہیں اُن کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کر لیں اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پاکر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اسی جگہ حاضر ہو جائیں اور ہر یک فریق مجمع عام میں اُٹھ کر اس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین قلم جلی سے لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اس کو سچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں تو ہم پر اسی دُنیا میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض تو وہ عبارتیں ہر دو کاغذ مباہلہ میں مندرج ہیں۔ جو جانبین کے اعتقاد ہیں بحالت دروغ کوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر اُن کی تصدیق کرنی چاہیئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت ہوگی پھر اگر برس گذرنے کے بعد مؤلف رسالہ ہذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانسو روپیہ ٹھہرے گا جس کو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ بآسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کر دیا جائے گا اور در حالت غلبہ خود بخود اُس روپیہ کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دُعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں مضمون ہر دو کاغذ مباہلہ کو لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

بقیہ حاشیہ

لطف تسلیم و لب مرہم مرا بخواند ۔ ہر چند می زند ایں اغیار راہ ما را
دیگرے دلستانم چو یک کو نشیند ۔ دیگر نشان چہ باشد اقبال جاہ ما را

منہ

حوالہ نمبر ۷ روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۳۲۶،۳۲۹،۳۳۲

۲۱۳ اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کریگا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجّالی فتنہ رو بزوال ہو جائیگا اور خود بخود کم ہوتا جائیگا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائیں گے۔ واضح ہو کہ دجّال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ دجّال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے۔ پس قتل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشوونما نہیں ہوگا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوگا۔ اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رُتبہ کو پائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اسکو ملے گا اور اُسکی رُوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح سے جاملے گی۔ گویا ایک قبر میں ہیں۔ اصل معنے یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنے کرے۔ اس بات کو رُوحانی لوگ جانتے ہیں کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رُوحانی قرب رکھتا ہے اُس کی رُوح آپ کی رُوح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفاء کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے۔

۱۳۷ النشان۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے۔ واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ

۳۱۳ کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اُس تکذیب میں وہ کاذب ہیں۔ اگر انکو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کرلیں۔ اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کیلئے لالہ مرلی دھر صاحب ہیں جن کو بمقام ہوشیارپور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیونداس سکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شائع کی تھی جیساکہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا چنانچہ وہ مباہلہ کیلئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:-

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں* بنابراں اپنے اوستاد اور ان کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کرکے مرزا صاحب کی اس آخری التماس (یعنی مباہلہ کو)

---

* ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کے لئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہے کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ پس کیا ماسٹر مرلی دھر اور منشی جیون داس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بدقسمتی سے شوخ دیدہ اور اندھا دھند تھا اس نے اپنی فطرتی شوخی سے قبول کی بلا اپنے ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ منہ

آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سب جگہ ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل اور مقدس ایشر کے گیان کی پستک ہیں۔ اور یہ درست ہے کہ انہی سے دنیا نے تعلیمات سیکھیں۔ اور یہ لوگ ہی سب کے استاد اور اول ہیں۔ اور یہ درست ہے کہ جو مسلمانوں کے ایک ملک عرب میں جیسے معجزات بغیر معجزات و مسائل سے آئے ہیں جیسی توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں [illegible] سے ان پستکوں کو مطالعہ کرنے سے اور دیکھنے سے اُن کی خاص مذہبی ہدایتوں کو منافی اور بعض اصلی الہام کے بدنام کرنے والی تحریریں خیال کرتا ہوں۔۔۔ اُس کی سچائی کی دلیل ہو سکے طبع ہو کر [illegible] کے پاس کوئی نہیں۔۔۔ اور جس طرح میں راستی کے برخلاف اُن کو غلط سمجھتا ہوں۔ اسی قرآن وغیرہ کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد جو وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے۔ جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ آدمی محض سنسکرت اور ناگری سے محروم مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے وید مقدس کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے۔

اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور
حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور پنجاب۔

حاشیہ۔ افسوس کہ یہ نہیں سوچا کہ بھلا یہ تو [illegible] حضرت مسیح علیہ السلام [illegible] لعنۃ اللہ علی الکاذبین [illegible] صرف اصولوں پر [illegible] اس سے پہلے [illegible] وید کے اصول شائع کر چکے [illegible] بحث کرنا [illegible] منصف کا حق [illegible] نہیں پڑھا [illegible] جیسے وید [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حوالہ نمبر ۸ مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۸
۵۷۹

(۲۶۹)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق[1]

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود

---

[1] یونس: ۵۳

۵۷۹

ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذّاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ[1] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت مفسد اور کذّاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ[2]۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و ایّد

مرقوم تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ

---

[1] بنی اسرائیل: ۳۶ [2] الاعراف: ۸۹

حوالہ نمبر ۹ حیات ناصر ص: ۱۴ بحوالہ قادیانی مذہب فصل اول نمبر ۸۰

کو بیٹھنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں"

(سیرۃ المہدی حصہ اول مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸۰) **ہیضہ کا واقعہ** (۳) "آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں۔

(اشتہار واجب الاظہار منجانب [illegible] صاحب [illegible] مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص [illegible] مرتبہ قاسم علی صاحب قادیانی)

ابتدا میں جب کبھی حضرت (مرزا) صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کبھی سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے جس سفر میں آپ کو آخرت پیش آ گئی۔ تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس غم کی سیر میں بھی شریک تھا۔ جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔

حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خود نوشت حالات مندرجہ حیات ناصر ص۱۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۴) ہانگ کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت

حوالہ نمبر ۱۰ جنگ مقدس ص: ۲۱۰، ۲۱۱، روحانی خزائن ج: ۶ ص: ۲۹۲، ۲۹۳

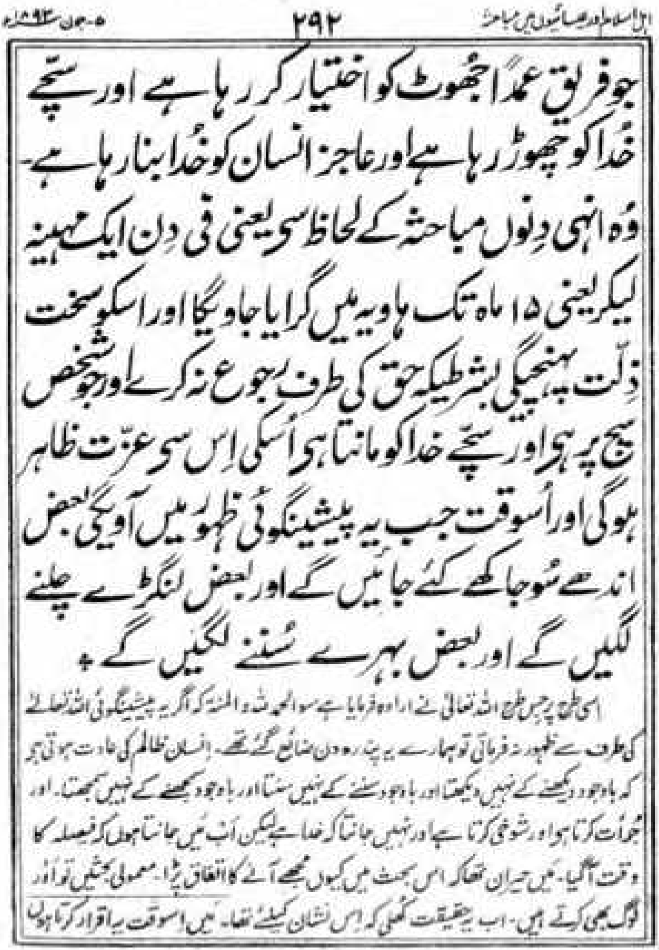

اہل اسلام اور عیسائیوں میں مباحثہ ۲۹۲ ۵ جون ۱۸۹۳ء

جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا اور اسکو سخت ذلت پہنچیگی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اُسکی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اُسوقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آویگی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سُننے لگیں گے ؛

اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے سو الحمد للہ و المنۃ کہ اگر یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔ انسان ظالم کی عادت ہوتی ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سنتا اور باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا۔ اور تجاوزات کرتا ہے اور شوخی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا ہے لیکن اب میں جانتا ہوں کہ فیصلہ کا وقت آگیا۔ میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کیلئے تھا۔ میں اسوقت یہ اقرار کرتا ہوں

کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رُوسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسّہ ڈالدیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اب ڈپٹی صاحب سے پُوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پُورا ہو گیا تو کیا یہ سب آپکے منشاء کے موافق کامل پیشگوئی اور خدا کی پیشگوئی ٹھہریگی یا نہیں ٹھہریگی اور رسُول اللہ صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جنکو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہو۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سُولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ لیکن اگر میں سچا ہوں۔ تو انسان کو خدا مت بناؤ۔ توریت کو پڑھو کہ اس کی اوّل اور کھلی تعلیم کیا ہے اور تمام نبی کیا تعلیم دیتے آئے اور تمام دُنیا کس طرف جھک گئی۔ اب میں آپسے رخصت ہوتا ہوں اس سے زیادہ نہ کہونگا۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ۔

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب
اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب
عیسائی صاحبان

تمام شد

حوالہ نمبر ۱۱ انجام آتھم ص: ۳۱ حاشیہ

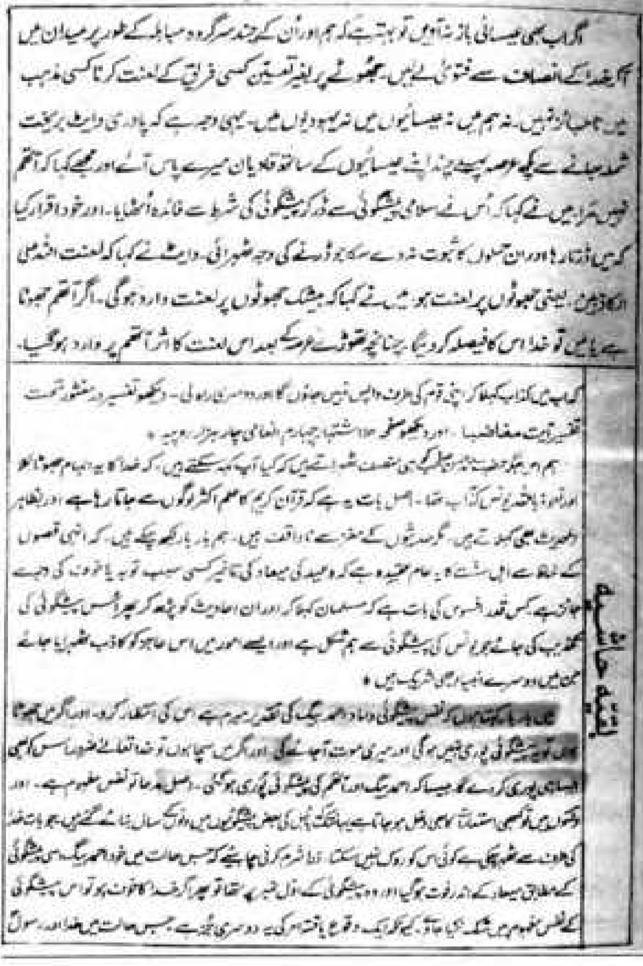

۳۱

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور ان کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں۔ جھوٹے پر بغیر تعیین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وائٹ بریخت شروع جلسہ سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتھم [illegible] میں نے کہا کہ اس نے ساری پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھایا۔ اور خود وہ اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان قسموں کو ثبوت نہ دے سکا ہونے کی وجہ ضروری۔ وائٹ نے کہا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دیگا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہو گیا۔

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری روایت۔ دیکھو تفسیر در منثور تحت تفسیر آیت [illegible]۔ اور دیکھو صفحہ [illegible] حاشیہ اشتہار چہارم انعامی چار ہزار روپیہ۔

ہم اس جگہ حضرت یونس کے قصہ [illegible] بیان کرتے ہیں کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے یہ الہام جھوٹا کیا اور خود یونس کو کذاب بنایا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے اور بظاہر حدیث بھی پڑھتے ہیں۔ مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ایسی قصوں کے نظائر سے اہل سنت و [illegible] عام عقیدہ ہے کہ وعید کی میعاد کی تاخیر کسی سبب توبہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر یونس کی پیشگوئی کی تکذیب کی جائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم شکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جن میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں۔

نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔ اور وقتوں میں تو ہمیشہ استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ یہود کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں۔ جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ لہٰذا شرم کرنی چاہیئے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اس پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر آخر حصہ کا فوت ہونا تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک کیا جاوے۔ یہ کوئی ایک واقعہ یافتہ امر کی یہ دوسری جز ہے۔ جس حالت میں خدا اور سوائے

حوالہ نمبر ۱۲ ضمیمہ انجام آتھم ص: ۵۳

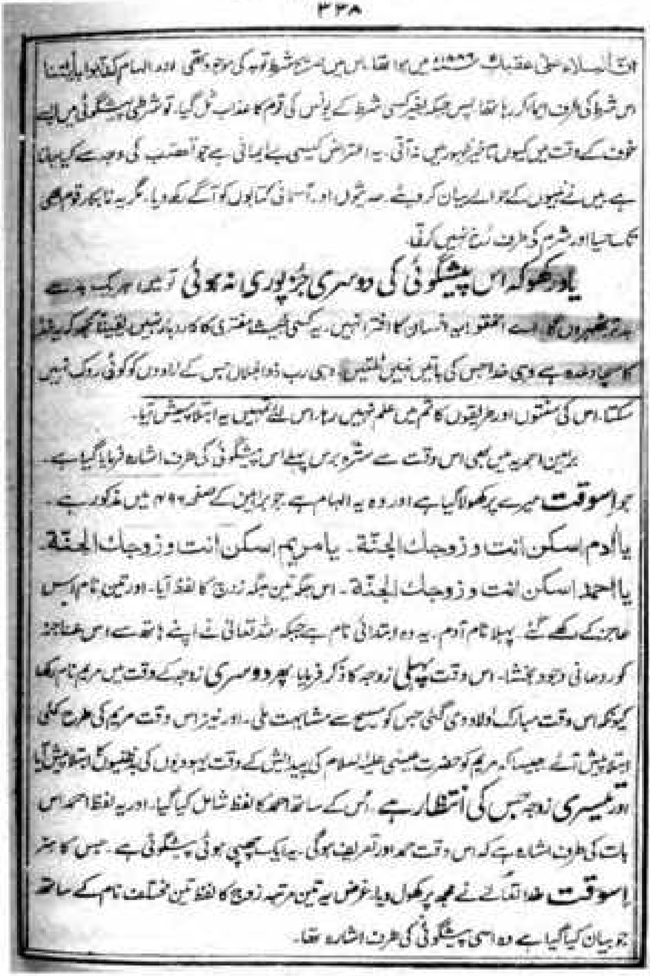

۳۳۸

وقت ابتلاء حق عقوبات مشروطہ میں ہوا تھا اس میں بصراحت شرط توبہ کی موجود تھی اور الہام کی عبارت اپنا اس شرط کی طرف اشارہ کر رہا تھا پس جبکہ بغیر کسی شرط کے یونس کی قوم کا عذاب ٹل گیا تو شرطی پیشگوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی۔ یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے میں نے نبیوں کے حوالے بیان کر دیئے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ مگر یہ نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔

یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو یہ انسان کا افترا نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا۔

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو **اس وقت** میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔ یا اٰدم اسکن انت و زوجک الجنّۃ۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنّۃ۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنّۃ۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت **پہلی** زوجہ کا ذکر فرمایا پھر **دوسری** زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت تھی۔ اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلاء پیش آئے جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنی کا ابتلاء پیش آیا اور **تیسری** زوجہ **جس کی انتظار ہے**۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جس کا بھید **اس وقت** خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوجہ کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔

حوالہ نمبر ۲۸ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص: ۹۲، ۹۳، روحانی خزائن ج ۲۱: ص: ۲۵۲

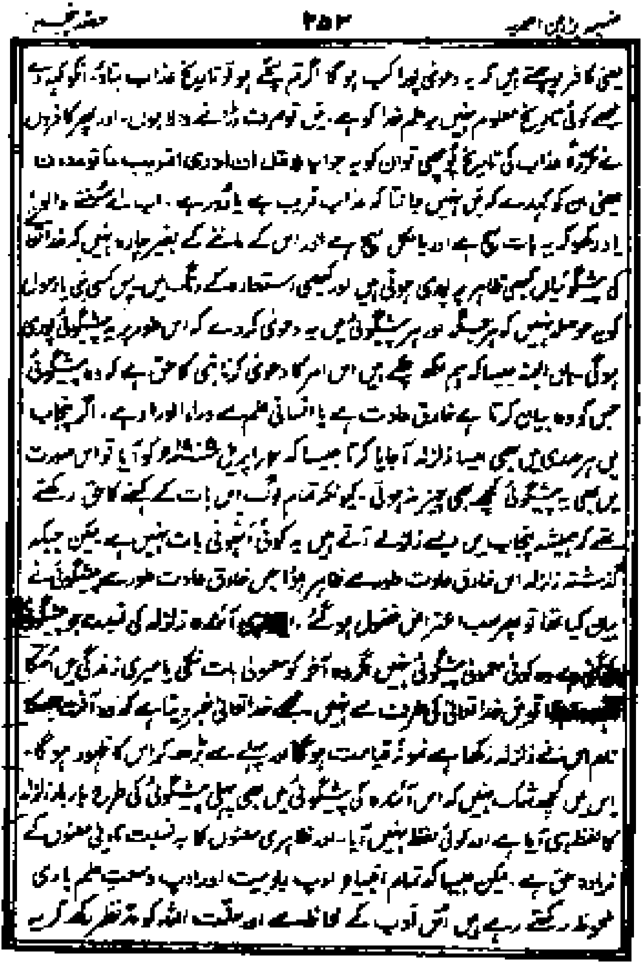

یعنی کافر پوچھتے ہیں کہ یہ دعویٰ پورا کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو تاریخ عذاب بتاؤ۔ انکو کہہ دے کہ مجھے کوئی تاریخ معلوم نہیں یہ علم خدا کو ہے۔ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اور پھر کافروں نے اگر عذاب کی تاریخ پوچھی تو ان کو یہ جواب ملا قل ان ادری اقریب ما توعدون یعنی ان کو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا کہ عذاب قریب ہے یا دور ہے۔ اب اے منصف مزاج لوگو اور دیکھو کہ یہ بات سچ ہے اور بالکل سچ ہے اور اس کے ماننے کے بغیر چارہ نہیں کہ خدا کی پیشگوئیاں کبھی ظاہر پر پوری ہوتی ہیں اور کبھی استعارہ کے رنگ میں۔ پس کسی نبی یا رسول کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہر ایک پیشگوئی میں یہ دعویٰ کردے کہ اس طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ ہاں البتہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اس امر کا دعویٰ کرنا نبی کا حق ہے کہ وہ پیشگوئی جس کو وہ بیان کرتا ہے خارق عادت ہے یا انسانی علم سے وراء الورا ہے۔ اگر پنجاب میں ہر صدی میں بھی ایسا زلزلہ آجایا کرتا جیسا کہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا تو اس صورت میں بھی یہ پیشگوئی کچھ بھی چیز نہ ہوتی۔ کیونکہ تمام لوگ اس بات کے کہنے کا حق رکھتے تھے کہ ہمیشہ پنجاب میں ایسے زلزلے آتے رہیں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ لیکن جبکہ گذشتہ زلزلہ اس خارق عادت طور سے ظاہر ہوا جس خارق عادت طور سے پیشگوئی نے بیان کیا تھا تو پھر سب اعتراض فضول ہوگئے۔ [illegible] آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونۂ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس آئندہ کی پیشگوئی میں بھی پہلی پیشگوئی کی طرح بار بار زلزلہ کا لفظ ہی آیا ہے اور کوئی لفظ نہیں آیا۔ اور ظاہری معنوں کا بہ نسبت کسی اور معنوں کے زیادہ حق ہے۔ لیکن جیسا کہ تمام انبیاء و اہل بصیرت اور اہل وسعت علم یادی ملحوظ رکھتے رہے ہیں اس اسلوب کے لحاظ سے اور سنت اللہ کو مدنظر رکھ کر یہ

حوالہ نمبر ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج: ۳ ص: ۵۲۱، ۵۲۲

۱۸۹۵ء

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈال دیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعویٰ ہے۔ صرف یہ دعوےٰ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں۔ مگر اس دعویٰ کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کئے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اس قدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دُنیا میں اشتہار شائع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں۔ جو شخص اُن کے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں*۔ اگر مجھے بندگانِ خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شائع نہ کرتا۔ مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اس طرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شائع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کما حقہ شائع کر دوں۔ بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور دینی کچھ اندرونی اصلاح کر لیں اور ان کی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا

---

* نوٹ۔ اس جگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اس طرح تکذیب کی جاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں۔ اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ اس پر مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اس جگہ بطور نمونہ کے نقل کر کے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

اور وہ عبارت یہ ہے

میں آج ورق مشتہرۂ ہٰذا کو اس امر کا بڑے زور و دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور مجھ سے ڈرنے والوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۔۔۔

ضمیمہ

چیز ہے۔ کیا مجھے کبھی سنا نہیں یا دیکھا نہیں [illegible] سے دلی محبت رکھتا ہوں کہ کسی قوم کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں۔ اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر ان کی بیعت قبول کریں مگر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم کیا جواب دیں۔ مگر یہ بار بار ان اشتہارات میں یہ لکھ چکا ہوں کہ صرف نفس اور توبہ سے کام ہے میری بیعت ضروری نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے۔ بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کے لئے یہ دنیا عدالت کا گھر نہیں ہے۔ اس کے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جس قدر قوموں کو پہلے اس سے سزا

---

* بقیہ نوٹ۔ اور ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آنے والا ہے جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ گو خاص تاریخ اس زلزلہ کے آنے کی ٹھیک یا وقت نہیں بتلایا مگر اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ ضرور ظہور میں آئے گا۔ اس لئے بعض بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں کو جو قادیانی کی طرف لغو باتیں اور جھوٹی ڈینگ کی خبروں سے خوفناک ہو رہے ہیں بطور ہمدردی کے مسلمانان اور تسلی دیتا ہوں کہ یہ خبر مشتہرہ ہے اور خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قیامت کا زلزلہ ہرگز نہیں آنے کا۔ نہیں آئے گا اور نہیں آئے گا۔ اور سب ہر طرح مطمئن اور تسلی رکھیں یہ خبریں محض قیاسی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل جھوٹی ہوگی۔ میں خدا سے ڈر کر کہتا ہوں اور اس قدر یقینی ہے کہ مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے مستفیض ہو کر وہ اس کے مقابل کی اجازت پا کر اس کی بابت کہتا ہوں کہ قادیانی پیغمبر کی طرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل اور رسوا ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے ہماری گنہگار مخلوق کو اپنے امن و عافیت میں رکھ کر اس کا آسیب و آفت سے بچائے گا اور کسی قسم کا شر یا ہلاکت پیدا نہ ہوگا۔

المشتہر شیخ [illegible] انجمن حمایت اسلام لاہور

* * *

حوالہ نمبر ۱۵ اخبار "بدر" ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء، ص: ۴ بحوالہ قادیانی مذہب فصل ۷ نمبر ۳۹

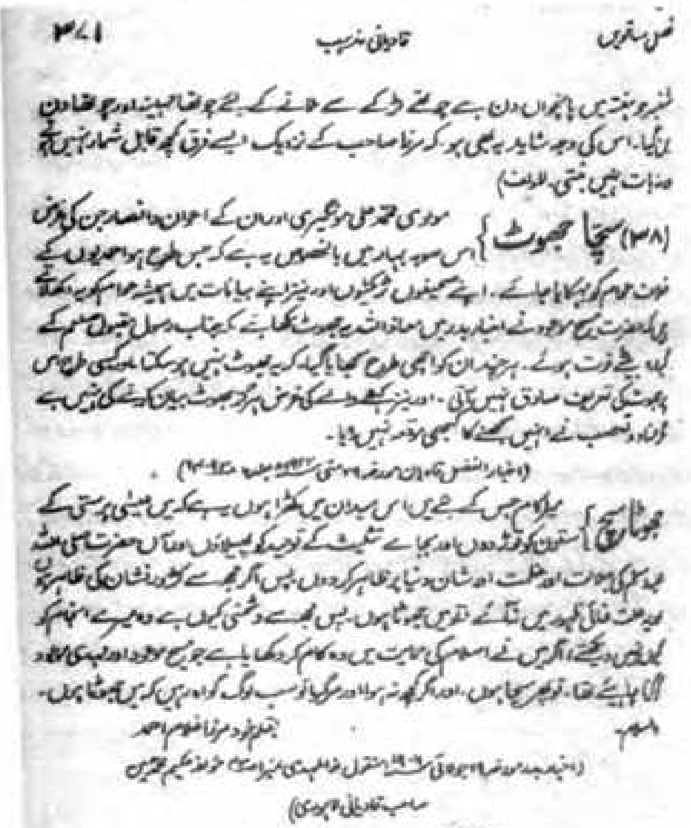

فصل ساتویں قادیانی مذہب ۳۷۱

[illegible] میں پانچواں دن ہے چوتھے لڑکے سے [illegible] جو تھا [illegible] رکھا۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ مرزا صاحب کے نزدیک ایسے فرق کچھ قابل شمار نہیں [illegible] صداقت ہیں۔ ([illegible])

(۳۸) سچا جھوٹ } مولوی محمد علی مونگیری اور ان کے اعوان و انصار جن کی غرض اس مہم بہار میں بالخصوص یہ ہے کہ جس طرح ہو احمدیوں کے خلاف عوام کو بہکایا جائے۔ اپنے مضمونوں ٹریکٹوں اور نیز اپنے بیانات میں ہمیشہ عوام کو یہ بہکاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اخبار بدر میں صاف طور پر یہ جھوٹ لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے گیارہ بچے فوت ہوئے۔ ہر چند ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا کہ یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی طرح اس جھوٹ کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اور نیز [illegible] کی غرض ہرگز جھوٹ بیان کرنے کی نہیں ہے لیکن عناد و تعصب نے انہیں سمجھنے کا کبھی موقع نہیں دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ [illegible] جلد [illegible])

جھوٹا سچ } میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

(اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء منقول [illegible] نمبر [illegible] مؤلفہ حکیم [illegible]

صاحب [illegible])

حوالہ نمبر ۱۹ مجموعہ اشتہارات ج:۲ ص:۱۱۵، ۱۱۶

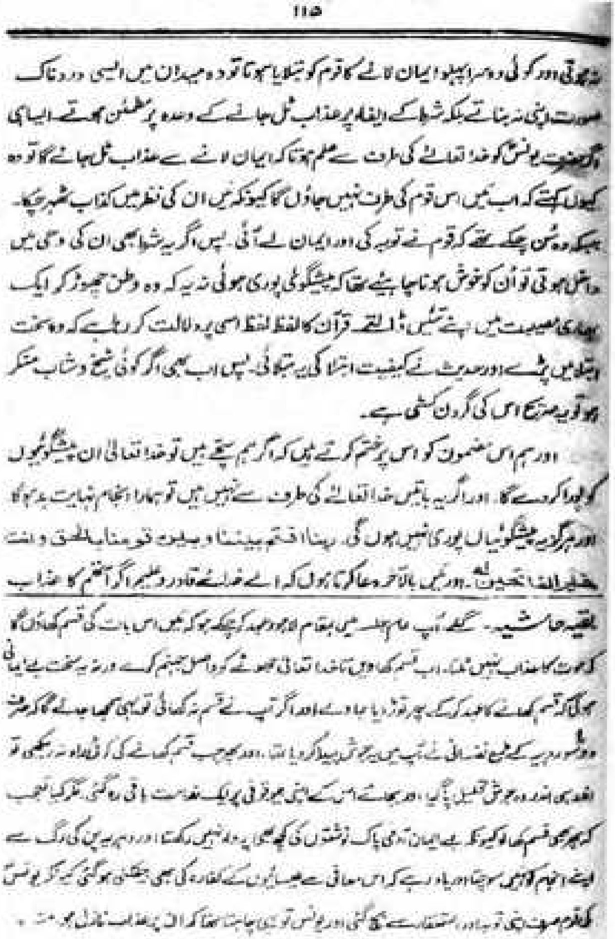

۱۱۵

ہوتی اور کوئی دوسرا پہلو ایمان لانے کا قوم کو بتلایا ہوتا تو وہ میدان میں ایسی دردناک صورت اپنی نہ بناتے بلکہ شرط کے ایفاء پر عذاب ٹل جانے کے وعدہ پر مطمئن ہوتے ایسا ہی اگر حضرت یونس کو خدا تعالےٰ کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائے گا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ میں ان کی نظر میں کذاب ٹھہر چکا۔ جبکہ وہ سن چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئی۔ پس اگر یہ شرط بھی ان کی وحی میں داخل ہوتی تو ان کو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی نہ یہ کہ وہ وطن چھوڑ کر ایک بھاری مصیبت میں اپنے تئیں ڈالتے۔ قرآن کا لفظ لفظ اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ سخت ابتلا میں پڑے اور حدیث نے کیفیت ابتلا کی یہ بتلائی۔ پس اب بھی اگر کوئی شیخ و شاب منکر ہو تو یہ صریح اس کی گردن کشی ہے۔

اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور اگر یہ باتیں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین[1]۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب

بقیہ حاشیہ۔ سکتے آپ عام جلسہ میں بمقام لاہور وعدہ کر چکے ہو کہ میں اس بات کی قسم کھاؤں گا کہ موت کا عذاب نہیں تھا۔ اب قسم کھاویں تا خدا تعالیٰ جھوٹے کو واصل جہنم کرے ورنہ یہ سخت بے ایمانی ہوگی کہ قسم کھانے کا عہد کر کے پھر توڑ دیا جاوے اور اگر آپ نے قسم نہ کھائی تو یہی سمجھا جائے گا کہ حضرت [illegible] کے [illegible] تعالیٰ نے آپ میں یہ جوش پیدا کر دیا تھا۔ اور پھر جب قسم کھانے کی کوئی راہ نہ دیکھی تو اندر ہی اندر وہ جوش تحلیل پا گیا۔ اور [illegible] پر ایک [illegible] باقی رہ گئی۔ مگر کیا عجب کہ پھر بھی قسم کھا لو کیونکہ بے ایمان آدمی پاک نوشتوں کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتا۔ اور عیسائی رنگ سے اپنے انجام کو نہیں سوچتا اور یاد رہے کہ اس معاملہ سے عیسائیوں کے کفارہ کی بھی بیخ کنی ہوگئی ہے کہ یونس کی قوم صرف توبہ اور استغفار سے بچ گئی اور یونس تو یہی چاہتا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔ منہ

---

[1] الاعراف : ۹۰

ذلت میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو اُن کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے کہا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیم کے ساتھ اور اسحٰق کے ساتھ اور اسمٰعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد صلعم کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔ لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یحمدک اللہ من عرشہ۔ اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یا عیسیٰ الذی لا یضاع وقتہ اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا قل انی امرت و انا اول المومنین اور تُو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے انت منی و انا منک۔ تُو میری مدد کر اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا۔ و انی مغلوبٌ فانتصر۔

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۷ر اکتوبر ۱۸۹۳ء

(تعداد اشاعت ۲۰۰۰) ریاض ہند امرتسر

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ۱۲ صفحوں پر ہے)

حوالہ نمبر ۱۷ ملفوظات ج:۹ ص:۲۶۸

۲۶۸

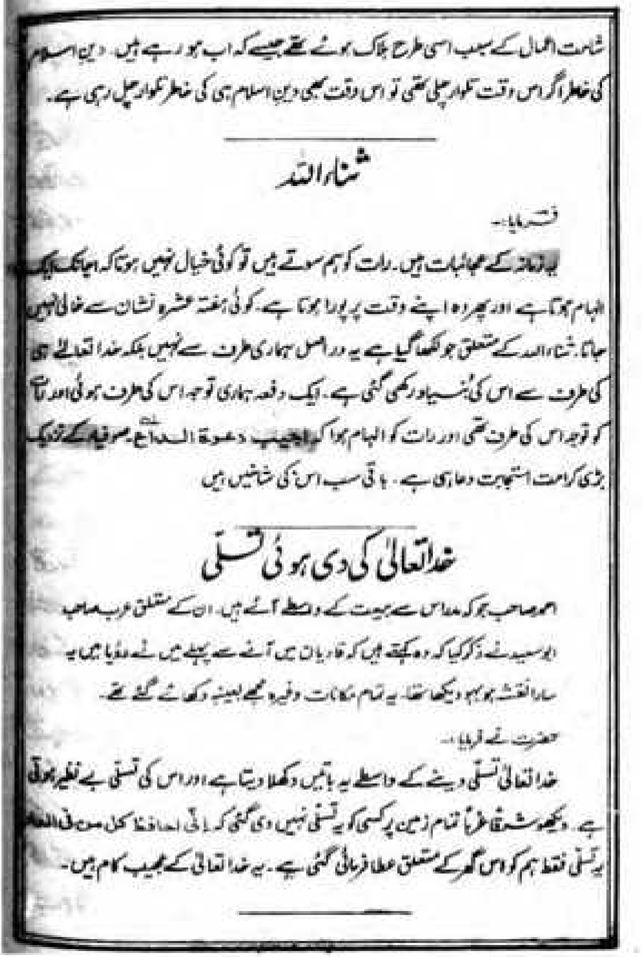

شامت اعمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دین اسلام کی خاطر اگر اس وقت تلوار چلی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی خاطر تلوار چل رہی ہے۔

ثناء اللہ

فرمایا:-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداعؔ۔ صوفیہ کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مدارس سے بیعت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابو سعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں یہ سارا نقشہ ہو بہو دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے بعینہٖ دکھائے گئے تھے۔

حضرت نے فرمایا:-

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو شرقاً غرباً تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ انی احافظ کل من فی الدار یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

اب سمجھنا چاہئے کہ اگرچہ بظاہر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیر دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان ذوالنورین اور جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور [illegible] میں سے تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں پایا جاتا ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف ہو مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئی کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھی اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھی بمد موضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بیشک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش اسی پر مدار نہیں

حوالہ نمبر ۱۴: ازالہ اوہام ص ۱۹۰، روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۹۲

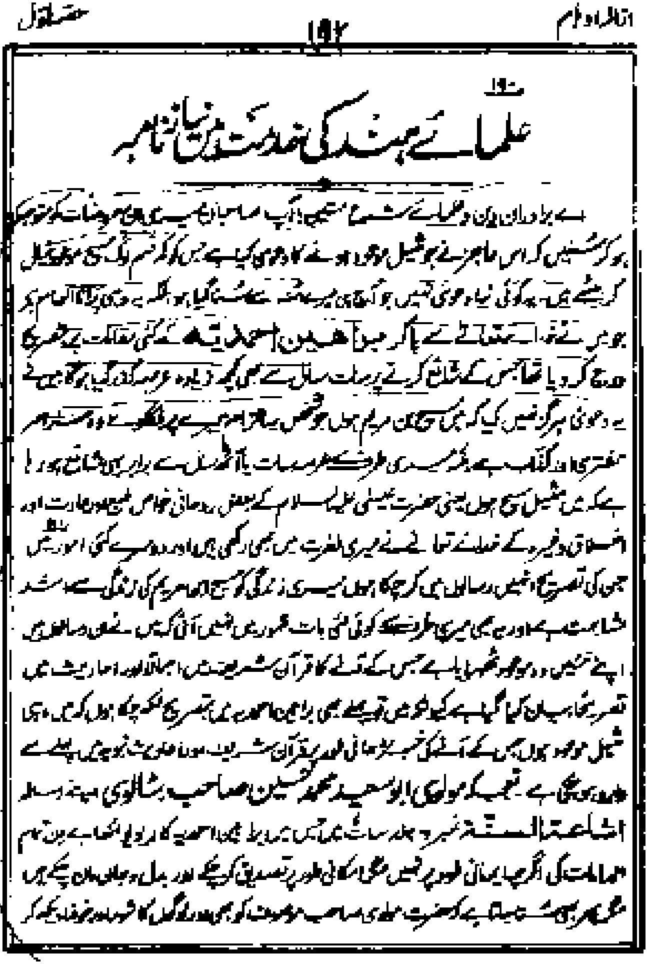

ازالہ اوہام ۱۹۰ حصہ اول

علمائے ہند کی خدمت میں نیازنامہ

اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہو چکی ہے۔ چنانچہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی تعجب ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی لوگوں کا شور و غوغا دیکھ کر

حوالہ نمبر ۲۰ حقیقۃ الوحی ص: ۱۹۳، روحانی خزائن ج: ۲۲ ص: ۲۰۰، ۲۰۱

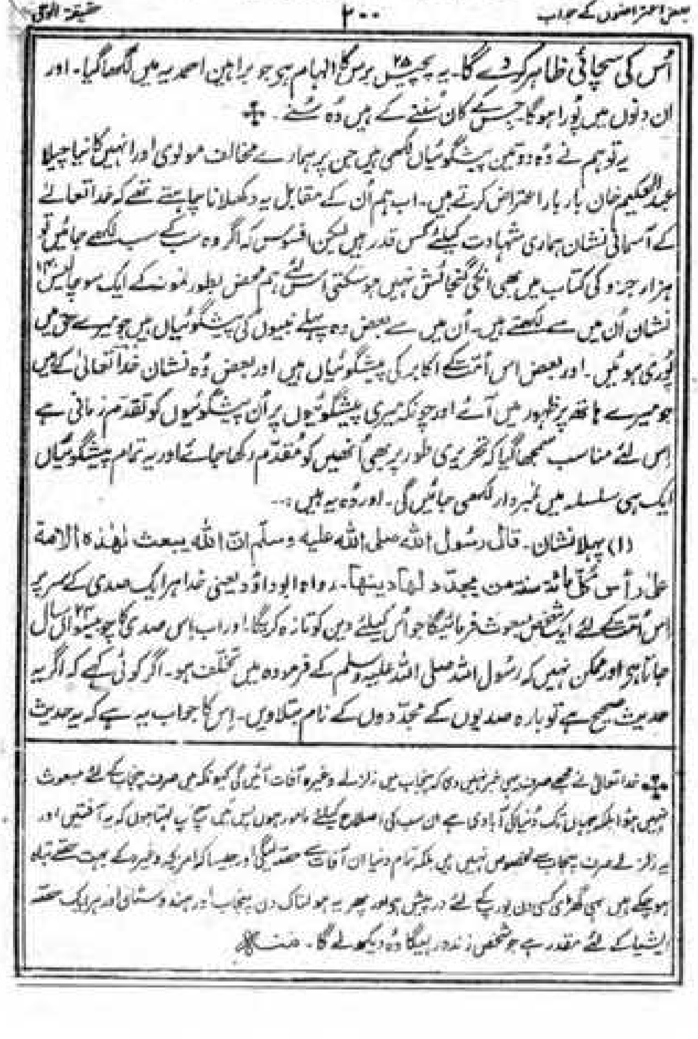

بعض اعتراضوں کے جواب ۲۰۰ حقیقۃ الوحی

اُس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ یہ پچیس ۲۵ برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہوگا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سُنے ☆

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبد الحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس ۱۴۰ نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس اُمت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اس کیلئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اس صدی کا بھی چوبیسواں ۲۴ سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

☆ خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لیگی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بعض حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے در پیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

علماء امت میں مسلّم چلی آئی ہے۔ اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو ردّی کی طرح پھینکا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی پوچھو کہ بعض اکابر محدثین نے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور جو یہ کہا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاص خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر کس قدر یہ بیہودہ بکواس ہے ماسوا اسکے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی سلطنت بھی کسی ملک میں مجدد پیدا ہو گیا ہو اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جو ایک قوم میں نبی گذرے ہیں اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور پھر اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں۔ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور بعض علماء اسلام نے بھی اسی صدی کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی بیس سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر بائیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر اُسی صفائی کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ اس زمانہ میں خدا نے [illegible] رکھی تھی۔

حوالہ نمبر ۲۱ حقیقت النبوۃ ص ۱۹۲ از مرزا محمود

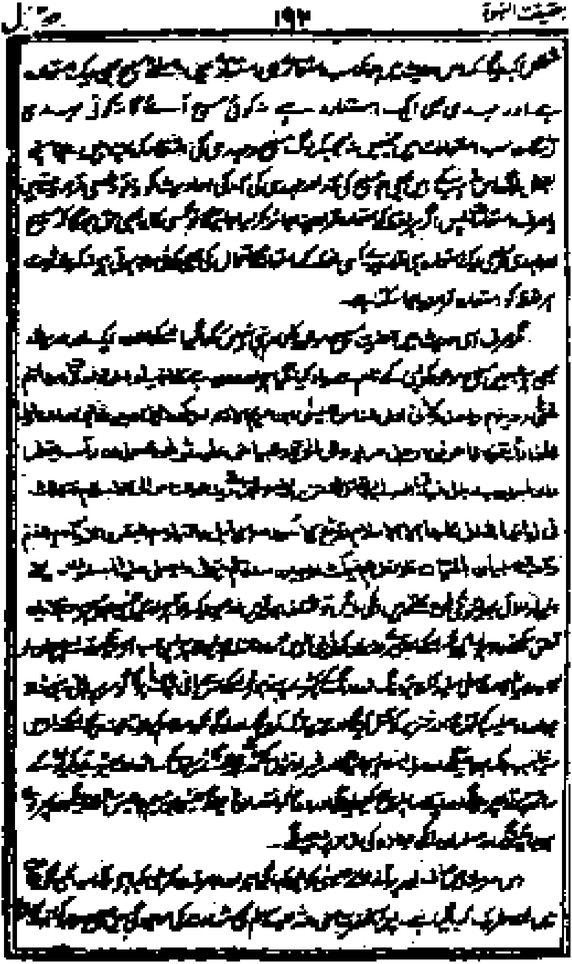

حقیقۃ النبوۃ ۱۹۲ حصہ اول

[illegible]

حوالہ نمبر ۲۲ نشانِ آسمانی ص:۱۴، رُوحانی خزائن ج:۴ ص:۳۷۴

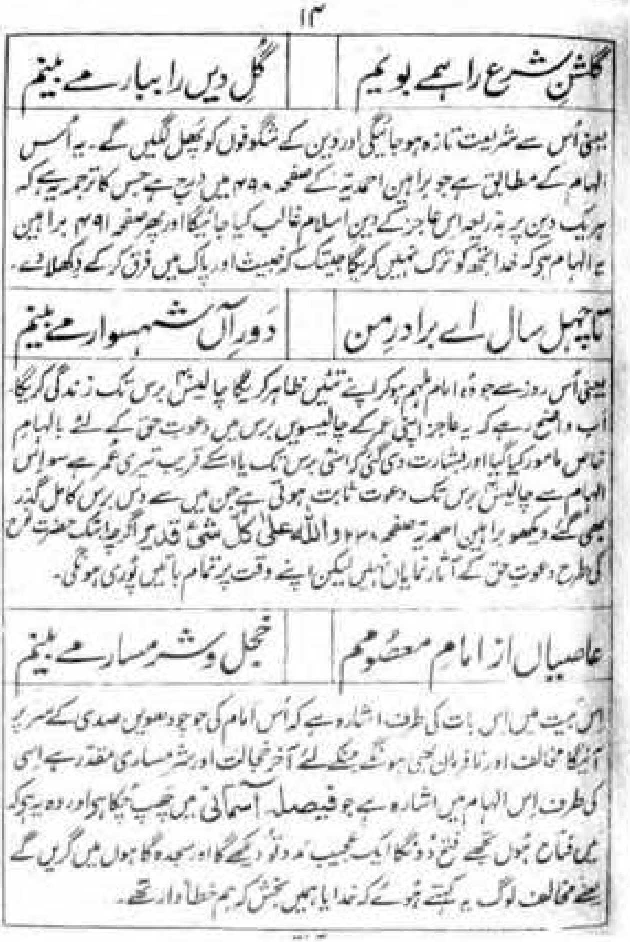

۱۴

گلشنِ شرع را ہمے بویم گُلِ دیں را بہار مے بینم

یعنی اُس سے شریعت تازہ ہو جائیگی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔ یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر یک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین میں الہام ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کریگا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلاوے۔

تا چہل سال اے برادرِ من دَورِ آں شہسوار مے بینم

یعنی اُس روز سے جو وہ امام مُلہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کریگا چالیس برس تک زندگی کریگا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ واللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر اگرچہ اب تک حضرت نوح کی طرح دعوت حق کے آثار نمایاں نہیں لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پوری ہونگی۔

عاصیاں از امامِ معصومم خجل و شرمسار مے بینم

اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس امام کی جو چودھویں صدی کے سر پر آئیگا مخالف اور نافرمان بھی ہونگے لیکن آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے اسی کی طرف اس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں فتاح ہوں تجھے فتح دونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہوں میں گریں گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطاوار تھے۔

حوالہ نمبر ۲۳ ضمیمہ انجام آتھم ص: ۵۳، روحانی خزائن ج:۱۱ ص: ۳۳۷

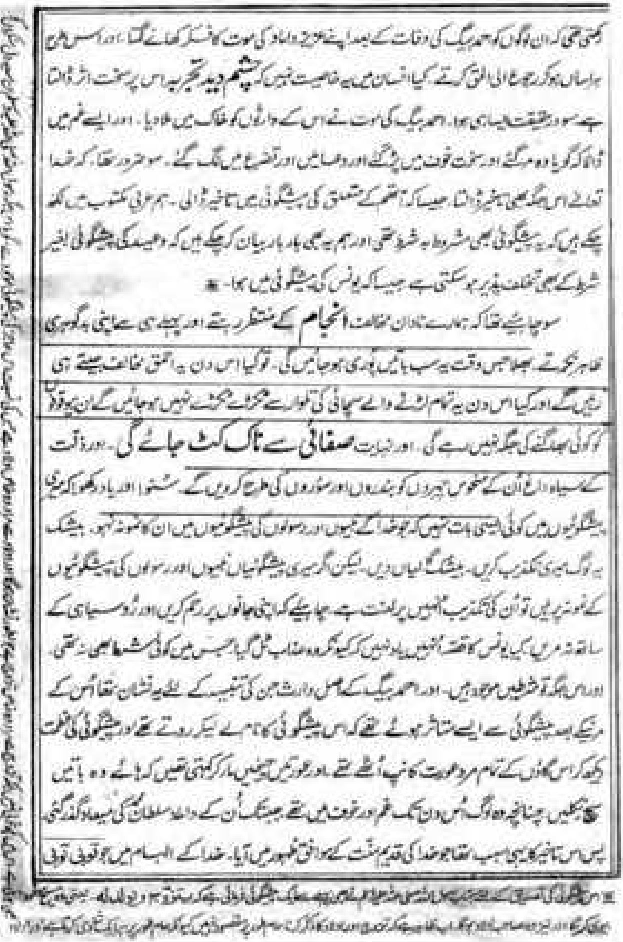

۳۳۷

گئی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگا۔ اور اس طرح ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ چشم دید تجربہ اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈال کر گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ ٭

سو چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔** اور ذلت کے سیاہ داغ اُن کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ سنو! اور یاد رکھو کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہیں۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کو یاد کر کے زار زار روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کانپ اُٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک اُن کے داماد سلطان کی میعاد گذر گئی

پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو تعویق توفی

٭ [illegible]

[illegible]

قادیانی
اور فرضی مظالم کا پروپیگنڈا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

"ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے موقع پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے جنگ لندن کی طرف سے لیا گیا ایک مفصل انٹرویو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔"

(سعید احمد جلال پوری)

جنگ لندن:... مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب! ابھی حال ہی میں مرزا طاہر احمد نے دعویٰ کیا ہے کہ مختلف افراد کی جانب سے مباہلے کے نتیجے میں اسے فتح ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مباہلے کی تاریخی حقیقت کیا ہے؟ اس بارے میں کچھ بتایئے۔

جواب:... سب سے پہلے یہ بات کہنے کی ہے کہ مباہلہ ایک اسلامی اصطلاح ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا اور وہ چھ آدمیوں پر مشتمل تھا، انہوں نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث و مباحثہ کیا اور وہ چند منٹوں میں لاجواب ہوگئے، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

> "اب بھی جو شخص آپ سے حجت کرتا ہے اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے تو آپ کہہ دیجئے آؤ! ہم بلاتے ہیں اپنے بیٹوں کو تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو، تم لاؤ اپنی عورتوں کو ہم لاتے ہیں اپنی عورتوں کو، تم خود آؤ ہم خود آئیں گے، پھر ہم کر اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اور ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں مل کر دعا کریں یا اللہ! ان دو فریقوں میں سے جو فریق جھوٹا ہے اس پر لعنت بھیجئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں، تو عیسائیوں نے کہا کہ ہمیں ایک رات کی مہلت چاہئے، ہم اس پر غور کریں گے۔ ان کے مولوی عبد المسیح نے ان سے کہا کہ جب کسی قوم نے سچے نبی سے مباہلہ کیا تو وہ تباہ ہوگئی، اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ جاکر اس شخص سے کہو کہ ہم جزیہ دیا کریں گے اور تمہاری ماتحتی قبول کریں گے لیکن مباہلہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم مباہلے کے لئے تیار نہیں ہیں، ہم لوگ آپ کو جزیہ دیا کریں گے۔ چنانچہ ان لوگوں کے ساتھ مصالحت خلفائے راشدینؓ کے زمانے تک قائم رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اگر وہ لوگ مباہلے کے لئے آجاتے تو ان کے درختوں پر کوئی پرندہ بھی زندہ نہ بچتا۔" یہ ہے اصل حقیقت مباہلہ کی۔

ایک بات ہمیں سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارے مخاطب مرزا طاہر احمد نہیں بلکہ ہمارا مخاطب تو اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ بھی کبھی کسی نے مباہلہ کیا؟ یا کوئی چیلنج بازی ہوئی؟ جس طرح مرزا طاہر چیلنج کر رہا ہے اس کا دادا بھی کیا کرتا تھا، جواباً علماء بھی اس کو چیلنج کیا کرتے تھے، چنانچہ مرزا غلام احمد

کے دو مباہلے ہمارے علم میں موجود ہیں جن سے مرزا طاہر اور ان کی جماعت والے انکار نہیں کرسکتے۔

مثلاً: مرزا غلام احمد کا ایک مباہلہ مولانا عبدالحق غزنوی کے ساتھ امرتسر کی عیدگاہ کے میدان میں ظہر کے بعد ہوا تھا، دونوں نے آمنے سامنے بددعا کی، مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اصول بیان کیا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو فریق جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مرتا ہے، چنانچہ غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں فوت ہوا اور وبائی ہیضے سے مرا تھا، جس کو وہ خود عذابِ الٰہی قرار دیتا تھا، جبکہ حضرت مولانا عبدالحق غزنوی ۱۲ مئی ۱۹۱۷ء کو دنیا سے رخصت ہوئے، اب اس مباہلے کے نتیجے میں جھوٹے کی ہلاکت کو نہ ماننا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا انکار اور مباہلے کا انکار ہے۔

سوال: اس وقت مباہلے کا چیلنج جاری کرنے کے پیچھے کیا محرکات کارفرما ہوسکتے ہیں؟

جواب:… جون ۱۹۸۸ء میں مرزا طاہر احمد نے ایک مباہلے کا چیلنج جاری کردیا تھا کیونکہ ان کی جماعت میں شدید ترین اختلافات پیدا ہوچکے تھے جو اندر سے ہورہے تھے، ہماری اطلاعات کے مطابق مرزا طاہر احمد کا بھائی مرزا رفیع اپنی الگ جماعت بنانے کی کوشش میں تھا، اس لئے یہ شدید ترین ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ جب حکومتوں کے خلاف عوامی تحریک چلتی ہے تو وہ توجہ ہٹانے کے لئے نیا شوشہ چھوڑ دیتی ہیں جیسا کہ سرحدی جھڑپیں وغیرہ وغیرہ، تو مرزا طاہر احمد نے اپنی جماعت اور ذہن کو پرسکون کرنے کے لئے چیلنج کردیا تھا اور پاکستان کا کوئی شہر ایسا نہیں تھا جہاں سے علمائے کرام نے مرزا طاہر احمد کے مباہلے کے چیلنج کو قبول نہ کیا ہو، خود مجھے تقریباً دو دفعہ مرزا طاہر احمد کے مباہلے کی کال ملی، جس کے جواب میں میں نے لکھا کہ میں مباہلے کے لئے حاضر ہوں اور اپنی طرف سے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کی تاریخ مقرر کرتا ہوں اور ظہر کے بعد مینارِ پاکستان کے میدان میں پہنچ جاؤں گا، لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی لکھا کہ مجھے اس جگہ

اصرار نہیں آپ جس تاریخ، وقت اور جگہ کا انتخاب کریں گے میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ان کا ایک رویہ یہ بھی ہے وہ کہتے ہیں کہ ”تو ہے کون اور تیری قیمت کیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کا مقابلہ کر رہا ہے؟“ تو میں نے جواب لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کو لے آؤ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کو لے آؤں گا اور یہ بھی لکھو کہ سو لاؤں، ایک لاکھ لاؤں یا دس لاکھ آدمیوں کو لاؤں، اس کے جواب میں ان کے سیکریٹری کا جواب تھا کہ تم مباہلے سے گریز کر رہے ہو، میں نے کہا کہ گریز کیسا؟ تو کہنے لگے کہ تم اس کاغذ پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر بھیج دو تو مباہلہ مکمل ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ مباہلہ تو نہ ہوا مذاق ہو گیا، پھر میں نے قرآن کریم، حدیث شریف اور مرزا غلام احمد کی کتابوں سے خصوصی حوالہ جات دیئے کہ مباہلہ کے لئے دونوں فریقوں کا ایک میدان میں آنا ضروری ہے، میں نے یہ بھی لکھا کہ اب بھی اگر تم وقت اور تاریخ مقرر کر کے مباہلے کے میدان میں نہیں آئے اور تکفیر سے باز نہ آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مرو گے۔ اس دن کے بعد اس نے مجھے کبھی دوبارہ مباہلے کا چیلنج نہیں کیا۔ میرے خط کا جواب تک نہیں دیا، اب سات سال کے بعد اس نے دوبارہ مباہلے کا چیلنج کر دیا ہے۔

جنگ چینل:… قادیانیوں کی طرف سے پوری دنیا میں یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں ان پر مظالم ہو رہے ہیں، کیا ان کی فرضی مظلومیت سے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب:… قادیانیوں کی خاص تکنیک ہے، اپنے اوپر ہونے والے فرضی مظالم کا ذکر کرتے رہتے ہیں، اس موضوع پر گو کہ مولانا اللہ وسایا اظہار خیال کر چکے ہیں لیکن یہاں پر ایک اور واقعہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سرگودھا میں مرزائی ایک تھانے میں گئے اور تھانیدار سے کہا کہ ہمارے خلاف یعنی قادیانیوں کے خلاف ایک پرچہ درج کریں، تو تھانیدار نے کہا کہ پرچہ کیسے درج کروں کیونکہ دعویٰ کرنے والا کوئی موجود نہیں؟ تو وہ لوگ کہنے لگے اللہ کے واسطے یہ پرچہ درج کر دیں اس طرح ہمیں سیاسی پناہ مل جائے گی۔ میں پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے پاکستان کے ملازمین کا اگر سروے کرایا جائے تو ان

میں بڑے بڑے عہدوں پر ایک تہائی قادیانی ملیں گے اور ہمارے نوجوان جوتے چٹخاتے پھرتے ہیں اور یہ لوگ مزے کر رہے ہیں۔ ایک تکنیک ان کی یہ بھی ہے کہ جب کوئی قادیانی کسی محکمے میں پہنچتا ہے تو وہ اپنے ماتحتوں کو متاثر کرکے قادیانیت کی طرف مائل کرتا ہے، اگر یہ کسی چھوٹے عہدے پر ہو تو اپنے افسران بالا کے خلاف غلط رپورٹیں اوپر بھیجتا رہتا ہے۔ ایک اور طریقہ ان کا یہ ہے کہ اپنی جماعت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے یہ مولویوں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں، غلام احمد قادیانی بھی یہی کیا کرتا تھا، وہ پوری دنیا کے علماء کے خلاف تھا اور کہتا تھا کہ تمام اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا جارہا ہے، فتوے دیئے جارہے ہیں، صرف حکومت برطانیہ قادیانیوں کو پناہ دیئے ہوئے ہے، اس لئے ہم کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

ہم لوگ برطانیہ میں آباد پاکستانیوں کو خطبات کے ذریعے یہ بتارہے ہیں کہ یہاں پر آپ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت تو قرار نہیں دلواسکتے لیکن ایک کام تو کرسکتے ہو کہ اسلام کے نام پر تمہارے حقوق جو قادیانیوں کو دیئے جارہے ہیں اس کے خلاف کھل کر احتجاج کرو، چنانچہ گلاسگو میں ایسا ہی ہوا، وہاں پر مسلمانوں کے حقوق کے لئے کمیٹی بنائی گئی تھی لیکن اس میں دو قادیانی تھے، تو وہاں پر مسلمانوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے نمائندے نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ غیرمسلم ہیں، جیسا کہ سکھ، ہندو اور عیسائی ہیں، اس بنیاد پر اس کمیٹی سے قادیانیوں کو نکال باہر کیا گیا۔ میرے خیال میں مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی آباد ہیں، ایسے اقدامات کرکے وہ لوگوں کو بتاسکتے ہیں کہ یہ غیرمسلم ہیں۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین کا ایک بہت بڑا گروہ پیدا ہوا تھا، قرآن کریم میں ان کی علامتیں کئی جگہ بتائی گئی ہیں، ان میں ایک علامت ہے جو قادیانیوں پر برابر فٹ بیٹھتی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ: "اگر آپ کو کوئی بھلائی یا خوشی پہنچے تو ان کو بہت بری لگتی ہے اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو خوش ہوتے ہیں۔" آپ مسلمانوں کی پوری تاریخ اٹھاکر دیکھیں جہاں بھی مسلمانوں پر کوئی آفت آئی

قادیانیوں نے خوشی کے شادیانے بجائے، چراغاں کئے، جب بغداد کا سقوط ہوا تو قادیانیوں نے گھی کے چراغ جلائے، اسی طرح جب ترکی پر زوال آیا تو مرزا محمود نے کہا کہ سلطنت کا خلیفہ ہمارا نہیں تھا، یعنی پورا عالم اسلام تلملا رہا تھا اور قادیانی خوشیاں منا رہے تھے، قادیانیوں کے سرکاری اخبار الفضل میں اس زمانے میں ایک بیان شائع ہوا تھا جس میں کہا گیا کہ: "انگریز کو مسیح موعود نے اپنی تلوار کہا ہے اور ہم مسیح موعود کی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔"

شرعی عدالت کے سابق جج مولانا عبدالقدوس صاحب پشاور میں جب پروفیسر تھے تو انہوں نے ایک پروفیسر سے پوچھ لیا کہ کیا آپ قادیانی ہوتے ہیں؟ اس کا چہرہ کھل گیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو مولانا ان سے کہنے لگے کہ تمہارے چہرے پر ایک خاص قسم کی لعنت برس رہی ہے جسے میں محسوس کرتا ہوں۔ تو آدمی کے چہرے سے ہی اس کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ مرزا طاہر کے چہرے سے اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آدمی جھوٹے نبی کا پرچار کرنے والا ہے اور ہر قادیانی کے چہرے پر تحریر درج ہو جاتی ہے جسے ہمارا عبدالرحمن یعقوب باوا بھی پڑھ لیتا ہے، اس کی آواز سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ قادیانی ہے۔

ہم نے مولانا عبدالحق غزنوی صاحب کے مباہلہ کے بارے میں ایک چھوٹا سا رسالہ بعنوان "خدائی عدالت کا فیصلہ، مرزا جھوٹا تھا" چھاپا تو ہمیں قادیانیوں نے ماں بہن کی گالیوں کے خط و فون کئے کیونکہ یہ لوگ دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے قائل نہیں ہیں۔

ایک اور بات آپ کو معلوم ہوگی کہ امریکی شہر سان فرانسسکو میں زلزلہ آیا تو انہوں نے کہہ دیا یہ قادیانیوں کی وجہ سے ہوا ہے، کیونکہ ان کا مزاج ہے کہ دنیا میں رونما ہونے والے واقعات کو اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں، جبکہ ان کے پیشوا مرزا طاہر کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ اس نے اپنے کلام میں لکھا ہے کہ دوستو! تم سے بچھڑ گیا ہوں، دوسری طرف اس کے مرید کہتے ہیں کہ اسے آنا ہے! ہم تم کب ملیں آئیں گے کیا یہ

عذاب نہیں ہے؟

جنگ لندن: مرزا طاہر نے لکھا ہے کہ [illegible] پاکستان میں چونکہ ہمارے خلاف امتیازی سلوک روا رکھا جا رہا ہے اس لئے وہاں عذاب آئے گا، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: مرزا طاہر احمد جو عذاب کی پیش گوئی کر رہا ہے اس سے یہ پوچھنا چاہئے کہ قادیانی کس دن مطمئن رہے تھے [illegible]؟ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ "عذاب [illegible] آئے گا" تو وہ مجھی پر ہنستے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر روز [illegible] وہ ایک نہ ایک کوئی حادثہ ہے واقعات میں مختلف جگہ پر آ رہا ہیں ان کے [illegible] امریکہ میں [illegible]، ان تمام چیزوں کو سامنے رکھنے کے بعد جب مرزا طاہر یہ پیش گوئی کر رہا ہے کہ وہاں عذاب آئے گا اور [illegible] میں یہ کہوں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی جواب نہیں ہے [illegible] مرزا طاہر [illegible] ساری [illegible] میں ایک مہرہ ہے، مجھے یہاں تک اطلاع ملی ہے لندن کے متعلق [illegible] ایک نقشہ تیار کیا ہوا ہے اس نقشے میں رنگ بھرنے کے لئے کراچی میں فسادات کرائے جا رہے ہیں اور منصوبہ [illegible] ان کے سپرد کر دیا گیا ہے، آپ یہ بات نوٹ کر لیں کہ کراچی میں ہزاروں افراد [illegible] ہلاک ہو رہے ہیں لیکن ان لوگوں نے بھی کلمہ افسوس نہیں کہا اور مرزا طاہر نے بھی [illegible] کراچی کے حالات پر ہمدردی!

جنگ لندن: کراچی کے حالات کی خرابی میں کیا قادیانیوں کا ہاتھ ہے؟ اس بارے میں آپ کچھ فرمائیں گے!

جواب: ہماری جماعت ظاہر ہے [illegible] ایک تبلیغی جماعت ہے، ہمارا سیاست میں کوئی دخل نہیں ہے، ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرتے ہیں [illegible] ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، ہم مرزائیت [illegible] کا کام بھی کرتے رہتے ہیں

اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے لیکن ہماری مشکل یہ ہے کہ ہماری حکومت یا ہماری حکومت میں موجود لوگوں نے، کسی حد تک تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیا ہے لیکن ابھی تک وہ لوگ اس کے قائل اور معتقد نہیں ہیں، بلکہ وہ قادیانیوں کو ملک کا مخلص سمجھتے ہیں جبکہ اس بھولے پن کی وجہ سے یہ لوگ سازشوں کا شکار بھی ہو رہے ہیں، میں نہیں جانتا کہ موجودہ بے نظیر حکومت میں کتنے قادیانی موجود ہیں؟ حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات کی ناکامی میں بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے اور یہ کسی قیمت پر بھی خوش نہیں ہوں گے کہ کراچی میں رہنے والے لوگ آپس میں امن و امان سے رہیں اور پورا ملک امن کا گہوارہ بن جائے، کیونکہ پاکستان قادیانیوں کی خواہش کے خلاف بنا ہے۔ مرزا محمود اور دوسرے قادیانیوں کی قبروں پر یہ لکھا ہوا تھا کہ ہماری لاشیں یہاں پر امانتاً ہیں، جوں ہی حالات بہتر ہوں ہماری لاشوں کو قادیان میں دفنایا جائے۔ اب یہ الفاظ ان کی قبروں سے مٹا دیئے گئے ہیں لیکن نظریہ اب بھی وہی ہے کہ ان کے اصل مرکز قادیان کے علاقے کو کھلا علاقہ قرار دے دیا جائے۔ قادیانیوں کی جو تنگی کے کچھ شواہد اور بھی ہیں۔ کراچی کی شاہ فیصل کالونی میں ایک مکان سے فائرنگ ہوئی، تحقیقات پر معلوم ہوا کہ مکان قادیانیوں کا تھا اور فائرنگ کرنے والے بھی قادیانی تھے، اسی طرح ماڈل کالونی میں بھی بہت سے قادیانی جمع ہو گئے ہیں کیونکہ یہ بہت اچھا علاقہ تصور کیا جاتا ہے، وہاں بھی وقفے وقفے سے فائرنگ کے واقعات ہوتے تھے، وہاں پر آباد تمام برادریوں کے بڑوں نے جمع ہو کر سوچا کہ بات کیا ہے کہ ہم لوگ تو آپس میں لڑتے نہیں، لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک شخص جس کے پاس ملک سے باہر جاتے ہوئے مرزا طاہر احمد ٹھہرا تھا وہ اسی گروہ کا سرغنہ قادیانی ہے، اس نے اپنے رضاکاروں کو اسلحہ دے رکھا تھا جو یہ کارروائیاں کرتے تھے۔ اب بھی جب کسی علاقے میں امن و امان ہوتا ہے، وہاں یہ لوگ فائرنگ کرکے غائب ہو جاتے تھے، اسی طرح سنیوں کی مسجد پر اسکوٹر پر دو افراد فائرنگ کر کے بھاگ گئے اور اسی طرح شیعوں کی امام بارگاہ پر فائرنگ کی اور غائب ہو گئے۔ جن لوگوں کو پکڑا گیا ہے وہ قادیانی ہیں، میرا

سوال یہ ہے کہ حکومت نے فائرنگ کے واقعات کی تحقیقات کے دوران اس نہج پر کیوں نہیں سوچا کہ اس گڑبڑ کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے؟ کیونکہ قادیانی کوئی بھی کام غیر منظم طریقے سے نہیں کرتے، یہ لوگ اپنے امیر اور خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، ہمارے پاس اس قسم کے شواہد موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب مرزا طاہر احمد یہ کہتا ہے کہ حالات مزید خراب ہوں گے تو یہ اس کی پلاننگ ہے، ہمارے پاس نہ تو اسلحہ ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی موثر سیاسی طاقت ہی ہے، ہم تو صرف اور صرف قوم کو خطرات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۵ ش:۴۳)

قادیانی شبہات
اور جوابات

قادیانی شبہات

محترم مولوی محمد یوسف صاحب!

آپ کا ۱۹؍ اپریل ۱۹۹۳ء کا طویل مراسلہ مجھے کوئی ایک ہفتہ قبل ملا تھا، اس کے لئے دل سے شکر گزار ہوں۔

آپ کا مراسلہ ۵؍ ربیع الاول مجھے ملا تھا، آپ نے اب بھی بار بار اپنے اسی مراسلے کے حوالے دیئے ہیں، بخدا! مجھے دوسرا مراسلہ نہیں ملا۔

ج:… دوبارہ اس کی نقل بھیج دی ہے، اُمید ہے مل جائے گا۔

۲:… یہ تو میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ کسی پر الزام دھرنے کا کیا ہے، جب دلوں میں کھوٹ ہو، بغض ہو، تعصب ہو، اور یہ بھی ہو کہ اپنے مخالف خیال کی کوئی بات سچی ہی کیوں نہ ہو، اسے ماننا ہی نہیں یا اسے کسی نہ کسی رنگ میں توڑ مروڑ کر ضرور بیان کرنا ہے، تو پھر مجھ جیسے بے علم انسان کے بس کا روگ نہیں کہ کسی "ابوالحکم" سے کوئی بات منوا سکوں۔

ج:… خصوصاً جب "بے علم انسان" کسی "بومسیلمہ" کا شاگرد بھی ہو جائے۔

۳:… خصوصاً اس وقت جب وہ یہ کہے کہ: "جو شخص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی ہو، اس کا جھوٹا ہونا ایسا ہے جو کسی دلیل کا محتاج نہیں، خود اس کا دعویٔ نبوت ہی سو جھوٹ کا ایک جھوٹ ہے۔"

ج:… بجا ہے، اور مدعیٔ نبوت سے دلائل مانگنا عقیدۂ ختمِ نبوت میں شک کے مترادف ہے! اسی لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ مدعیٔ نبوت سے دلائل مانگنے کو کفر قرار

کرتے ہیں۔

۳:... اس بارے میں صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ نے تو حضرت ابنِ عربی اور حضرت قاسم نانوتوی جیسوں کو بھی ایک طرف رکھ دیا جن کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر تشریعی ممکن ہے۔

ج:... ان دونوں بزرگوں کا عقیدہ وہی ہے جو میرا ہے، وہ بھی مدعیٔ نبوت اور اس کے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

۵:... آپ نے اپنے اس طویل مراسلے میں جگہ جگہ الحاد، زندقہ، کفر و تکذیب وغیرہ کے فتوے خوب استعمال کئے ہیں۔

ج:... یہ کل بالکل موقع کے عین مطابق ہیں؟ اگر کوئی بے محل فتویٰ صادر کیا ہو تو اس کی نشاندہی کریں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کفر و الحاد بھی کریں اور آپ کو کافر و ملحد بھی نہ کہا جائے؟

۶:... ہمارے مولوی صاحب! یہ دور جس میں آپ اس قسم کی تکنیک استعمال کرتے ہیں، سائنسی دور ہے۔

ج:... کیا سائنسی دور میں دین اور دینی اصطلاحات نہیں چلتیں؟

۷:... آپ کو عقل سے خود بھی کام لینا پڑے گا اور دوسروں کے سامنے بھی عقل اور دلائل کے ساتھ ہی لب کشائی کرنی پڑے گی۔

ج:... مجھے بتایئے کہ میں نے کون سی بات بے عقلی کی کی؟

۸:... یہ میری قسمت کہ واسطہ ہی آپ جیسی ہستی سے پڑ گیا جو لکھنا تو بہت جانتی ہے (اور شاید بولنا بھی خوب جانتی ہو) مگر "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!" کے مصداق نہ خود سمجھنے کی کوشش کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کے پلے کچھ ڈال سکے۔

ج:... یہی شکایت مجھے اپنے نافہم حریف سے ہے۔

۹:... آپ فرماتے ہیں: "قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہے۔" الحمدللہ!

ج:... "الحمدللہ!" کے بجائے "استغفراللہ" لکھنا تھا کہ آپ نے پہلے عمداً یا سہواً جو غلط الزام لگایا تھا خدا اسے معاف فرمائے۔

۱۰:... آپ نے یہ تو تسلیم فرمالیا کہ بوقتِ نزول حضرت عیسیٰ نبی بھی ہوں گے اور اُمتی بھی، تو یہ بات واضح ہوئی کہ ان کے نزول سے ختمِ نبوت متأثر نہ ہوئی، یہی دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا ہے۔

ج:... آپ کو غلطی ہوئی ہے، ایک ہے کسی نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہونا، یہ تو قرآن میں منصوص ہے، اور ایک آپ کے کسی اُمتی کا نبوت حاصل کرلینا، یہ عقلاً و شرعاً باطل ہے، اور مرزا صاحب اسی باطل کے قائل ہیں۔

۱۱:... یہ بھی خوب ہے کہ اسی کی بنا پر انہیں کافر، زندیق، فاسق، فاجر، ملحد، دجال اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔

ج:... اس لئے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حصولِ نبوت کا دعویٰ کرے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال و کذاب کہا ہے، پس ایسے شخص کے فاسق و فاجر اور ملحد و دجال ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

۱۲:... آپ نے "ازالہ اوہام" صفحہ:۶۸۹ کا حوالہ حسبِ عادت نامکمل پیش فرماکر دیانت کا کچھ اچھا مظاہرہ نہیں کیا، اس فقرہ سے اگلے الفاظ یہ ہیں جو آپ خود چھپا گئے، یا پھر آپ کے پاس مواد ہی اتنا کم اعتماد ہوگا، اور وہ الفاظ یہ ہیں:

"اور بعض صحابی جو اس اجماع کے مخالف قتل ہوئے کسی نے ان کی تکفیر نہیں کی اور نہ ان کا نام ملحد اور ضال اور مکذب کبھی رکھا، پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہمارے نبی صلعم کا جسمانی معراج کا مسئلہ، بلکل مسیح کے جسمانی طور پر آسمان پر چڑھنے اور آسمان سے اترنے کا ہم شکل ہے۔"

ج:... میں نے جس دعویٰ کے لئے "ازالہ" کی عبارت کا حوالہ دیا تھا کیا ان

منقولہ الفاظ سے اس دعویٰ کی تردید ہوتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر شکایت کیوں؟ پس جب معراج جسمانی پر صحابہؓ کا اجماع تھا تو یقیناً حضرت مسیحؑ کے رفعِ جسمانی پر بھی اجماع ہوا۔

۱۳:... حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہمارے نبی صلعم کے جسمانی معراج کی نسبت انکار کرنا درحقیقت اور درپردہ مسیحؑ کے جسمانی رفع اور معراج سے بھی انکار ہے۔

ج:... جیسا کہ باقی سب صحابہؓ کا معراج جسمانی کا اقرار کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و رفعِ جسمانی کا اقرار ہے۔

۱۴:... کیوں جناب! اب بھی آپ میرے اس الزام کی تردید کریں گے کہ آپ جناب مرزا صاحب پر بے ثبوت الزام تراشی کے صرف مرتکب ہی نہیں ہوئے، بلکہ ایسا کرنے کی قسم کھا چکے ہیں، اس حوالے میں دو جگہ آپ الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

ج:... کیا الزام ہوا، ذرا وہ بھی فرمادیا جاتا؟

۱۵:... لیکن پھر بھی حضرت عائشہؓ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ وہ ایک رؤیائے صادقہ تھی، اور کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام نعوذ باللہ عقیدہ ضالہ نہیں رکھا۔

ج:... جی ہاں! ان کو ضالہ و ملحدہ نہیں کہا، مگر اس سے کیا ثابت ہوا؟ اس کی بھی وضاحت ہوجاتی۔

۱۶:... شبِ معراج میں دوسرے انبیاء کے اجسامِ مثالیہ اور حضرت عیسیٰؑ کے جسدِ عنصری کو ہم رنگ و ہم شکل قرار دے کر خود ہی ثابت کر رہے ہیں کہ ان سب کی ہیئت اور کیفیت ایک سی تھی، لہٰذا یا تو وہ سب وفات شدہ تھے یا سب زندہ تھے، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظارہ میں کہیں بھی حضرت عیسیٰؑ کی الگ اور منفرد کیفیت بیان نہیں فرمائی۔

ج:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو متواتر احادیث میں ان کی منفرد کیفیت بیان فرما چکے ہیں۔

۱۷:... باقی آپ نے میدانِ حشر کی بھی مثال غلط دی ہے، میدانِ حشر میں تو صرف مرنے والے ہی جمع ہوسکتے ہیں نہ کہ زندہ انسان؟

ج:... میں نے اولین و آخرین کی جو تقسیم کی تھی اس میں آپ کا جواب موجود ہے۔

۱۸:... جیسا کہ آپ بتاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بجسدِ عنصری شبِ معراج میں اسی طرح موجود تھے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضور سرورِ کائنات کے معراج میں حضرت عیسیٰ بھی برابر کے شریک تھے؟

ج:... بندۂ خدا! آسمان پر ہونے سے معراج میں شرکت کیسے لازم آگئی؟ کیا آسمان کے بے شمار فرشتے بھی شریکِ معراج قرار پائیں گے؟

۱۹:... اس لحاظ سے تو اُمتِ مسلمہ کو حضرت عیسیٰ کا معراج بھی تسلیم کرلینا چاہئے۔

ج:... منکر کون ہے؟ ان کی معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ صدی پہلے ہوچکی تھی۔

۲۰:... سچ ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

ج:... سچ جھوٹ کے فرق کو سمجھنے کے لئے دل کی بینائی شرط ہے، اور وہ بدقسمتی سے نصیبِ اعدا ہے۔

۲۱:... ظاہر ہے یہ دو معراجوں والا عقیدہ اہلِ اسلام کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتا۔

ج:... کون سے اہلِ اسلام؟ بحمداللہ! سب مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور قربِ قیامت میں نازل ہوں گے۔

۲۲:... آپ خود ہی فرماتے ہیں: ”مثلاً کسی صاحبِ کشف کو میدانِ محشر کا نقشہ منکشف ہوجائے اور وہ دیکھے کہ تمام اولین و آخرین وہاں جمع ہیں تو اس پر کیا یہ لازم آئے گا کہ اب دنیا میں کوئی انسان زندہ نہیں، سب میدانِ محشر میں پہنچ چکے ہیں؟“ میں حیران ہوں کہ یہ سوال آپ نے مجھ سے کیا ہے یا کسی نے آپ سے؟ چلئے یوں کہئے کہ اپنے اسی سوال کو بار بار پڑھئے اور گریبان میں جھانک کر بتائیے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی تھا یا کہ روحانی؟

ج:... ذرا میری تحریر ایک بار پھر پڑھئے، اور غور کیجئے کہ میں نے یہ بات کس

ناظر میں کی ہے؟ میں نے یہ بات کی ہی اس تقدیر پر ہے جبکہ معراج جسمانی نہ ہو، بلکہ اسے کشفی وروحانی فرض کیا جائے۔

۲۳:... نہ جانے یہ کیسے عالم صاحب ہیں کہ جب جی چاہے کسی سیدھی بات کو اُلٹا کردیں، اور جب جی چاہے اُلٹی بات کو سیدھا کر دکھائیں۔

ج:... لیکن سیدھی بات کو اُلٹا سمجھنا بھی قادیانیت کا خاص امتیاز ہے۔

۲۴:... اسی صفحے کے آخر میں جو تین حوالے آپ نے دیئے ہیں، ان کے متعلق اصولی بات عرض کرتا ہوں۔

ج:... یہ اصولی باتیں تو جناب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں تراشنے کی زحمت کیوں فرمائی؟

۲۵:... ہم کب کہتے ہیں کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوں گے؟

ج:... "فوت نہیں ہوں گے" مستقبل کا صیغہ ہے، "وفات پاچکے" ماضی کا، ذرا سوچئے آپ اتنے بدحواس کیوں ہورہے ہیں کہ ماضی، مستقبل کی تمیز بھی اُٹھ گئی؟

۲۶:... ہمارا عقیدہ تو واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پاچکے اور اب آخری زمانہ میں جو شخص بھی عیسیٰ کے نام اور ان کی خو بو پر آئے گا یا آچکا ہے وہ بھی وفات پائے گا یا پاچکا ہے۔

ج:... یہ خو بو کہاں لکھی ہے؟ اور کیا ہوتی ہے؟ کچھ تشریح فرمادی جائے گی؟

۲۷:... یہ حدیث تو اس عقیدۂ اسلامی کی واضح مخالف ہے۔

ج:... یعنی آپ کا دماغ عقیدۂ اسلامی کا مخالف نہیں، حدیث مخالف ہے! نعوذ باللہ!

۲۸:... یہاں "نزول" کے لفظ سے "آسمان سے جسدِ عنصری اُترنا" کیونکر مراد لیا جائے؟ قرآن تو صریحاً اس خیال کی نفی کرتا ہے: "یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً" (اعراف ۲۷/۳)، "وانزلنا الحدید فیہ بأس" (حدید ۲۶/۳) ذرا غور کی

بتادیجئے کہ آپ نے کبھی نبی اور رسول آسمان سے اترتے یا گرتے دیکھے ہیں؟ کسی اور نے ہی دیکھا ہو تو براہِ کرم اس عاجز کو اس کے پتہ سے مطلع فرمائیے۔

ج:... اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ کوئی چیز آسمان سے اتری ہی نہیں؟

۲۹:... جس حدیث "وفیہا عہد الٰی ربی ... فیہلکہ اللہ" کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا اسی طرح ذکر ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔

ج:... جھوٹ پہ جھوٹ! قرآن کریم کی کس آیت میں ہے؟ ذرا نشاندہی فرمائیں۔

۳۰:... ارشادِ الٰہی ہے: "ھو الذی بعث فی الامیین رسولا .... وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" (قرآن ۳/۶۲) آخرین میں قید وقت و زمانہ موجود نہیں، گویا حضور کی ایک بعثت تو اولین میں ہوئی اور دوسری بعثت آخری زمانے کے انسانوں میں ہوگی۔

ج:... یعنی، نعوذ باللہ... غلام احمد "محمد رسول اللہ" ہے، شرم! شرم!!

۳۱:... گویا مسیح موعود کی بعثت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت قرار دیا گیا۔

ج:... لاحول ولا قوۃ الا باللہ! بریں عقل و دانش بباید گریست۔

۳۲:... "ازالہ اوہام" صفحہ:۱۴۹ کا حوالہ بھی آپ نے نامکمل دیا ہے۔

ج:... تکمیل حوالہ کے بعد منقول کے مفہوم میں کیا تغیر ہوا؟ اس کی وضاحت کردیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۳۳:... تعطّل کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھا ہو۔

ج:... یعنی مرزا صاحب کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امتِ مسلمہ کو جہالت اور گمراہی میں رکھنا چاہتا ہے، نعوذ باللہ!

۴ س:… جواب ہے کہ حضرت مرزا صاحب یہاں جو فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر غیب کی خبروں کو اجمالی واضح طور پر اور پوری تفصیل کے ساتھ منکشف فرمائے۔

ج:… اس پر مجھے اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ان امور سے بے خبر رہ گئے، اور مرزا صاحب کو باخبر؟ کچھ تو شرم چاہئے!

۵ س:… بہرحال یہ تھیں حوالہ جات پیش کرکے آپ نے اپنے موجودہ خط میں دیگر مولوی صاحبان کی تقلید میں حضرت مرزا صاحب پر ”آنحضرت صلعم کے چشم دید مشاہدہ کو جھٹلانے“ کے الزامات عائد کئے۔

ج:… حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مشاہدہ بیان فرما رہے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام سے جو گفتگو ہوئی اس کو نقل فرما رہے ہیں، اور وہ اپنے آنے کے بارے میں ”عہد ربی“ کا حوالہ دے رہے ہیں، مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہی نہ تھے کہ مسیح کی حقیقت کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر جحود (انکار) اور تکذیب کیا ہوگی؟ انصاف فرمایئے اگر آپ کے ساتھ کوئی شخص ایسا برتاؤ کرے تو آپ ایسے موذی شخص کو کیا سمجھیں گے؟

۶ س:… آپ کی ان چابک دستیوں نے تو اب مجھے یقین دلا دیا ہے کہ یہ سب کچھ آپ بھول چوک سے اور سہواً نہیں کرتے، بلکہ دیدہ و دانستہ کرتے ہیں۔

ج:… الحمدللہ! خوب فہم و بصیرت کے ساتھ، جو کہتا ہوں دلیل اور سند کے ساتھ کہتا ہوں۔

۷ س:… اور یہ ہونا ضروری بھی تھا، ورنہ حضور خیر الانام سرورِ کائنات کی پیش گوئیاں کیونکر پوری ہوتیں، مثلاً یہ کہ: میری امت کے علماء آخری زمانہ میں آسمان کے سب سے بدتر مخلوق ہوں گے۔

ج:… جی ہاں! بالکل صحیح فرمایا، مرزا غلام احمد صاحب جو امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور ختم نبوت کا تاج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے ناہموار سر پر سجانے

کی ناپاک کوشش بھی کرتے ہیں، ان سے بدتر کوئی مخلوق ہوسکتی ہے؟

۳۸:... پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی تو اپنے ایک پچھلے مراسلے میں پیش کر چکا ہوں:

"من الاحبار والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل۔"

ج:... جیسا کہ مرزا نے لوگوں کا دین بھی برباد کیا، اور ان کی دنیا بھی لوٹی۔

۳۹:... ائمہ سلف نے تو چودھویں صدی ہجری کا بالاتفاق ظہورِ مہدی و مسیح موعود کے لئے تعین بھی کردیا تھا، جسے آپ جانتے تو ہیں لیکن محض ایک شخصی عداوت کی خاطر کسی راوی کو کذاب ٹھہرادیتے ہیں، کسی مفسر کا سرے سے پتہ ہی کاٹ جاتے ہیں۔

ج:... سفید جھوٹ! کوئی تو حوالہ پیش کیجئے اور کسی کا نام تو لیجئے!

۴۰:... مگر جب اسی مفسر یا راوی کی کوئی بات آپ کے مسلک کی مؤید نظر آتی ہے تو آپ اسے پیش کرنے سے بھی نہیں چوکتے، سمجھ نہیں آتی یہ تکنیک آپ کو کہاں لے جائے گی؟

ج:... یہ قادیانیوں کا وطیرہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

۴۱:... اگر آپ نے ٹھانی ہوئی ہے کہ آپ حضرات ان سب پیش گوئیوں کو جب تک ظاہری طور پر پورا ہوتے نہیں دیکھیں گے، تب تک نہیں مانیں گے۔

ج:... پوری ہوں تو مانیں! ان شاء اللہ قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر یہ پوری ہوں گی اور ہم مانیں گے۔

۴۲:... جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی پہلے والے جسمِ عنصری کے ساتھ آسمان سے اترتے نہیں دیکھیں گے، تب تک آپ یونہی دنیا کا منہ چڑاتے رہیں گے تو یقین فرمایئے کہ ایسا مسعود ظہورِ مہدی کا وقت کبھی نہیں آنے کا۔

ج:... چشمِ ما روشن، دلِ ما شاد! کیا ہم... نعوذ باللہ... غلام احمد قادیانی جیسے مراقی، مخبوط، احمق اور مغرور کو مہدی و مسیح مان لیں؟ اور دنیا جہان کے جھوٹے کو مسندِ نبوت پر بٹھا دیں؟

۴۳:... آپ بعینہٖ اسی طرح کر رہے ہیں جیسے اُمتِ موسویہ نے کیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ماننے سے انکار کیا صرف یہی نہیں بلکہ ان کے دعویٰ کا مذاق اُڑایا گیا۔

ج:… یا جس طرح مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ طیبات کا مذاق اڑایا، گویا یہودیوں کے بھی کان کتر دیئے۔

۴۴:… حضرت عیسیٰ کو طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں، حتیٰ کہ انہیں تختۂ دار پر بھی لا کھڑا کیا گیا۔

ج:… جھوٹ! سفید جھوٹ! اور صاف صاف آیتِ قرآنی "وَمَا صَلَبُوْهُ" کا انکار ہے۔

۴۵:… میں تو سمجھتا ہوں کہ قرآن الحکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان جو کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے، محض اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق آپ حضرات نے لازماً پیدا ہونا تھا اور مثیلِ مسیح کا تعین اسی طرح ضروری بھی ہوتا تھا۔

ج:… نہیں! بلکہ محض اس لئے کہ غلام احمد کی تکذیب اور ان کے ماننے والوں کی حماقت کا بار بار اعلان ہو، سوال یہ ہے کہ "مثیلِ مسیح" کس آیت یا حدیث میں لکھا ہے!؟

۴۶:… یہ تو خیر ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایۂ عاطفت تھا، ورنہ انہیں بھی تختۂ دار پر چڑھا ہی دیا جاتا۔

ج:… حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، بلکہ انگریز کا "سایۂ عاطفت" تھا، جیسا کہ مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے۔

۴۷:… کیوں میرے عزیز مولوی صاحب! اُمتِ موسویہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا مان لیا تھا؟

ج:… جیسا کہ آپ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سچا مان لیا ہے!؟

۴۸:… مزہ یہ کہ وہ اب تک ایک موہوم مسیح کی آمد کے انتظار میں دیوانگی سے ٹک ٹک کر رہے ہیں اور اس کی آمد کی دعائیں مانگتے ہیں، صرف اس لئے کہ انہوں نے بھی علامات اور پیش گوئیوں کو ظاہری رنگ میں پورا ہوتا دیکھنے کی تمنا کی ہوئی تھی۔

ج:... یہ کس آیت اور حدیث میں لکھا ہے؟

۹ ق:... تعجب آپ کو بھی معلوم ہے کہ جو دوام و دیانت سے مختلف کر رہا تھا وہ دکھاؤ، اگر قمر ذلت میں گر گئے تو آپ کی بات سے بھی کوئی سبق نہیں لینا چاہئے، حیرت ہے!

ج:... عجیب منطق ہے کہ جب مرزا پر مسیح علیہ السلام کی کوئی علامت اور کوئی نشانی بھی صادق نہیں آئی تو قادیانی دوست خود شرمانے کے بجائے دوسروں کو الزام دیتا ہے۔

۱۰ ق:... حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ: "کسی مہدی کے زمانے میں کسوف و خسوف نہیں ہوا"۔

ج:... مگر آپ نے تو یہی دعویٰ کیا تھا، ذرا اپنی تحریر دیکھئے۔ بہرحال شکر ہے ایک بات تو عقل میں آئی!

۱۱ ق:... بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ جو پیش گوئی دارقطنی "ان لمہدینا آیتین" کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو گرہن کی راتوں میں پہلی رات کو یعنی ۱۳ تاریخ اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ کو گرہن لگے گا، تو اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے خدا نے زمین اور آسمان پیدا کئے، یہ نشان کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے، اور یہ نشان صرف ہمارے ہی مہدی کی صداقت کے لئے مخصوص ہیں۔

ج:... میں بتا چکا ہوں کہ ایسے گرہن کا رمضان میں اجتماع ساٹھ مرتبہ ہو چکا تھا، پھر مہدی کی تخصیص کیا ہوئی؟

۱۲ ق:... حضرت مرزا صاحب کی عبارت پیش کرتے ہوئے ایک بار پھر آپ نے اخلاق اور دیانت سے کام نہیں لیا، حالانکہ اس عبارت سے کچھ پہلے حضرت صاحب نے صاف الفاظ میں مذکورہ بالا حدیث کا متن اور ترجمہ تحریر فرمایا ہے، اور پھر لکھا ہے کہ:

"ان تاریخوں میں کسوف و خسوف رمضان میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا، صرف مہدی معہود کے لئے اتفاق ہوگا۔"

ق:... مرزا جی کے اس دعویٰ کی کوئی دلیل بھی ہے؟ ورنہ یہ تو سینہ زوری [illegible] کا ہو گیا؟

م:... کئی الفاظ آپ دیدہ و دانستہ حذف کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ میں تحریف و تکذیب سے کام لیا تو آپ کا جواب خود بخود لغو اور بے معنی اور غیر متعلق ہو گیا۔

ق:... کیسے؟ میں تو کتاب کا حوالہ دیتا ہوں اور اسلاف امت اور اکابر اسلام کی تحقیق پیش کرتا ہوں، مگر آپ ہیں کہ صرف اور صرف مرزا صاحب کی اندھی تقلید کو قرآن و سنت اور اکابر امت کی تصریحات کے مقابلہ میں منوانے کی ناکام کوشش و سعی میں سر کھپا رہے ہیں۔

م:... کیونکہ آپ یا آپ کے علماء بعثت تا قیامت کسی مدعی نبوت کو پیش نہیں کر سکے جنہوں نے حدیث شریف کے مطابق چاند گرہن کی پہلی تاریخ اور سورج گرہن کی درمیانی تاریخ میں دونوں گرہن لگتے دیکھے ہوں۔

ق:... عقل سے تھوڑی دیر کے لئے کام لے لینے میں کیا حرج ہے؟ دیکھئے! کسوف و خسوف بھی موجود، اور مدعی نبوت بھی موجود، اور یہ دونوں تاریخی صداقتیں ہیں، فرمائیے! مدعی نے کسوفین کو کیوں نہ دیکھا؟

م:... یہ بھی آپ کی حمیت و غیرت کو ایک چیلنج ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ ایسے گرہن سوائے ہمارے مہدی کے زمانے کے کبھی دنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے، اور آپ ہیں کہ اپنے ہاں سے ہی چودہ ایسے کسوف و خسوف کے حوالے دیئے چلے جا رہے ہیں، کیا اب بھی آپ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ کیونکہ آپ نے تو منشائے پیش گوئی کے برخلاف ہی ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے جس سے اسے نشان ٹھہرانا ہی غلط ہو گیا ہے۔

ق:... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کب ہے؟ جھوٹ کسی وقت تو چھوڑ

دیکھا جاتا ہے؟

س:۵۶ ... جب بھی آپ نے ہمیں دعوت دی ہے، ہم نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپ کی ہدایت کے لئے دعائیں کی ہیں۔

ج: مگر بے ایمانوں اور کافروں کی پکار تو کوئی قابل قبول نہیں، سنئے کہ: "وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ" (اور نہیں دعا کافروں کی مگر بھٹکنا)۔

س:۵۷ ... احمدی مسلک میں یہ بات ہی نہیں کہ کفر کے فتوے دیں۔

ج: جی ہاں! کافر بنایا یا بتایا بھی کوئی بات ہے؟ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر پوری امت مسلمہ کو کافر بنا دیا، یہ آپ کی کس بات کا شاخسانہ ہے؟

س:۵۸ ... آپ ہمیں جو چاہے کہہ لیں، چودہ سو سال کے بعد ہمیں [illegible] جھڑپوں میں ہی اس قدر آپ خود ہی تنگ ہو جاتے ہیں۔

ج: جی ہاں! آپ جیسوں کے لئے فرمایا گیا: "أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ" (کیا نہیں دیکھتے وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں ایک بار یا دو بار، پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں)۔

س:۵۹ ... ہمیں خوب معلوم ہے، ہماری یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جا رہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان حقیر قربانیوں کی بڑی برکت دے رہا ہے جس کا [illegible] ہے۔

ج: جی ہاں! آپ کی خوش فہمی ہے۔

س:۶۰ ... مجھے بتائیے کیا آنحضرت کی یہی تعلیم تھی کہ فرقوں اور مناظروں کا الجھاؤ، غیر ضروری مسائل پر لڑائی، کسی کے دین پر حملے، [illegible] اور مخالفین کا [illegible] اس (بقول آپ کے "ملاؤں") کے روز مرہ کے مشاغل ہیں۔

ج: اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آپ مسلمانوں کو کافر اور کافروں کو مسلمان کہتے ہیں۔

س:۶۱ کتنی عجیب بات ہے کہ [illegible] آزاد [illegible]

کے تحریر کردہ خیالات کی کوئی تصحیح یا تنقیح نہیں آپ کی جانب سے!

ج:… جی نہیں! قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے ارشادات پیش کرکے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت اور انہیں قادیانی دجل و فریب سے بچانا ہمارا مقصد ہے، اور بحمداللہ ہم اس میں کامیاب ہیں۔

س۲۲:… آپ کا یہی کارنامہ کیا کم ہے کہ صرف چودہ پندرہ روز کی رسم چھوڑنے کے بعد چشم زدن میں ہی دنیا بھر کے ایک ایک کروڑ کلمہ گویوں کو کافر قرار دلوادیا؟

ج:… جی نہیں! مسلمانوں کو نہیں بلکہ کافروں کو کافر کہلوا کر کفر و اسلام کے حدود کا تحفظ کیا۔

س۲۳:… مجھے یہ کہنے کا حق دیجئے کہ آپ کی اس طویل مراسلت نے مجھ پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈالا۔

ج:… میں کیا؟ ازلی بدبختوں کو تو خدا کا نبی بھی متأثر نہ کرسکا، چنانچہ فرمادیا گیا: "انک لا تهدی من احببت" (بے شک آپ نہیں ہدایت دے سکتے ان کو جن کو ہدایت دینا چاہتے ہیں)۔

س۲۴:… ظاہر ہے کہ میں نہ تو ذہنی متعصب ہوں اور نہ ہی کج رو اور ضدی، ورنہ میں احمدیت کی جانب اس طرح کھنچ کر کیوں آتا؟

ج:… جی ہاں! مسخ فطرت کی وجہ سے آپ قادیانیت کے مزعومہ دجل میں آگئے۔

س۲۵:… اس کی وجہ یہی ہے کہ میں حقیقت کو پانا چاہتا تھا سو الحمدللہ کامیاب ہوا۔

ج:… بے شک! مگر افسوس کہ سراب کو حقیقت سمجھ لیا۔

س۲۶:… آپ کو تو احمدیوں کی ہر نیک بات بھی منافقانہ لگتی ہے۔

ج:… جیسی چیز ہوگی ویسی نظر بھی آئے گی، اگر کوئی شخص ایمان و کفر کے درمیان امتیاز نہیں کرسکتا تو "وما انت بهادی العمی" کا مصداق ہے۔

س۲۷:… قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔

ج:... حفاظت کا یہ مطلب لیا جاتا تو غلام احمد جیسے لوگ اسے مسخ ہی کر دیتے۔

س۹۸:... یعنی آپ یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ اس کی حفاظت اگر کوئی کر سکتا ہے تو مولوی یا عالم اور کوئی نہیں۔

ج:... جی ہاں! عالمِ اسباب میں مولوی اور عالم ہی اس کی حفاظت کرتے آرہے ہیں، والحمدللہ۔

س۹۹:... آج مسلمانوں کی نئی پود ایٹمک AGE میں سے گزر رہی ہے، دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کا طریقِ تبلیغ ایسا فرسودہ نہیں جو آپ نے اپنایا ہوا ہے، بلکہ آج کی پود اور تعلیم یافتہ افراد سائنسی تکنیک سے قرآن و حدیث کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

ج:... مرد کا عورت بن جانا، حاملہ ہونا اور زچہ ہونا، پھر اس کے شکم سے بچہ پیدا ہوکر خود اسی عورت کا بچہ بن جانا، پھر اس بچے کا لمبی داڑھی مونچھوں والا بننا، یہ ساری چیزیں تو ماشاء اللہ! سائنٹفک ہیں...!

س۱۰۰:... آپ ہیں کہ اس پُرتحقیق دور میں بھی بعید از عقل قرآنی بیان دے رہے ہیں کہ ایک انسان جو اس دنیا میں نبی بن کر آیا، وہ دو ہزار برس سے اللہ تعالیٰ کے اپنے گھٹنے کے ساتھ لگ کر بیٹھا ہے۔

ج:... لعنۃ اللہ علی الکاذب! یہ بھی کسی قادیانی قرآن و حدیث میں ہوگا، ورنہ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے اپنے گھٹنے کے ساتھ لگ کر بیٹھے ہیں۔

س۱۰۱:... ایسی باتوں سے دشمن سمجھتے کہ وہ پود یا تو دینِ اسلام سے متنفر ہو جائے گی یا پھر عیسائی ہو جائے گی۔

ج:... اور قادیانیت خود بھی تو اسلام سے متنفر کرنے کی ایک صورت ہے!

س۱۰۲:... خدارا اپنے دل پر رحم کھائیے، اپنے بال بچوں کی بھی اسی طرح تربیت نہ کیجئے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد نہیں کہیں کہ ہمارے ابا جی لایعنی سی باتیں کرتے ہیں۔

ج:... الحمدللہ! جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی، ان کو اسلام کے قطعیات پر ہنسنے کی ضرورت نہیں، اور جن کی شکلوں کے ساتھ عقلیں بھی مسخ ہوگئی ہوں، ان کا کام ہی تعلیماتِ نبوت پر ہنسنا ہے۔

س:... آپ نے بڑے طویل مراسلے میں جتنی لاحاصل باتیں تھیں، وہ لکھ ماری ہیں، لاحاصل اس لئے کہتا ہوں کہ آپ نے صفحے تو بہت کالے کئے مگر مطلب کی بات پہ نہ آئے۔

ج:... جی ہاں! آپ کے مطلب کی کوئی چیز تو تم نہ ملے گی، بحولِ اللہ وقوتہٖ!

س:... مثال کے طور پر یہ کہ اوّل تو حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور ان کے آسمان پر بیٹھے ہونے کے دلائل قرآنی تو آپ نے بھی نہیں دیئے۔

ج:... بات تو میرے قرآنی دلائل ہی سے شروع ہوئی تھی، خیر سے اسی کا انکار شروع ہوگیا۔

س:... جو شخص آپ کی کوتاہ نظری میں کذاب ہے، مفتری ہے، زندیق ہے، آپ کی طرح اس وقت کے علمائے زمانہ نے بہت شور مچایا، بہت سے فتوے دیئے، لیکن آج آپ کے سامنے ہے کہ کسی ایک نے بھی اس کی نظیر پیش نہیں کی اور نہ اب کوئی کرسکتا ہے۔

ج:... نظیریں تو پیش کی گئی تھیں، مگر چشم بندی کی وجہ سے آپ حضرات کو نظر نہیں آئیں۔

س:... مجھے معلوم ہے آپ بھی حضرت مرزا صاحب کو تا قیامت مفتری ثابت نہ کرسکیں گے۔

ج:... مرزا صاحب ان شاء اللہ! بتحریرِ خود، باقرارِ خود مفتری ثابت ہوتے ہیں۔

س:... علامہ عبدالعزیز لکھتے ہیں: "قد ادعی بعض الکذابین النبوۃ کمسیلمۃ الیمامی والاسود العنسی وسجاح الکاہنۃ فقتل بعضهم وبالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ الا ایاما معدودۃ۔"

(نبراس مطبوعہ میرٹھ ص:۴۴۴)

ج:… قوله: "الّا ایامًا معدودة" اقول کما وقع فی عصرنا للمتنبّی القادیانی المخذول، فانه قد ادعی النبوة صراحًا وجهارًا ۱۹۰۱ المیلادیة کما صرح به نجله المرزا محمود احمد فی حقیقة النبوة ج:۱ ص:۱۲۱] وقد هلک فی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ المیلادیة، فلم یمهله الله الّا ایامًا قلیلة۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ!

س۸:… حضرت امام ابن القیم تحریر فرماتے ہیں: "نحن لا ننکر ان کثیرًا من الکذابین قام فی الوجود وظهرت له شوکة ولکن لم یتم له امره ولم تطل مدته بل سلط علیه رسله واتباعهم فمحقوا اثره وقطعوا دابره واستأصلوا شأفته هذه سنة فی عباده منذ قامت الدنیا والی ان یرث الارض ومن علیها۔" (زاد المعاد جلد اوّل صفحہ:۵۰۰) یعنی جھوٹے مدعی اپنے مقصد کو نہ پا سکے اور نہ ہی ان کی مدت لمبی ہوئی، وغیرہ۔ "لمبی مدت" کی تشریح اسی جگہ ثلث وعشرین سنة (۲۳ سال) کے الفاظ میں موجود ہے۔

ج:… اور کما حقہ یہ مدت بھی قادیانی کو بعد از دعوائے نبوت نصیب نہ ہوئی۔

س۹:… مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا، جبکہ اس سے قبل تو دعویٰ نبوت کو کفر قرار دیا کرتے تھے، لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ نے دعویٰ نبوت کے بے شک کفر قرار دیا ہے، مگر نہ صرف ۱۹۰۱ء تک بلکہ ۱۹۰۸ء تک اور وہ نبوت، نبوتِ تشریعی ہے، وہی نبوت جو قرآن مجید کو منسوخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو ختم بتائے، بے شک کفر ہے، اسی نبوت کو حضرت مرزا صاحب نے تمام کتب میں (۱۹۰۱ء سے قبل بھی اور بعد بھی) کفر لکھا۔

ج:… جی! آپ نہ تو مرزا صاحب کے تناقض کو سمجھے ہیں، نہ مرزا محمود احمد صاحب نے اس تناقض کا جو حل پیش کیا ہے، آپ نے اس کو سمجھا ہے۔ سنئے! ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب اپنی نبوت سے انکار کرتے تھے، اور اسے صرف محدثیت والی نبوت قرار دیتے، اسی بنا پر انہوں نے "تریاق القلوب" میں اپنے انکار کا کفر ہونا ذکر کیا، اور اسی بنا پر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جزئی فضیلت بیان کی، بعد میں مرزا صاحب نے عقیدہ بدل لیا، اپنی نبوت کو محدثیت والی نبوت نہیں، بلکہ واقعی نبوت سمجھنے لگے، یہ فرق ہے دونوں زمانوں کے درمیان، جو مرزا صاحب کے فرزندِ اکبر نے "حقیقۃ النبوۃ" میں بیان کیا ہے۔

۸۰:... جناب مولوی صاحب! آپ کو تھوڑی سی عقل یوں بھی استعمال کرنی پڑے گی کہ آپ کے غیراحمدی علماء (قریباً تین سو کی تعداد میں) ۱۹۰۱ء سے بہت ہی قبل حضرت مرزا صاحب پر اسی بنا پر فتویٰ کفر لگا چکے تھے۔

ج:... الحمدللہ! عقل تھوڑی سی نہیں پوری استعمال کریں گے، اور کرتے ہیں، کاش! آپ بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھاتے، اور اس پر غور کرتے کہ کیا نبی وہ ہوتا ہے جو نبوت کے صحیح مفہوم ہی کو نہ سمجھے؟ علمائے اُمت نے "براہینِ احمدیہ" سے سمجھ لیا تھا کہ یہ صاحب مسیحیت اور نبوت کی پٹری بچھا رہے ہیں، جبکہ مرزا صاحب نہ اپنی مسیحیت کو سمجھے نہ نبوت کو۔

۸۱:... جب حضرت مرزا صاحب کے اس وقت کے مکذب و منکر لوگ خود ہی ان کا عہدِ نبوت ۲۵، ۲۶ سال یعنی ۲۳ سال سے بھی زیادہ تسلیم کرتے تھے تو آپ کو بھی یہ ماننا چاہئے کہ حضرت صاحب ارشادِ ربانی "لو تقول علینا" کی کسوٹی پر کھرے ہی کھرے نکلے۔

ج:... واقعی اس کسوٹی پر کھرے اور صاف جھوٹے نکلے، اسی لئے ہیضہ کی موت مرے، اور عالمِ نزع سے پہلے دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی، جو کہ: قہرِ الٰہی کی صورتِ مجسم تھی، اور یہ منظر "قطعِ وتین" کی بھیانک شکل تھا۔

۸۲:... ویسے تو آپ زبانی اور تحریری تبلیغ بہت کرتے ہیں۔

ج:... جی نہیں! الحمدللہ ہم نے اس کا کبھی پروپیگنڈا نہیں کیا، نہ اس کی ضرورت، جو فقرہ آپ کو لکھا تھا وہ اپنی شخصی ذمہ داری کے طور پر لکھا تھا، نہ کہ پروپیگنڈے کے طور پر۔

۸۳:... معاند علماء اور حکومتیں تک اس مسئلۂ احمدیت پر کیا کیا تیر نہیں چلاتی رہیں،

ان تمام باتوں کے باوجود یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا، اور ان شاء اللہ تا قیامت ہوگا۔

ج:... یہودی، نصرانی، مجوسی، آریہ، مہدوی بھی اب تک ختم نہیں ہوئے، آپ ان کو بھی ان کی ترقی سمجھئے گا...؟

س ۸۴:... کیا دونوں جماعتوں سے آپ کی ملت میں داخل ہوتی رہی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔

ج:... جی ہاں! وضوحِ حق کے بعد بھی بدنصیب ایمان نہیں لاتے، ان کے بارے میں بھی کہا جائے گا: "فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" (جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے)۔

س ۸۵:... میں تو بخدا اپنے ان دنوں پر افسوس کرتا ہوں جب میں آپ کی طرح احراری ہونے کی حیثیت میں بے نصیب تھا۔

ج:... ان دنوں کسی اللہ والے کی گستاخی کی ہوگی، جس سے سلبِ ایمان تک نوبت پہنچی۔

س ۸۶:... مبارک وہ جو اس موعود کو شناخت کرچکے، کررہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے، اے کاش! پیارے مولوی محمد یوسف صاحب! آپ بھی اپنی ہٹ اور ضد کو ترک کردیں، اللّٰہم آمین!

ج:... الحمدللہ ضد اور ہٹ تو پہلے بھی نہ تھی، نہ اب ہے، لیکن حق و باطل اور رات کو رات کہنا بھی اگر ضد اور ہٹ ہے تو چھٹ بھی نہیں سکتی!

س ۸۷:... اگر ختم نبوت کا وہی مفہوم لیا جائے جو آپ کا مولوی لیتا ہے کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی تو کیا غیر تشریعی بھی کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر ہمیں ہر روز ہر رکعت میں پانچوں وقت: "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" کی دعا کیوں پڑھنی ہوتی ہے؟

ج:... یہ دعا حصولِ نبوت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پڑھتے تھے؟

۸۸:... آپ یوں کریں کہ کوئی ایک موضوع خود ہی چن لیں اور اس پر بحث کریں مگر بحوالہ قرآن! اور یہ بھی کہ دلائل بھی بالقرآن ہوں۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ مجھے آج تک یہی پتہ نہیں چل سکا کہ آپ جن ائمہ کے حوالے اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں، آپ ان پر کبھی تو تبصرہ بھی جڑ دیا کرتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کے کئی سوالوں کو درگزر کردیا ہے۔

احقر عبدالرؤف طوری

ج:... الحمدللہ! آپ میری کسی علمی بحث کا جواب نہیں دے سکے۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

قادیانی شبہات کے جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

آپ حضرات کو یہاں اس مقصد کے لئے دعوت دی گئی ہے تاکہ قادیانی جو شبہات پھیلاتے ہیں، آپ ان سے آگاہی حاصل کرکے ان کا جواب دے سکیں اور بے چارے ناواقف مسلمانوں کا ایمان بچاسکیں۔

رہی یہ بات کہ کوئی قادیانی کس وقت اور کیا شبہ پیش کرے گا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، لیکن اگر آپ نے کچھ سیکھا اور سمجھا ہوگا اور مسئلہ قادیانیت کی حقیقت کو جانتے ہوں گے تو آپ معلوم کرسکیں گے کہ اس شبہ کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے، یعنی آپ کو اس معاملے میں تردد نہیں ہوگا۔

اسلامی عقائد پر یقین کی ضرورت:

ابھی عصر کا وقت ہونے والا ہے، اور سورج موجود ہے، جس طرح آپ کو اس سورج کے موجود ہونے کا یقین ہے، ٹھیک اسی طرح آپ کو اسلامی عقائد پر یقین ہونا چاہئے۔ اگر کوئی قرآن اور حدیث سے ہزار دلائل پیش کرے کہ اس وقت سورج موجود نہیں ہے، تو آپ کہیں گے کہ قرآن و حدیث برحق ہیں، مگر تو نے قرآن و حدیث کو غلط سمجھا ہے، اس لئے کہ یہ سورج کا مشاہدہ تیری فہم کو جھٹلا رہا ہے۔ تیرا فہم غلط ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے عقائد کے بارے میں مذبذب نہیں ہونا چاہئے، بلکہ پختہ عزم اور پختہ یقین کے ساتھ ان پر عقیدہ ہونا چاہئے۔

عقیدہ کی تعریف:

آپ جانتے ہیں کہ عقیدہ ”عقد“ سے ماخوذ ہے، اور عقد کہتے ہیں گرہ کو، تو عقیدہ کی گرہ ایسی مضبوط ہونی چاہئے کہ کسی طالع آزما کے شبہات پیدا کرنے سے بھی نہ کھل سکے، لہٰذا آپ نے اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمان پر عقیدہ کی گرہ باندھ لی ہے، یہی عقیدہ ہے، اب اگر کوئی طالع اس کو کھولنا چاہتا ہے تو آپ زیادہ سے زیادہ یہ سوچیں گے کہ یہ شخص جو بات کہہ رہا ہے یا جو شبہ ڈال رہا ہے بہرحال یہ غلط ہے، ہاں! اگر میری سمجھ میں اس کا جواب نہیں آتا تو یہ میرا قصور ہے کہ میں نے اپنے عقیدہ پر محنت نہیں کی اور اس کو سو فیصد پختہ اور مستحکم نہیں کیا، کیونکہ سو فیصد یقین ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بات صحیح ہے اور باقی سب غلط ہے۔

مخاطب کی زبان میں گفتگو کی جائے:

دوسری بات یہ ہے کہ جس آدمی سے گفتگو کی جائے اس کو اس کی زبان میں بات سمجھانا چاہئے، دوسری زبان آپ بولیں گے تو وہ نہیں سمجھے گا، کیونکہ وہ آپ کی زبان نہیں جانتا اور آپ اس کی زبان نہیں سمجھتے، یعنی زبان سے میرا مطلب یہ ہے کہ ان کی ہی اصطلاحات میں بات کی جائے۔

قادیانیوں سے مناظرہ کا طریقۂ کار:

قادیانیوں کے اعتراضات کے جواب کے لئے بہترین جواب یہ ہے کہ ان کو غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے حوالے نکال کر دکھادیں، ان شاء اللہ آپ کو مرزا کی کتابوں سے مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ہر بات کا حوالہ ملے گا۔

حیات و نزولِ عیسیٰؑ پر کلام کا انداز:

مثلاً: جہاں قادیانی یہ کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے، تو آپ ان سے کہئے کہ مرزا صاحب تو جھوٹ نہیں بولتے، جب انہوں نے لکھا ہے کہ آئیں گے تو تم کیسے انکار کرتے ہو؟ پھر ان کو مرزا کی کتابوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے

متعلق خود مرزا صاحب کی عبارت نکال کر دکھادو۔

اگر وہ یہ کہیں کہ یہ عقیدہ منسوخ ہوگیا ہے، تب ان سے سوال کرو کہ مرزا غلام احمد نے جب یہ عقیدہ لکھا تھا، اس وقت انہوں نے صحیح لکھا تھا یا غلط؟ اگر وہ کہیں کہ جب لکھا تھا اس وقت تو صحیح تھا، پھر تم ان سے سوال کرو کہ جب غلام احمد نے لکھا تھا، اگر اس وقت صحیح تھا تو بعد میں کب منسوخ ہوا؟ اگر وہ کہیں کہ بعد میں منسوخ ہوا، تو ان سے سوال کرو کہ کیا کوئی عقیدہ بھی منسوخ ہوا کرتا ہے؟ اگر وہ کہیں کہ پہلے ہی منسوخ ہو چکا تھا، تو کہو کہ غلام احمد نے جھوٹ لکھا تھا؟ بس پھر قادیانی اس سے آگے نہیں چل سکیں گے اور یہیں سے ہی سلسلۂ کلام ختم ہو جائے گا۔

اجرائے نبوت پر بات کرنا کا طریقہ:

اسی طرح اگر کوئی قادیانی یہ دعویٰ کرے کہ نبوت جاری ہے اور یہ قرآن کریم کی آیتیں یا حدیثیں پڑھے، تو آپ غلام احمد کی کتاب نکال کر دکھا دیں کہ اس نے لکھا ہے کہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے، ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی، اب کسی قسم کی کوئی نبوت نہیں، یہ تحریر تحت الثریٰ ہے، گویا کہ کا کہنا یہ ہے، اب اس کے بعد یہ کہنا کہ مرزا فلاں قسم کا نبی نہیں ہے، ایسا ہے، ویسا نہیں ہے، سب فضول ہے، اس لئے کہ سوال یہ ہے کہ نبی ہے یا نہیں؟ کیونکہ مرزا تو کہتا ہے کہ میں مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں، ملعون سمجھتا ہوں، دجال سمجھتا ہوں اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں، کافر، خارج از اسلام، اور ملعون یہ تینوں لفظ مرزا کے ہیں، ان سے کہو کہ مرزا صاحب نے جب یہ عقیدہ بتایا ہے کہ مدعی نبوت کافر، ملعون اور دجال اور خارج از اسلام ہے تو آپ اس عقیدہ کو کیوں پیش کر رہے ہیں؟ آیا یہ اسلام کا عقیدہ ہے یا اسلام کے خلاف؟ اگر اسلام کا عقیدہ ہے تو مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا تو کیا اس نے اسلام کے خلاف لکھا تھا؟

ہر بات کا جواب مرزا قادیانی کی کتب سے:

خیر میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے ختم نبوت کے حوالے دیتے

کے بجائے سب سے کامیاب طریقہ یہ ہوگا کہ آپ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے مرزائی عقائد اور شکوک و شبہات کا توڑ کریں۔ کچھ آپ خود مطالعہ کریں، اور کچھ اساتذہ آپ کو بتادیں گے، ان شاء اللہ اس طرح کام چل نکلے گا۔

ان تمہیدی الفاظ کے بعد میں آپ حضرات سے سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا کبھی کسی کو کسی قادیانی مولوی، غیرمولوی یا عام آدمی سے بات کرنے کی نوبت آئی ہے؟ اگر آئی ہے تو کس مسئلہ پر؟

قادیانیوں کو صرف ایک مسئلہ آتا ہے:

اگر کسی کو اس کی نوبت آئی ہوگی تو اس کو معلوم ہوگا کہ عموماً قادیانی حیات و نزول عیسیٰ کے مسئلہ ہی پر بات کرتے ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"مرزائیاں نوں اکو ای مسئلہ آندا اے کہ عیسیٰ مرگیا اے تے
سانوں وی اکو ای مسئلہ آندا اے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اے۔"

یعنی قادیانیوں کو ایک ہی مسئلہ آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے ہیں، اور ہمیں بھی ایک ہی مسئلہ آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ آسمان پر کہاں سے کھاتے پیتے ہیں؟

سوال:… قادیانی کہتے ہیں کہ جی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مان لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اتنا عرصہ سے آسمان پر زندہ رہ رہے ہیں تو وہاں وہ کیا کھاتے ہیں؟ کیا پیتے ہیں؟ اور اب تو وہ بوڑھے ہوگئے ہوں گے، تو اب اس بوڑھے آدمی کے زمین پر آنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ یہ نیا مسیح آگیا ہے اس کو مان لو۔

جواب:… آپ تو مولوی صاحبان ہیں، ان کے ساتھ تو باتیں کرتے رہتے ہوں گے، یا اپنے پاس سے ہی یہ سوال بنالیا ہوگا؟ چلئے یہ مرزائیوں کا شبہ ہی سہی، میں اس کا جواب دیئے دیتا ہوں:

دینِ اسلام کے عقیدے سچے ہیں:

یہ بات یاد رکھو! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ دینِ اسلام کے عقیدے سچے ہیں، جیسا کہ آفتاب کے سامنے کبھی کبھی بادل آجاتے ہیں تو وہ چھپ جاتا ہے، اسی طرح کبھی سورج کو گرہن لگ جائے تو وہ چھپ جاتا ہے، اسی طرح کبھی چاند گرہن ہوجائے تو کہتے ہیں کہ زمین درمیان میں آجاتی ہے، یا کہتے ہیں کہ چاند، سورج اور زمین کے درمیان آجاتا ہے، تو پھر گویا اس کی موت آگئی، اور وہ بے نور ہوگیا اور چھپ گیا۔

اہلِ باطل اسلام کے سورج کو شبہات کے بادل میں چھپانا چاہتے ہیں:

ٹھیک اسی طرح جتنے بھی اہلِ باطل ہیں، وہ جب بھی کوئی شبہ کریں گے، اہلِ باطل خواہ مرزائی ہوں یا چکڑالوی، منکرینِ حدیث ہوں یا رافضی، ناصبی ہوں یا عیسائی، یہ سارے کے سارے حق کو اپنے شبہات کے گرد و غبار اور بادلوں سے چھپانا چاہتے ہیں، دراصل بات یہ ہے کہ ان کا مقصود حق کو پہچاننا نہیں، بلکہ حق کو چھپانا اور مبہم کرنا ہے۔

مرزائیوں کے واہیات سوالات:

یہ جو مولانا صاحب نے ذکر کیا کہ مرزائی ایسے کہتے ہیں، واقعی مرزائی ایسا کہتے ہوں گے، کبھی تو وہ یوں کہتے ہیں کہ: عیسیٰ علیہ السلام کیوں چلے گئے؟ کیا زمین پر ان کی رہنے کے لئے سونے کی کوئی جگہ نہیں تھی؟ کبھی وہ کہتے ہیں کہ: وہاں وہ کھاتے کیا ہوں گے؟ پیتے کیا ہوں گے؟... نعوذ باللہ... ہگتے کہاں ہوں گے؟ سوتے کہاں ہوں گے؟

ہمارے یہاں کراچی میں مرزائیوں کا ایک دفتر ہے، ایک بار میں وہاں چلا گیا، میں نے وہاں موجود ان کے مربی سے کہا کہ: بھائی ہماری باتیں بھی سن لو! وہ بیٹھ گئے، بات تو لمبی ہے، بہرحال قصہ مختصر ان میں ایک بڑا اکڑیل نوجوان بھی تھا، میرے خیال میں وہ ساڑھے چھ فٹ کا ہوگا، وہاں موجود لوگوں میں سب سے لمبا تھا، اور اچھے ڈیل ڈول کا آدمی تھا، اس کا چہرہ بھی بالکل سفید تھا، غالباً سیالکوٹ کا پنجابی تھا، کہنے لگا: ”میں کیوں مانوں گا، مینوں اے دسّو کہ عیسیٰ ٹٹی کتھے کردے نے؟“ (میں تمہاری بات مان لوں گا کہ عیسیٰ زندہ

ہیں، مگر مجھے یہ بتلاؤ کہ عیسیٰؑ کی بات کہاں کرتے ہیں؟!) یہ بھی کہتے ہیں کہ: کارخانہ کون سا ہے جہاں سے ان کے کپڑے بن کر آتے ہیں؟

حضرت عیسیٰؑ آسمان پر خود نہیں گئے:

ان کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیسے چلے گئے؟ (ان سے کہو کہ: ہاں بھئی! ہم اس کے قائل ہی نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے، اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ چھلانگ مار کے آجائیں گے، ہم تو اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لے گیا اور اللہ تعالیٰ ہی ان کو نازل فرمائیں گے، ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ کے کتنے افعال ایسے ہیں جن کی تم نے حکمتیں معلوم کرلی ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ہر فعل کی حکمت پوچھنے کی اجازت نہیں:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے کسی نے کسی مسئلہ کی حکمت سے متعلق پوچھا کہ یہ یوں کیوں ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ: تمہاری ناک آگے لگی ہے، پیٹھ کے پیچھے کیوں نہیں لگی؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اس میں حکمت ہے بلکہ بے شمار حکمتیں ہیں، اسی طرح سر پر بال اگائے ہیں، چہرے کو صاف رکھا ہے، اور داڑھی مردوں کو دی ہے عورتوں کو نہیں دی، اللہ تعالیٰ کے ہر تخلیقی عمل میں یا تشریعی فعل میں حکمت ہے، ہر کوئی کام کی حکمت ہے، میں اس حکمت کا ادراک نہیں کرتا۔

سوال یہ ہے کہ کیا بندوں کو پوچھنے کا حق ہے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ مرزائیوں کا یہ شبہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کیسے چلے گئے؟ یہ ہمارا دعویٰ ہی نہیں، ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ لے گئے، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے: "بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ" (بلکہ اللہ نے اٹھا لیا ہے ان کو اپنی طرف) اب فرمائیے کہ جب اللہ نے اٹھایا ہے تو اللہ سے جاکے پوچھو، کیونکہ قرآن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھایا، پھر ہم سے کیوں پوچھتے ہو؟ عیسیٰ علیہ السلام سے کیوں پوچھتے ہو؟ اللہ سے پوچھو کہ اس نے درمیان سے رکاوٹیں کیسے دور کردیں؟ یہ سب واہیات باتیں ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کو لے جانے کی طاقت ہے تو لے گیا!

ہاں! البتہ ہم مرزائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو لے جانے کی طاقت ہے یا نہیں؟ اگر مرزائی کہیں کہ طاقت ہے، تو کہو بس ٹھیک ہے، اللہ نے کہہ دیا کہ مجھے طاقت ہے میں لے گیا، اس لئے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ: ”وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا“ (اللہ تعالیٰ زبردست ہے، اور حکمت والا ہے) وہ دیکھتا ہے، کیوں لے گیا؟ کس کی حکمت ہوگی، ہمیں کیا معلوم؟ بس ہمیں تو اس نے یہ کہہ دیا کہ یہ معاملہ یوں ہوا ہے اور تم اس کا عقیدہ رکھو۔

اہل جنت کے کپڑے کہاں سے آتے ہیں؟

اب رہا یہ کہ وہاں وہ کپڑے کہاں سے پہنتے ہیں؟ مرزائیوں سے پوچھو کہ اہل جنت کہاں سے کپڑے پہنیں گے؟ کیا وہاں نوازشریف کی ٹیکسٹائل لگی ہوئی ہے؟

اہل جنت بھی ٹٹی کریں گے؟

اب میری بات کو سمجھو! قادیانی شبہ کرتے ہیں کہ وہ ٹٹی کہاں کرتے ہیں؟... نعوذ باللہ... ان سے پوچھو کیا جنتی بھی ٹٹی کریں گے؟

انبیائے کرام اہل جنت کی صفت پر:

ترجمان السنہ میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب کا عنوان یہ قائم کیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں رہتے ہوئے اہل جنت کی صفت پر ہوتے ہیں، وہ عبدیت کی بنا پر کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، قضائے حاجت بھی فرماتے ہیں، اور جب اللہ کو منظور ہو تو صوم وصال بھی رکھتے ہیں، یہ تو انبیائے کرام ہیں۔

جب ادنیٰ امتیوں کا یہ حال ہے تو...:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کا حال یہ ہے کہ چالیس چالیس دن کا مراقبہ کیا، نہ کچھ کھایا، نہ پیا، نہ پیشاب کیا، نہ کوئی قضائے حاجت کی، جب ادنیٰ امتیوں کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کرنے کا کیا مطلب؟

دجال کے زمانے میں مسلمانوں کی خوراک:

دجال کے زمانے کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے، جنہوں نے حدیث پڑھی ہے ان کو معلوم ہوگا کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

> "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فذكر الدجال فقال: ان بين يديه ثلث سنين، سنة تمسك السماء فيها ثلث قطرها والأرض ثلث نباتها، والثانية تمسك السماء ثلثي قطرها والأرض ثلثي نباتها، والثالثة تمسك السماء قطرها كله والأرض نباتها كله، فلا يبقى ذات ظلف ولا ذات ضرس من البهائم الا هلك، ان من اشد فتنته انه يأتي الأعرابي فيقول: أرأيت ان احييت لك ابلك ألست تعلم انه ربك؟ فيقول: بلى! فيمثل له الشيطان نحو ابله كأحسن ما يكون ضروعا وأعظمه أسنمة، قال: ويأتي الرجل قد مات أخوه ومات أبوه فيقول: أرأيت ان أحييت لك أباك وأخاك ألست تعلم اني ربك؟ فيقول: بلى! فيمثل له الشياطين نحو أبيه ونحو أخيه. قالت: ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم لحاجته ثم رجع والقوم في اهتمام وغمّ مما حدثهم. قالت: فأخذ بلحمتي الباب فقال: مهيم اسماء! قلت: يا رسول الله! لقد خلعت افئدتنا بذكر الدجال. قال: ان يخرج وأنا حيّ فأنا حجيجه والّا فان ربي خليفتي على كل مؤمن. فقلت: يا رسول الله! والله انا لنعجن عجيننا فما نخبزه حتى نجوع، فكيف بالمؤمنين يومئذ؟ قال:

یجزیهم ما یجزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس۔“ (مشکوٰۃ ص:۴۷۷)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا، اور فرمایا کہ: اس کے ظہور سے پہلے تین قحط پڑیں گے، ایک سال آسمان کی ایک تہائی بارش رک جائے گی، اور زمین کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہوجائے گی۔ دوسرے سال آسمان کی دو حصے بارش رک جائے گی اور زمین کی پیداوار دو حصے کم ہوجائے گی۔ اور تیسرے سال آسمان سے بارش بالکل نہ برسے گی اور زمین کی پیداوار بھی کچھ نہ ہوگی، حتیٰ کہ جتنے حیوانات ہیں خواہ وہ کھر والے ہوں یا داڑھ سے کھانے والے سب ہلاک ہوجائیں گے، اور اس کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک گنوار آدمی کے پاس آکر کہے گا: اگر میں تیرے اونٹ کو زندہ کردوں تو کیا اس کے بعد بھی تجھ کو یہ یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ضرور! اس کے بعد شیطان اس کے اونٹ کی شکل بن کر اس کے سامنے آئے گا، جیسے اچھے تھن اور بڑے کوہان والے اونٹ ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص کے پاس آئے گا، جس کا باپ اور سگا بھائی گزر چکا ہوگا، اور اس سے آکر کہے گا: بتلا! اگر میں تیرے باپ و بھائی کو زندہ کردوں تو کیا تجھے پھر بھی یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! بس اس کے بعد شیطان اس کے باپ اور بھائی کی صورت بناکر آجائے گا۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ: یہ بیان فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے لئے باہر تشریف لے گئے، اس کے بعد لوٹ کر دیکھا کہ لوگ آپ کے اس بیان کے بعد سے بڑے فکر و غم میں پڑے

ہوئے تھے۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ: آپ نے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر فرمایا: اسماء! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دجال کا ذکر سن کر ہمارے دل تو سینے سے نکلے پڑتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہوا تو میں اس سے نمٹ لوں گا، ورنہ میرے بعد ہر مومن کا نگہبان میرا رب ہے! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا حال تو آج یہ ہے کہ ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں اور اس کے پکنے میں دیر ہو جاتی ہے تو بھوک سے بے تاب ہو جاتے ہیں، تو اس وقت کے مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی جبکہ اتنا قحط اور تنگی ہوگی؟ فرمایا: ان کو وہی چیز کافی ہوگی جو ملائکہ کو کافی ہوتی ہے یعنی تسبیح و تقدیس۔"

حق تعالیٰ شانہ جب اپنے بندوں کو اس زمین پر رکھتے ہوئے بھی تسبیح و تہلیل کے ذریعے زندہ رکھ سکتے ہیں تو آسمان کی تو بات ہی کیا ہے؟ تو یہ شبہ کرنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں سے کھاتے ہیں؟ -نعوذ باللہ- کہاں پیشاب کرتے ہیں؟ کپڑے کہاں سے پہنتے ہیں؟ لغویات میں سے ہے۔

پیر فرتوت والے شبہ کا جواب:

اب رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ غلام احمد قادیانی دجال کے بقول پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے... یہ اس کے الفاظ ہیں... بہت بڈھا، جو کسی کام کا نہ رہے، کیونکہ جب سو سال کی عمر ہو جائے تو بابا جی کا سر ہلنے لگتا ہے، آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا، ہاتھ کام نہیں کرتے، پاؤں کام نہیں کرتے، معدہ کام نہیں کرتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو دو ہزار سال ہوگئے ہیں، وہ کس قدر بوڑھے ہو گئے ہوں گے؟

آسمان کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے:

جواب:... خوب یاد رکھو کہ: "اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

تعُدُّون" (تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا)۔ چونکہ اب ۱۹۹۶ء چل رہا ہے، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو انیس سو چھیانوے سال کا عرصہ ہوا ہے، کیونکہ یہ میلادی سن ہے۔ پیدائش کے چالیس سال بعد آپ کو نبوت عطا ہوئی، چالیس سال وہ زمین پر رہے، دعوت دیتے رہے، پھر اسی سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا، قرب قیامت میں جب دجال نکلے گا تو وہ دوبارہ اپنی زمین پر تشریف لائیں گے، اور چالیس سال تک وہ پھر زمین پر رہیں گے، ان کی کل عمر ایک سو بیس سال ہوگی، چنانچہ متعدد احادیث میں ہے کہ: آپ کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوگی۔

ہر مقام کے پیمانے جدا ہیں!

دن اور رات جہان کا آسمان پر تصور ہے یا نہیں ہے؟ اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ اصول یاد رکھیں کہ جب آدمی جہاں موجود ہوتا ہے اس کے لئے وہیں کے پیمانے چلتے ہیں، دوسری جگہ کے پیمانے وہاں نہیں چلتے، تو چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دن تمہارے رب کے پاس تمہارے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

حضرت عیسیٰ کو آسمان پر گئے دو دن نہیں ہوئے!

تو ان کو ابھی تک پورے دو دن بھی نہیں ہوئے، کیونکہ جب دو ہزار برس ان کی ولادت کو دو ہزار سال پورے ہو جائیں گے تب رفع الی السماء کو، کیونکہ رفع تو ان کی ولادت کے اسی سال بعد ہوا ہے، یعنی جب دو ہزار اسی سال ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف جو آسمان پر گزر رہی ہے، وہ دو دن کی پوری ہو جائے گی۔

بھلا بتاؤ کہ میں یہاں (پنجاب گوجرانوالہ) دو دن کے لئے آیا ہوا ہوں، اب میرے پیچھے میری بیوی واویلا کرنے لگ جائے کہ مولوی صاحب تو فوت ہوگئے اور مفقود الخبر ہوگئے، کیا وہ عقلمند ہے یوں کہنے سے کہ ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا؟

غلام احمد کی حماقت!

غلام احمد قادیانی کی حماقت یہ ہے کہ ایک آدمی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جس کے غائب ہوئے صرف دو دن ہوئے بلکہ دو دن بھی پورے نہیں ہوئے، کیونکہ دوسرا دن ابھی تک گزر رہا ہے، پھر غائب ہونے والے کا پتہ اور نشان بھی بتادیا گیا ہے کہ وہ فلاں جگہ موجود ہے، مگر اس نے عوام کی عدالت میں یہ مقدمہ دائر کردیا کہ وہ لاپتہ ہے، بلکہ مرگیا ہے، طرفہ تماشا یہ کہ چند گدھوں نے تصدیق بھی کردی کہ ہاں جی مرگئے، اب اس نے کہا کہ اب گدی خالی ہے، لہٰذا مجھے بٹھادو، سمجھے بھائی!

قادیانی احباب سے گزارش ہے کہ جب تم عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بات کرتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائے قیام کے بہانے سے ٹال مٹول کرکے بچانے سے۔

آسمان کی آب وہوا کی خاصیت:

بھائی! پنجاب کی آب وہوا اور ہے، سرحد کی اور ہے، عرب شریف کی اور ہے، اور بلوچستان کی اور، جہاں آدمی موجود ہوتا ہے، وہاں کی آب وہوا کا اعتبار ہوتا ہے، کسی جگہ کے لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں اور کسی جگہ والوں کی زیادہ ہوتی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہاں رہ رہے ہیں، جہاں کسی کے مرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، جب وہ یہاں آئیں گے تو مریں گے، وہاں تو جبرائیل بھی ہمیشہ رہتے ہیں۔

روح کا مستقر آسمان ہے، اور آپ روح اللہ ہیں:

اور ارواح کا آسمان پر جانا تو مرزائیوں کو بھی مسلّم ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے "روح اللہ" یعنی اللہ کی روح، یوں تو ساری کی ساری روحیں اللہ ہی کی ہوتی ہیں، لیکن ایک خاص معجزانہ طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی روح بھیجی تھی، اس لئے ان کا لقب ہی روح ہوگیا، گویا ان کا جسم تابع ہے ان کی روح کے، اس لئے ان کو یہ لقب دیا گیا ہے، جب قرآن کہتا ہے کہ وہ روح اللہ ہیں، اور تمام دنیا بھی مانتی ہے کہ وہ روح اللہ

ہیں، اور پوری دنیا یہ بھی مانتی ہے کہ روحیں آسمان پر جاتی ہیں، تو جب وہ روح اللہ ہیں، تو ان کے آسمان پر جانے پر تعجب کیوں ہو؟ ہاں! اگر وہ آسمان پر نہ جاتے تو تعجب ہوتا کہ اللہ نے ان کو روح کیوں کہا تھا؟ ارواح کو تو آسمان پر جانا چاہئے۔

حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہنے کی کوئی تو حکمت ہوگی؟

بڑے بڑے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں، خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بہت سے افضل انبیاء ہوئے ہیں، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انبیاء کی جماعت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی مقتدا ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی شریعت پر عمل کرتے تھے، ظاہر ہے وہ افضل ہوئے، اسی طرح ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کے بے شمار فضائل بیان کئے، لیکن کسی کو روح اللہ نہیں کہا، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا تو کوئی معنی تو تھے؟ تو ان پر روح کے احکام جاری ہونے چاہئیں! پھر جب سب روحیں آسمان پر جاتی ہیں اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر چلے گئے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟

دیر تک زندہ رہنا افضل ہونے کی دلیل نہیں:

ایک اور شبہ: جب میں نے افضل کا ذکر کیا، اس پر بھی مرزائی ایک شبہ کیا کرتے ہیں، اور غلام احمد قادیانی دجال نے بھی اپنی مختلف کتابوں میں اس شبہ کو اتنا پھیلا پھیلا کے رنگ آمیزی کی اور اس کو ایسے مرچ مسالے لگا کر پیش کیا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

> ”دیکھو ان لوگوں کو شرم بھی نہیں آتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو زندہ آسمان پر مانتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بارہ میں کہتے ہیں کہ وہ مر گئے، حالانکہ زندہ رہنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لائق تھا۔"

آج مرزا طاہر بھی یہی بات کہتا ہے، یعنی اپنے دادے کی بات دہراتا ہے۔

الزامی جواب:... ہم کہتے ہیں کہ مرزا طاہر کو بالکل شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے آپ کو تو زندہ کہتا ہے، اور غلام احمد کے بارہ میں کہتا ہے کہ وہ مر گئے، اس کو بالکل شرم نہیں آتی، حالانکہ مرزا غلام احمد اس کے عقیدے کے مطابق اس سے بڑا (دجال) تھا، تو اس کو زندہ رہنا چاہئے تھا، کیوں بھائی! غلط کہہ رہا ہوں یا صحیح کہہ رہا ہوں؟

وہ کہتا ہے کہ عیسیٰ تو آسمان پر چلے گئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیرِ زمین مدفون ہیں؟

اس پر میں مرزا طاہر سے کہتا ہوں کہ تم ہوائی جہاز پر جاتے ہو اور مرزا غلام احمد تحت الثریٰ میں دوزخ کے آخری طبقوں میں مدفون ہے، آخر کیوں؟ خیر یہ تو ان کا الزامی جواب ہوا۔

تحقیقی جواب:... یہ ہے کہ کسی کا پہلے چلا جانا، فوت ہو جانا اور کسی کا بعد میں چلے جانا یا فوت ہو جانا، یہ افضلیت و مفضولیت کی کوئی دلیل نہیں ہے، کسی شخص کا اونچی جگہ ہونا اور کسی کا نیچے ہونا یہ بھی افضلیت اور مفضولیت کی علامت نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ:

اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اس وقت جہاں آپ تشریف فرما ہیں آپ کے آستانہ عالی پر ساری کائنات گردش کر رہی ہے، بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس آسمان پر بیٹھے ہیں، وہ آسمان بھی آپؐ کے روضہ کے ارد گرد طواف کر رہا ہے۔

کیا ابوبکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے؟

اسی طرح قادیانیوں سے کوئی پوچھے کہ اگر کسی کا دیر تک زندہ رہنا افضلیت کی

دلیل ہے، تو وہ اس سوال کا کیا جواب دیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہوگئے تھے، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال کچھ ماہ بعد بھی زندہ رہے اور بعد میں فوت ہوئے؟ اگر ان کے اس اصول کو مان لیا جائے تو نیز -نعوذ باللہ- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپؐ سے افضل ہوگئے؟ حالانکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی پہلے پیدا ہوا، دوسرا اس کے بعد پیدا ہوا، مگر جو بعد میں پیدا ہوا، وہ اللہ کے پاس پہلے چلا گیا اور فوت ہوگیا، اور جو پہلے پیدا ہوا تھا وہ بعد تک زندہ رہا۔

شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادگان کی ترتیبِ وفات:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ۔ یہ ان کی ترتیبِ ولادت ہے، جبکہ ان کی ترتیبِ وفات اس کے بالکل برعکس ہے، چنانچہ سب سے پہلے شاہ عبدالغنیؒ گئے، ان کے بعد شاہ عبدالقادرؒ، ان کے بعد شاہ رفیع الدینؒ اور سب سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سب سے آخر میں گئے۔

جس طرح پانچ نمازوں اور تعداد رکعات کا انکار کفر ہے ایسے ہی نزولِ مسیحؑ کا:

شبہ:... قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا بصراحت ذکر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟

جواب:... ان سے پوچھو کہ قرآن کریم میں پانچ نمازوں کا بصراحت ذکر ہے یا نہیں؟ پھر ان پانچ نمازوں کی تعداد رکعات، مثلاً: فجر کی دو، ظہر، عصر اور عشاء کی چار، چار اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں، سوال یہ ہے کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں بصراحت ہے...؟ اگر قرآن کریم میں ذکر نہیں تو کیا اس کا انکار کرنا جائز ہوگا؟ کیوں یہ عقیدہ اور ایمان ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک جس پوری کی پوری امت، جس نے قرآن نقل کیا ہے، وہی پوری کی پوری امت، پانچ نمازوں کو اور ان کی رکعات کو بھی نقل کرتی چلی آرہی ہے، ٹھیک ہے ناں! اگر اس عقیدے میں امت پ

اعتماد نہیں، تو کیا قرآن نقل کرنے میں اُمت پر اعتماد ہے؟

ایک گواہ ایک بات میں سچا ہے تو دوسری میں جھوٹا کیوں؟

اُصول کی بات ہے کہ اگر ایک گواہ آکر دو باتیں کہتا ہے، اس کی ایک بات میں تو تم کہتے ہو کہ سچا ہے، اور دوسری میں کہتے ہو کہ جھوٹا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک میں سچا ہے تو کیوں؟ اور دوسری میں جھوٹا ہے تو کیوں؟

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی تصریح بھی ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح قرآن کریم میں پانچ نمازوں کی تصریح ہے، یعنی دو رکعت فجر، دو، چار رکعت ظہر، عصر، عشاء، اور تین رکعت مغرب کی تصریح ہے، کیونکہ قرآن میں ہے:

> "وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔" (الحشر:۵۹)
>
> ترجمہ:... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز دے دیں لے لو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رُک جاؤ!"

تو جس طرح ہم پانچ نمازوں کے اوقات اور تعداد رکعات کو ارشادِ الٰہی: "وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ" کے پیشِ نظر تصریحِ قرآنی سمجھتے ہیں، ٹھیک اسی طرح حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو بھی تصریحِ قرآنی مانتے ہیں۔

نزولِ مسیح کی تصریح موجود ہے، مگر چشمِ نبوت چاہئے!

تیسرے عنوان سے یوں کہو... ایک ہی بات ہے جو مختلف عنوانوں سے ذکر کر رہا ہوں... کہ قرآن کریم میں اس کی تصریح موجود ہے، لیکن اس کو دیکھنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمِ نبوت چاہئے! اور جو شخص اس نورِ نبوت سے اندھا ہوگیا ہو، ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس کو کچھ بھی نہیں دکھا سکتے!

ننھے سے بیج میں برگد کا درخت موجود ہے:

میں نے ایک موقع پر کہا تھا کہ یہ جو ہمارے ہاں برگد یعنی بڑ کا درخت ہوتا ہے اور جس کو پنجابی میں ”بوہڑ“ کہتے ہیں، اس برگد کے درخت پر بطور ثمرہ اور پھل کے، مٹی کی گولیاں لگتی ہیں اور ان کے اندر ننھے ننھے سے دانے ہوتے ہیں، دراصل انہی دانوں میں سے ایک دانہ اس برگد یعنی بوہڑ کے درخت کا بیج ہوتا ہے، دیکھو! بیج کتنا چھوٹا سا ہے اور درخت کتنا بڑا ہے، قدرتِ الٰہی کا کرشمہ دیکھو کہ خالقِ کائنات نے برگد کا پورا درخت اس بیج کے اندر رکھا ہوا ہے، لیکن نظر نہیں آتا، ہاں! جن کو چشمِ بصیرت حاصل ہوتی ہے ان کو نظر آتا ہے کہ اس برگد کے بیج میں برگد کا تناور درخت سمایا ہوا ہے۔

کیا کوئی اپنے جسم میں اپنی اولاد کا وجود دکھا سکتا ہے؟

سنو! تم میں سے کچھ شادی شدہ بھی ہوں گے، بھائی! یہ تو ”خیر پور میانی“ (غیر موزوں) بات، مگر کیا کوئی اپنے جسم میں اپنی اولاد کی موجودگی بتصریح دکھا سکتا ہے؟

کیا انسانی مادہ کے کسی جرثومہ میں موجود انسان کو دکھایا جا سکتا ہے؟

چلو تمہیں دوسری طرف لے چلیں: وہ یہ کہ تم کس چیز سے پیدا ہوئے تھے؟ پانی کے ایک قطرے سے نا، ٹھیک، جدید اطباء اور ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ اس قطرہ پانی کے اندر ہزاروں جرثومے موجود ہوتے ہیں، اور ایک ایک جرثومہ انسان کا بیج ہے، قدرت ایسا کرتی ہے کہ جب یہ مادہ رحم میں جاتا ہے تو صرف ایک جرثومہ کو لے کر باقی سب کو تلف کردیتی ہے، یا دو کو لیتی ہے تو دو جڑواں بچے پیدا ہوجاتے ہیں، اور کبھی اس سے بھی زیادہ جیسا کہ اخبار میں آیا تھا کہ ایک عورت کے کئی جڑواں بچے پیدا ہوئے تھے، اور اگر اللہ چاہیں تو بے شمار بھی ہوسکتے ہیں، لیکن کیا کیا جائے، ماں کا پیٹ اس کا تحمل کیسے کرے؟ یہ قدرت کا ایک نظام ہے کہ ان میں سے ہر جرثومہ مکمل آدمی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اب اگر کسی جرثومہ کی طرف اشارہ کرکے ہم سے کہو کہ تم تصریح دکھاؤ کہ اس کے اندر انسان موجود ہے! سوال یہ ہے کہ ہم کیسے دکھائیں گے تمہیں؟

قادیانیوں کو احکام کی تصریح کہاں نظر آئے گی؟

بھائی! تمہیں قرآن تو پڑھنا آتا نہیں! تو تمہیں قرآن کے اندر تصریح کیسے دکھائیں؟ ارے میاں! تم تو قرآن ہی ٹھیک نہیں پڑھ سکتے تو تمہیں احکام کی تصریح کہاں نظر آئے گی؟ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو پورا دین اسلام، جتنا کا جتنا ہے، اس کے اصول و فروع سارے کے سارے قرآن کریم کے بیچ کے اندر موجود ہیں، یہ مسئلہ میں نے اس لئے ذکر کیا ہے کہ تمہیں منکرین حدیث سے بھی واسطہ پڑتا ہوگا اور درحقیقت یہ لوگ بھی منکرین حدیث ہیں۔

رفع ونزولِ عیسیٰ کا ذکر قرآن میں:

اب سنو! قرآن کی سورۂ نساء کی آیت:۱۵۷، ۱۵۸ آپ نے پڑھی ہوگی اور حضرات اساتذہ اور علمائے کرام نے بتایا ہوگا، جس میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا تصریح ذکر موجود ہے:

> "وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللهِ، وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ، وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا، بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا." (النساء:۱۵۷، ۱۵۸)
>
> ترجمہ:... "اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح مریم کے بیٹے کو رسول تھا اللہ کا، اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا، ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا، بے شک، بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ

ہے زبردست حکمت والا۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودی ملعون ہوئے اپنے اس قول کی بنا پر کہ ہم نے قتل کردیا مسیح ابن مریم، اللہ کے رسول کو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ ان کو قتل کیا، نہ ان کو صلیب کیا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا، اور جو لوگ کہ اس معاملہ میں شک و تردد میں ہیں اور اس میں اختلاف کر رہے ہیں، وہ حقیقت میں شک اور تردد میں ہیں، ان میں سے کسی کے پاس بھی قطعی علم نہیں، قطعی علم تو اللہ کے پاس ہے اور وہ تمہیں بتاتا ہے، اور وہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قطعاً قتل نہیں کیا، یقیناً قتل نہیں کیا، یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا، سوال پیدا ہوا کہ پھر ہوا کیا؟ اس کا جواب یوں دیا گیا: بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا۔

”کیا اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے؟“ کا جواب:

یہیں میں ایک مسئلہ اور بھی سن لو! وہ یہ کہ ابھی تین چار دن پہلے ایک صاحب مجھ سے بات کر رہے تھے کہ مرزائی کہتے ہیں: اللہ آسمان پر رہتا ہے، اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اُٹھالیا، کیا اللہ آسمان پر بیٹھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں آسمان پر بیٹھا ہے! کیونکہ قرآن کہتا ہے، پھر میں نے کہا: سورۂ ملک پڑھتے ہو؟ اس میں اس کا تذکرہ ہے، چنانچہ سورۂ ملک کا دوسرا رکوع یہاں سے شروع ہوتا ہے:

> ”ہُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِہَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا ہِیَ تَمُوْرُ۔“
>
> (الملک:۱۵، ۱۶)
>
> ترجمہ: ”وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو پست، اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ اس کی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔ کیا تم نڈر ہوگئے ہو اس سے جو

آسمان میں ہے، اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں، پھر تب ہی وہ لرزنے لگے۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اس کے بعد اگلی آیت میں پھر فرمایا: "اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ" (کیا تم نڈر ہوگئے ہو اس ہستی سے جو آسمان میں ہے؟)۔

یہاں "سماء" اور "ارض" کا مقابلہ بھی کیا ہے، تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے، لہٰذا ہم نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں بیٹھا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

صفاتِ الٰہیہ اور عقیدۂ اہل سنت والجماعت

اب! یہ بات یاد رکھو کہ قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات آئی ہیں ان کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ: "نؤمن بہ ولا نتکیف" یعنی ہم ان پر ایمان تو رکھتے ہیں، مگر ان کی کیفیت نہیں جانتے۔ لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن نے کہا ہے: "فِی السَّمَآءِ" یعنی اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، مگر یہ کہ وہ آسمان میں کیسے بیٹھا ہے؟ توبہ! توبہ! ہم نہیں جانتے، وہ اللہ کو معلوم ہے، ہمیں جتنی چیز کا پابند کیا گیا ہے ہم اس کے پابند ہیں اور وہ یہ کہ: "فِی السَّمَآءِ" کہو!

خدا کی نسبت آسمان کی طرف، حدیث سے:

چنانچہ حدیث میں ہے:

"عن معاویة بن الحکم السلمی ... قال: وکانت لی جاریة ترعی غنمًا لی قبل أحد والجوانیة، فاطلعت ذات یوم فاذا الذئب قد ذھب بشاة من غنمھا وانا رجل من بنی آدم آسف کما یأسفون، لکنی صککتھا صکة فأتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعظم ذلک علیّ، قلت: یا رسول اللہ! أفلا أعتقھا؟ قال: ائتنی بھا، فأتیتہ بھا، فقال: این اللہ؟ قالت: فی السماء،

قال: من أنا؟ قالت: أنت رسول الله! قال: أعتقها فإنها مؤمنة."

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۲۰۳، ۲۰۴، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارمی، طبرانی)

ترجمہ: ... "حضرت معاویہ بن الحکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ...... میری ایک لونڈی اُحد پہاڑ اور جوانیہ کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک دن کیا ہوا کہ اس کے ریوڑ میں سے بھیڑیا ایک بکری اُٹھا لے گیا، اور میں بھی انسان ہوں اور انسانوں کی طرح مجھے بھی دُکھ ہوتا ہے، لیکن میں نے اس کو ایک زوردار تھپڑ مار دیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا میں اسے آزاد کردوں؟ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ! میں اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے کہا: آسمان میں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آزاد کردو، بے شک یہ مؤمنہ ہے!"

جیسے چھوٹے بچے ہوتے ہیں ناں! اور ہم ان چھوٹے بچوں کو آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ اللہ! بھلا بتلاؤ کہ کیا ہم اس وقت نیچے کی طرف اشارہ کیا کرتے ہیں یا اوپر کی طرف؟

"سماء" علو کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے علو کی صفت ثابت ہے، چنانچہ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، البتہ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمین میں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے، اللہ تعالیٰ کی کوئی جگہ نہیں، وہ لامکان ہے۔

یعنی حضرت معاویہ بن حکم سلمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے فرمانے لگے کہ: یا رسول اللہ! میری لونڈی بکریاں چرا رہی تھی، ایک بھیڑیا آکر ایک بکری کو

لے گیا، میں نے غصے میں آکر اس کے ایک طمانچہ ماردیا، اب اس کا کفارہ کیا ادا کروں؟ اور پھر خود ہی فرمایا: میں نے برا کیا، میں نے اچھا نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آزاد کردو! عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ذمہ ایک غلام بھی ہے، کیا میں اس کو اس کفارے میں آزاد کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ! چنانچہ وہ لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی سے پوچھا: ”أین اللّٰہ؟“ (اللہ کہاں ہے؟) اس نے آسمان کی طرف اشارہ کردیا، زبان سے کچھ نہیں بولی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ: ”من أنا؟“ (میں کون ہوں؟) اس نے کہا: ”أنت رسول اللّٰہ“ (آپ اللہ کے رسول ہیں!) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”أعتقھا فإنھا مؤمنة!“ (اس کو آزاد کردے کہ یہ مؤمنہ ہے)۔ اب دیکھئے وہ لونڈی اللہ تعالیٰ کے بارے میں صرف آسمان کی طرف اشارہ کرنے سے مؤمنہ ہوگئی، کیا یہ اس کا ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں؟ مگر افسوس کہ مرزائی، قرآن وسنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات کی ہمیشہ اور ہر معاملہ میں مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، مرزائی کتب کی تصریح:

پھر مرزائی کہتے ہیں کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون سے آسمان پر چلے گئے تھے؟

جواب:... میں نے کہا کہ: جہاں سے غلام احمد کا بیٹا خدا بن کر نیچے نازل ہوا تھا، کیونکہ مرزا اپنے بیٹے کے بارہ میں خود کہتا ہے: ”مظھر الحق والعلاء کأن اللّٰہ نزل من السماء۔“ (تذکرہ ص: ۹۹، ۱۳۹)

تو جانتے ہوگے کہ ”من“ اور ”الی“ دونوں متقابل ہیں، چنانچہ ”من“ کا معنی ہے ”سے“ اور ”الی“ کا معنی ہے ”تک“، یعنی فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک۔

اب سنئے! کہ قرآن نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور خدا آسمان میں ہے، اور خود مرزا کا الہام بھی خدا کا آسمان سے نازل ہونا ہے، نعوذ باللہ۔ اللہ کا

بیٹا بنا کر، اور مرزائی بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں، چونکہ مرزائیوں کا مرزا کے الہاموں پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ مسلمانوں کا قرآن پر ایمان ہے۔ نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

”کأنّ“ اور تو یہ کی مرزائی تعبیر کے تحت اگر خدا آسمان سے اتر کر غلام احمد کا بیٹا بن جائے تو کوئی حرج لازم نہیں آتا، اور مرزائیوں کو اس کے ماننے میں کوئی اشکال نہیں ہوتا، اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے جائیں تو کہتے ہیں کہ: کہاں آسمان پر؟ انصاف تو کرو!

تمام مفسرینؒ کی تصریح:

تم یہ بات کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھالیا، اور آیت پڑھی تھی: ”بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ“ (اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا)۔ جتنے بھی مفسرین ہیں، ان کی تمام تفسیریں اُٹھا کر دیکھو، ان میں ہے: ”یعنی الی السماء، محلّ ملٰئکته ومقرّ ملٰئکته ومقرّ الارواح، ومحلّ الملٰئکة“ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان کی طرف اُٹھالیا جو ملائکہ اور ارواح کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

رہا یہ سوال کہ کیسے اُٹھالیا اور کیوں اُٹھالیا؟ ”وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا“ اس لئے کہ اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

نزول و حیاتِ عیسیٰ کی قرآنی تصریح:

قرآن کریم میں قربِ قیامت میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے:

> ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔“ (النساء:۱۵۹)
>
> ترجمہ: ”اور جتنے بھی فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے، اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

تو اس آیت میں بتلایا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت اس وقت آئے گی جب سارے اہل کتاب مؤمن ہوجائیں گے، گویا ان کے نزول کا وقت بھی بتادیا اور وہ چونکہ ابھی نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں۔

ایک سو بیس سال والی حدیث:

مرزائی ایک اور حدیث کے لفظ "عاش" سے وفاتِ عیسیٰ پر استدلال کیا کرتے ہیں، اس حدیث کی حقیقت سے متعلق عرض ہے کہ اگر کوئی مرزائی اس حدیث کو پیش کرے تو اس سے کہو کہ پوری حدیث پڑھے اور وہ پوری حدیث یہ ہے کہ:

> "انه لم یکن نبی کان بعده نبی الّا عاش نصف عمر الذی کان قبله، وان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة، وانی لا أرانی الّا ذاهبًا علی رأس الستین۔"
>
> (کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۷۹ حدیث:۳۲۲۶۲)
>
> ترجمہ:... "ہر نبی کی عمر پہلے نبی سے آدھی ہوتی ہے، اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ایک سو بیس سال جئے تو میرا خیال ہے کہ میں ساٹھ سال جیوں گا۔"

تو مرزائی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور وہ ایک سو بیس سال جئے۔

جواب:... قادیانیوں سے کہو کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا تذکرہ کہاں ہے؟ اس میں تو ان کی موت کا کوئی ذکر نہیں، البتہ صرف اتنا ہے کہ ایک سو بیس سال کی ان کی زندگی ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں مرزا نبی نہیں ہوسکتا:

تاہم اگر ان کو اس حدیث کے ظاہر ہی سے استدلال کرنا ہے تو ان سے کہو کہ سب سے پہلی بات تو یہ تم کہتے ہو کہ ہر نبی کی زندگی پہلے نبی کی زندگی سے آدھی ہوتی ہے،

اب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تریسٹھ سال ہے تو قادیانیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ [illegible] [illegible] سال ہونی چاہئے [illegible] سال [illegible] سال تھی۔ لیکن [illegible] سال تھی [illegible] ج:۲ ص:[illegible] معلوم ہوا آپ کی بات ہی غلط ہے۔

قادیانی استدلال کا بطلان:

یہ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ہو تو اس سے پہلے نبی کی دو سو چالیس سال، اور اس سے پہلے کی چار سو اسی سال، اور اس سے پہلے کی نو سو ساٹھ سال، تو حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچتے پہنچتے اُن کی عمر کتنی بنے گی؟ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر حدیث کے مطابق ایک ہزار سال تھی، ملاحظہ ہو:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: کان عمر آدم الف سنۃ، قال ابن عباس: وبین آدم ونوح الف سنۃ، وبین نوح وابراہیم الف سنۃ، وبین ابراہیم وموسیٰ سبع مائۃ سنۃ، وبین موسیٰ وعیسیٰ خمس مائۃ سنۃ، وبین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ست مائۃ سنۃ۔“

(مستدرک [illegible] ج:۲ ص:[illegible] [illegible] ص:۲۲۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ: حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان ایک ہزار سال، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان ایک ہزار سال، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے درمیان سات سو سال، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان پانچ سو سال، اور حضرت عیسیٰ اور

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔"

ہاں! زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے صاحبِ شریعت اور صاحبِ کتاب نبی مراد ہے۔

اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہیں تو لفظ "عاش" کیوں لایا گیا؟

شبہ:… قادیانی کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاء کے بارے میں "عاش" ماضی کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا؟

جواب:… لفظ "عاش" ماضی لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ دیگر انبیاء کے حق میں تو ماضی ہی صادق تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی زندگی کے دو حصے ہیں، یعنی زمانۂ قبل از بعثت اور زمانۂ بعد از بعثت اور قبل از رفع کے اعتبار سے تو ماضی صادق آتی ہے، مگر چونکہ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف تنصیفِ عمر بیان کرنا منظور تھی، لہٰذا حصۂ باقیہ یعنی زمانۂ بعد نزول کو ماضی ہی میں لپیٹ دیا تاکہ بیانِ تنصیفِ عمر میں تطویل لاطائل (خواہ مخواہ کی طوالت) نہ اختیار کرنی پڑے، ورنہ تنصیفِ کل عمر اور تنصیفِ عمر تا بعثت ہر دو اعتبار سے صحیح روایت اختلاف مستقیم ہوسکے، و منطوقِ عبارت بھی بحال رہے۔ الغرض یہ بات صاف ہوگئی کہ کل عمر جو زمین پر گزرے گی وہ ایک سو بیس برس ہے۔

رفع الی السماء کا ذریعہ؟

رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قادیانی چند شبہات پیش کیا کرتے ہیں، ان میں سے پہلا شبہ یہ ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا تو اس کے لئے کیا ذریعہ استعمال کیا گیا تھا؟

جواب:… آپ کو فرشتہ کے ذریعہ اٹھایا گیا، چنانچہ خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ان کا اپنا قول ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو لے گئے تھے، جس کو امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا: "وھذا سند صحیح الی ابن عباس" (ابن عباس تک سند صحیح ہے) گویا کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو اس

مکان کے روشندان سے لے گئے جس میں کہ آپ تھے۔

چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"عن ابن عباس قال: لما أراد الله أن يرفع عيسى الى السماء خرج على أصحابه وفي البيت اثنا عشر رجلاً من الحواريين، يعني فخرج عليهم في عين في البيت ورأسه يقطر، .... قال: ايكم يلقى عليه شبهي فيقتل مكاني ويكون معي في درجتي؟ فقام شاب من احدثهم سناً، فقال له: اجلس! ثم أعاد عليهم فقام ذالک الشاب، فقال: اجلس! ثم أعاد عليهم فقام الشاب، فقال: أنا! فقال: هو انت ذاک! فالقي عليه شبه عيسى ورفع عيسى من روزنة في البيت الى السماء۔ قال: وجاء الطلب من اليهود فأخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه .... وهذا اسناد صحيح الى ابن عباس۔"

(تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۴۰۹، ۲۰۰۳ء مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: ... "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانا چاہا، تو وہ ان بارہ حواریوں کے پاس تشریف لے گئے جو وہاں گھر میں موجود تھے، آپ چشمے سے غسل فرماکر نکلے تو سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے ..... آپ نے اپنے حواریوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے کون اس پر آمادہ ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے، پھر اس کو میری جگہ قتل کیا جائے، اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہو؟ ان میں سے جو سب سے کم عمر حواری تھا، وہ کھڑا ہوا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھ جا! آپ نے دوبارہ

> حواریوں کو یہ بات فرمائی تو پھر وہی جوان کھڑا ہوگیا، اب بھی آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! جب تیسری بار آپ نے اعلان کیا تو پھر بھی یہی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اس کے لئے میں حاضر ہوں! پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ آپ ہی ہیں! پس اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں یہودی آئے تو جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ڈالی گئی تھی، اُسے پکڑ کر لے گئے، اسے لے جاکر انہوں نے قتل کیا اور اس کے بعد سولی دے دی۔ یہ سند ابن عباس تک صحیح ہے۔"

یعنی اصل بات یہ ہوئی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعض حواریوں کے ساتھ ایک مکان میں تشریف فرما تھے اور مخبر نے ان یہودیوں کو اطلاع کردی جو آپ کو پکڑنے کا ارادہ کر رہے تھے، انہوں نے مکان کا محاصرہ کرلیا، چونکہ اس مکان کے احاطہ کے اندر ایک چشمہ تھا، وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل کرکے تشریف لائے، گویا یہ سفر کی تیاری ہو رہی تھی، سرِ مبارک سے پانی ایسے ٹپک رہا تھا جیسے موتی کے قطرے، آپ نے اپنے ان حواریوں سے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کون ہے جو میری جگہ قتل کیا جائے؟ "وکان معی فی الجنۃ" اور میرے ساتھ جنت میں ہو، ان میں سے جو سب سے چھوٹا اور نوعمر تھا وہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: انا! (میں) آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! پھر فرمایا: تم میں سے کون ہے جو میری جگہ قتل کیا جائے، اور میرے ساتھ جنت میں ہو؟ پھر یہی نوجوان کھڑا ہوا تب آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تیسری مرتبہ پھر یہی ہوا، پھر تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ: تم ہی ہو۔ چنانچہ اس کے اوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روزن یعنی کھڑکی سے آسمان پر لے جایا گیا۔

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ: "ھذا سند صحیح الی ابن عباس" یہ کیفیت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نے بیان فرمائی ہے اور اصول یہ ہے کہ جو بات عقل و قیاس و اندازہ سے نہ کہی جاسکے، اگر وہی بات صحابہ کرامؓ کہہ رہے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یقیناً صحابہ کرامؓ نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی، تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت ابن عباسؓ کا ذاتی قول نہیں بلکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔

بائبل کی اسرائیلی روایت:

جس پر شباہت ڈالی گئی تھی وہ یہودا اسکریوطی کہلاتے ہیں، عیسائی کتابوں میں اس کو اسکریوطی بھی کہتے ہیں، عام طور سے مسلمان، عیسائی اور یہودی جب بھی اس یہودی حواری کا نام سنتے ہیں تو اس سے نفرت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ چونکہ اس نے پتہ بتایا تھا اس لئے وہ غلط آدمی تھا، حالانکہ یہ بات درست نہیں، بلکہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت بالکل صحیح ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ جب یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ جاں نثار صحابی ہے، جس نے قربانی دی تو پھر یہ کیا تماشا ہوا کہ یہی بدنام ہوگئے؟

بات دراصل یہ ہے کہ بائبل میں ایک اسرائیلی روایت ہے کہ جب یہ سب حواری جمع تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس یہودا سے فرمایا: جاؤ اپنا کام کرو! یہ گیا اور یہودیوں کے بڑوں کو یہ کہہ کر لایا کہ آؤ میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتاتا ہوں، بتاؤ! کیا انعام دوگے؟ وہ کہنے لگے کہ جو آپ نے پوچھنا بھی ہو، تو پھر وہ تو ایک بہانہ تھا، وہ ان کو بلا کے لایا، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بیٹھے تھے، تو اس کے اوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی، اور ان کو پکڑ کر سولی دے دی گئی۔

اصل حقیقت:

اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نوجوان اور مخلص حواری کو سولی دی گئی تھی، یہ سچا واقعہ ہے، اسی پر قرآن گواہ ہے کہ: ”ولکن شبہ لھم“ یعنی ان کو اشتباہ ہوگیا تھا، وہ عیسیٰ نہیں تھا، ان کے درمیان خود اختلاف ہوگیا کہ اگر یہ عیسیٰ ہے تو

ہمارا ساتھی کہاں ہے؟ اور اگر یہ ہمارا ساتھی ہے تو عیسیٰ کہاں ہے؟ مگر یہ کہ اس کا چہرہ صرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن گیا مگر پورا وجود ان جیسا نہیں بنا، اگر یہودی چاہتے تو شناخت ہوسکتی تھی، لیکن یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے آئے ہوئے تھے، اور ان کا مقصد تو سردار اور پیشوا جو تھا ان کی شکست تھی، لیکن انہوں نے کہا چلو اسی کو پکڑو، اس لئے اس مرد خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے لئے کہ: ”میرے ساتھ جنت میں ہوگا“ اللہ تعالیٰ اس فقرہ کو قبول کیا، پھر اس کو سولی چڑھا دیا۔ ”ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی؟“ یہ الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں کہ: ”تم میں سے کون ہے جو میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے ساتھ جنت میں ہو؟“

اور دوسری بات یہ کہ آج تک عیسائی بھی اور مسلمان بھی یہودا کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہیں، حالانکہ یہ تو مجاہد ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جان دی۔

پیسے لے کر پتہ بتانے والی روایت:

سوال:… پیسے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتلانے والی روایت کیسی ہے؟

جواب:… یہ ہماری روایت نہیں ہے، یہ اہل کتاب کی اسرائیلی روایت ہے، ہماری روایت وہ ہے جو میں نے بتادی یعنی حضرت ابن عباسؓ والی، میں تطبیق دے رہا ہوں کہ یہ روایت اہل کتاب کی ہے کہ یہودا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ نشان بتلایا تھا۔ حالانکہ بائبل میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی حواریوں کی مجلس میں اس سے کہا کہ: جا تو اپنا کام کر!

یہودا اسکریوطی حضرت عیسیٰؑ کا وزیر خزانہ تھا:

یہ یہودا کوئی معمولی آدمی نہیں تھا بلکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وزیر خزانہ تھا۔

مرزا قادیانی کی گستاخی:

مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑانے کے لئے یہ کہا

کہ کہاں گئی وہ بارہ تختوں کی پیش گوئی؟ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارہ حواریوں کے لئے جنت کے بارہ تختوں کی پیش گوئی کی تھی کہ جنت میں تخت بچھیں گے، مطلب یہ تھا کہ تم جنتی ہوگئے۔ جیسے ہمارے ہاں عشرہ مبشرہ ہیں اسی طرح سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے بارہ حواریوں کو یہ خوشخبری دی تھی۔ مگر غلام احمد قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑاتا ہے کہ یہی وہ یہودا تھا جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی۔

خیر یہ تو میں نے تمہیں چند باتیں بتادیں، اصل باتیں تو تین ہی تھیں۔

حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا معراج کی طرح ہے:

اب سنو! تمہارے سوالوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ لے جایا گیا، جیسا کہ معراج کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لئے بھی جبریل آئے تھے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لینے کے لئے بھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے۔ یوں کہو کہ آسمان پر جانے والے مسافروں کے میزبان بھی حضرت جبریل علیہ السلام بنتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ بھی براق پر گئے تھے؟

سوال:… کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر براق پر گئے تھے؟

جواب:… میرے عزیز! آسمانوں پر تو براق نہیں چلتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مکہ سے بیت المقدس تک براق پر آئے تھے، باقی آسمانی براق تو کوئی اور ہوگی، یہ ہوائی جہاز اسی آسمانی براق کی مثال ہے، گویا وہ روحانی ہوائی جہاز جیسی شے ہوگی۔

بس! ہم اس کو برقی سیڑھی کہہ سکتے ہیں، لیکن یہ برقی سیڑھی بجلی کی بھی آہستہ آہستہ چلتی ہے، کیونکہ یہ تو رسیوں سے بندھی ہوئی ہوتی ہے، اور بہت آہستہ رفتار سے چلتی ہے، یعنی آدمی کی رفتار سے تو تیز چلتی ہے مگر چلتی آہستہ آہستہ ہے، لیکن وہ تو جبریل تھا، یہ انگریزوں کی ایجاد کی ہوئی لفٹ بھی نہیں تھی، بلکہ آسمانی سیڑھی تھی جو جبریل علیہ السلام کے لئے مہیا کی گئی ہوگی، اس کو معراج کہتے ہیں۔

معراج کا معنی؟

معراج کس کو کہتے ہیں؟ معراج سیڑھی کو کہتے ہیں، عروج کا ذریعہ اور آلۂ عروج کہتے ہیں اوپر چڑھنے کو، اور معراج اسم آلہ کا صیغہ ہے، معراج اسم آلہ کبریٰ ہے، جیسے مصفاۃ چھاننے کا آلہ، اسی طرح معراج چڑھنے کا آلہ، اور اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر جانا کسی ذریعہ سے بھی ہو، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدرت خداوندی کے دوش پہ گئے ہوں یا کسی اور ذریعہ سے، ہمیں اس سے بحث ہی کیا؟ تو اسی کا نام معراج رکھ دیا گیا، چونکہ قرآن کریم میں ذکر صرف اسراء کا ہے معراج کا نہیں اور احادیث متواترہ میں ذکر ہے معراج کا۔

حضرت عیسیٰؑ جبریلؑ کے ہمراہ آسمان پر گئے تھے:

تو پھر یہ مسئلہ تو طے ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام لینے آئے تھے، جیسا کہ ہمارے رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے آئے تھے، گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبریل امین کی پھونک کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور آپ کی معیت میں آسمان پر تشریف لے گئے۔

حضرت عیسیٰؑ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت؟

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے بقول: وہ ایک اعتبار سے حضرت جبریل علیہ السلام کے بیٹے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور قاری صاحبؒ نے تو ایک اور بات بھی کہی ہے، جو ہمارے مقام سے اونچی ہے، اور وہ یہ کہ وہ حقیقت محمدیہ تھی جس کا نفخ کیا گیا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت محمدیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بمنزلہ باپ کے تھی، یوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمنزلہ بیٹے کے ہوئے۔ اور چونکہ بیٹا باپ کا جانشین ہوتا ہے، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آپ کی امت میں آنا لازم اور ضروری ٹھہرا دیا گیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سنبھالیں، لیکن یہ تو اونچی باتیں ہیں، حقائق و معارف کی باتیں ہیں، جو حضرات صوفیائے کرام کے قلب پر وارد ہوتی ہیں، لیکن علمائے ظاہر کے لئے وہی بات ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہے اور بس!

قادیانی اعتراضات کے جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

جناب حضرت جبرائیل علیہ السلام اماں حضرت مریم سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ کہہ رہی تھیں کہ:

"اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا۔ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا۔ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا۔ قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔" (مریم:۱۸ تا ۲۱)

یعنی حضرت مریم نے کہا کہ میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ اس لئے کہ مجھے تو کسی بشر نے آج تک ہاتھ نہیں لگایا، اور میں بدکار اور گندی بھی نہیں ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے کسی نے جائز طریقہ پر اور ناجائز طریقہ پر بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: اسی طرح یعنی بغیر مرد کے ہاتھ لگائے ہوئے، بیٹا ہو جائے گا، کیونکہ تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھ پر آسان ہے، اور یہ اس لئے کہ ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔

ایک تو یہ کہ جس طرح اور جب اللہ تعالیٰ جس کو جیسا چاہے پیدا کرنا چاہے، اور اللہ تعالیٰ پیدا کرسکتا ہے۔

اور دوسرے یہ کہ اس کو قیامت کا بھی نشان بنانا ہے، یعنی یہ علامات قیامت میں سے ہوگا کہ اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور اپنی جانب سے علامت کا ذریعہ

بتائیں گے، اور ایسا کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، خواہ کچھ بھی ہو، پس وہ حاملہ ہوگئیں۔

حضرت مریم کو پھونک مارنے والے کون تھے؟

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماردی، یہاں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ پھونک مارنے والے کون تھے؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں:

پہلا اور مشہور قول:... ایک تو یہ ہے کہ پھونک مارنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: "فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا" (ہم نے بھیجا ان کے پاس اپنی روح کو یعنی روح الامین کو)۔ غالباً یہ حضرت زید بن سالم کا قول ہے یا کسی اور صحابی کا ہے۔

دوسرا اور غیر مشہور قول:... امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مشکلات القرآن" میں نقل کیا ہے کہ "فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا" کا معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت مریم کی طرف بھیجا اپنی جانب سے ایک روح کو، اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی اپنی روح کو بھیجا یعنی وہ خود روح اللہ (حضرت عیسیٰ) تھے، اور بیٹا ماں سے باتیں کر رہا تھا، تب معنی ہوگا کہ ہم نے بھیجا مریم کی طرف اپنی روح کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو، اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اس وقت انسانی شکل میں مجسد ہو کر آئی تھی، یعنی جسم کی شکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح آئی تھی، گویا یہ خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اماں جان سے یہ باتیں فرما رہے تھے، اور بیٹا اپنی ماں سے باتیں کر رہا تھا، اسی وجہ سے فرمایا گیا: "رُوْحَنَا" (ہم نے اپنی روح کو بھیجا) "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" یعنی وہ روح اس کے سامنے آئی یعنی وہ روح اس کے سامنے ایک تام الخلقت جوان انسان کی شکل میں متمثل ہو کر آئی، لیکن حضرت مریم نے سمجھا یہ کوئی اور ہے، اس لئے اس سے کہا: "اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا" میں رحمن کی پناہ لیتی ہوں اگر تیرے دل میں اللہ کا خوف ہے! اس پر اس روح نے کہا: "اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ" میں تو تیرے رب کا قاصد ہوں "لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا" تاکہ میں تجھ کو پاکیزہ بیٹا دے

دونوں، گویا وہ بتانا چاہتے ہیں کہ چونکہ یہ روح آپ کے بدن میں منتقل ہوگی، اس پر انسانی بدن کا ظرف چڑھے گا، اور تیرے جسم سے انسان اور بشر بن کر نکلے گا اور تیرا بیٹا کہلائے گا، اس لئے فرمایا: "لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا" بہرحال وہ روح جب مریم کے جسم میں منتقل ہوئی تو وہ حاملہ ہوگئیں۔

کوئی ضروری نہیں کہ ہم اس قول پر عقیدہ رکھیں۔ بہرحال یہ دونوں تفسیریں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ روح سے مراد روح الامین ہو، اور یہی مشہور تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تھا، اور ایک تفسیر یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اپنی اماں جان کے سامنے متمثل ہوئی تھی، کیونکہ روح تو لطیف چیز ہے، نکلتی بھی ہے اور داخل بھی ہوتی ہے، اس لئے وہ ان کے رحم میں منتقل ہوگئی اور اس سے وہ حاملہ ہوگئیں۔

قادیانی، معراجِ جسمانی کے قائل نہیں:

سوال:... حضرت! آپ نے ایک درس میں معراج کے بارے میں فرمایا تھا کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ معراج پر لے گئے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی لے گئے۔ قادیانی تو معراج کے قائل ہی نہیں، اس لئے وہ رفعِ عیسیٰ کا انکار کرتے ہیں، اگر وہ معراج کو مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو ماننا پڑے گا، تو ان کو جواب دینے کے لئے ہم کیا کہیں گے؟

جواب:... بھئی! میں اس کا جواب تو دے چکا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالے جانے کو تو غلام احمد قادیانی بھی مانتا اور لکھتا ہے، اور قرآن کریم نے بھی کہا ہے: "رَفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ" یعنی اللہ لے گئے ان کو اپنی طرف، تو گویا رفع کے تو قادیانی بھی قائل ہیں، لہٰذا قادیانیوں کے ساتھ ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں: "رَفَعَهُ اللهُ" سے رفعِ روح مع الجسم ہوا ہے، مگر قادیانی کہتے ہیں یہ رفع روحانی تھا، رفع روحانی کا معنی روح کا اٹھانا ہے، تو ہماری بیان کردہ تقریر سے ہماری یہ بات تو پوری ہوگئی، وہ چونکہ خود روح ہیں، اس لئے

ان کا رفع روح مع الجسد ہی ہوگا، اور اگر قادیانی قول کے مطابق اس کا معنی رفع درجات ہو تو سوال یہ ہے کہ رفع درجات کو رفع روحانی کون کہتا ہے؟ اور رفع درجات کو رفع روحانی کس نے کہا ہے؟ "ورفع بعضھم درجات" قرآن کریم میں دوسری جگہ موجود ہے، تو کیوں یہاں اللہ تعالیٰ نے درجات کے قبیل میں ذکر کردیا۔

قادیانی اشکال: کیا حضرت عیسیٰ جھوٹ بولیں گے؟

جواب: ایک اور قادیانی اشکال کا جواب بھی سمجھ لیں، قادیانی کہا کرتے ہیں جب خدا پوچھے گا کہ:

> "....ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللہِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ، اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ، تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ، اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ، وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ۔"
>
> (المائدۃ:۱۱۶، ۱۱۷)
>
> ترجمہ:... "اور جب کہے گا اللہ: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! تو نے کہا لوگوں سے کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے؟ کہا: تو پاک ہے! مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں، اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے، بے شک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا۔ میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی، جو رب ہے میرا اور تمہارا، اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھ کو

اُٹھالیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی، اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔"

(ترجمہ حضرت شیخ الہند)

یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تھے جب ہی تو ان سے برأت کا اظہار کریں گے؟

جواب:... قادیانیوں سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سب پوچھے گا؟ قیامت کے دن یا اس سے پہلے؟ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن پوچھیں گے، کیونکہ خود قرآن کریم میں ہے:

"یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ"

(المائدہ:۱۰۹)

ترجمہ:... "جس دن کہ اللہ تعالیٰ جمع کریں گے رسولوں کو
پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا جواب ملا؟"

پھر حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ کو الجھانے کے لئے قادیانی یہ کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیں گے کہ کیا تم نے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بناؤ؟ تو وہ کہیں گے مجھے نہیں پتہ! اب اگر وہ دوبارہ زمین پر آئیں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے کہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے اور حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کو خدا بنا رہے تھے تو وہ یہ کیوں کہیں گے؟ کہ مجھے نہیں پتہ! کیا وہ جھوٹ بولیں گے؟ یہ بات مرزا غلام احمد نے بیسیوں جگہ اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔

غلام احمد قادیانی ایسا بدبخت اور شقی ترین انسان ہے کہ جھوٹ بولنے سے بھی باز نہیں آتا، چنانچہ اس بات میں بھی وہ جھوٹ بولتا ہے۔

ہاں تو قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے قوم کی گمراہی کا علم نہیں!؟ جبکہ قرآن کریم میں تو یہ ہے:

"وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ

مَا يَكُوْنُ لِيْ أَنْ أَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ، إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ۔"

ترجمہ: "میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں، (توبہ! توبہ!) اگر میں نے ایسی بات کہی ہوگی تو وہ آپ کے علم میں ہوگی۔"

مرزائیوں سے سوال!

میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں سے پوچھو کہ اس سے ایک رکوع پیچھے:

"يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ۔"

(المائدہ:۱۰۹)

ترجمہ: ... "جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کریں گے اور پوچھیں گے کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا؟"

اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی رسولوں سے کہا جائے گا کہ جب تم نے اپنی قوم کو دعوت دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟ اس آیت کا یہی مطلب ہے یا کچھ اور؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے جواب میں انبیاء کہیں گے: "لَا عِلْمَ لَنَا" (ہمیں پتہ نہیں) اب کا کیا جواب ہے؟ اب مرزائیوں سے اس کا جواب لو کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ مرزائیو! بچو! مجھے اس کا جواب دو! کیوں بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

مرزائی کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کی قوم گمراہ ہوگئی تو معلوم ہوا کہ ان کو پتہ ہوگیا کہ میری قوم گمراہ ہوگئی ہے تو پھر وہ اللہ کو کیوں کہیں گے کہ مجھے پتہ نہیں؟ میں نے کہا ناں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کب کہا ہے کہ مجھے پتہ نہیں؟ یہ ان پر تہمت و افترا ہے ٹھیک ہے کہ نہیں؟

اس کے علاوہ میں قادیانیوں سے پوچھتا ہوں کہ تمام رسولوں اور انبیاء سے جب قیامت کے دن کہا اور پوچھا جائے گا کہ: "مَاذَآ أُجِبْتُمْ" تمہیں کیا جواب ملا؟ تو وہ کہیں

ہے: "لا علم لنا" اس کا کیا مطلب ہے؟ قادیانیو! تم تو تہمت لگانے جا رہے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، مگر خود پھنس گئے۔ اس کا جواب دو کہ انبیاء علیہم السلام ایسا کیوں کہیں گے؟ اور اگر قرآن کو مانتے ہو تو بتاؤ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا نعوذ باللہ! قرآن ہم سے جھوٹ بول رہا ہے؟ دیکھو اس کو کہتے ہیں: "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے!"

حضرت عیسیٰؑ سے قوم کی گمراہی کا سوال ہی نہیں ہوگا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو کہا ہی نہیں کہ مجھے پتہ نہیں، مگر قادیانی ان پر افترا باندھتے ہیں کہ وہ کہیں گے مجھے پتہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تو صرف یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو یہ کہا تھا؟ وہ فرمائیں گے: توبہ! آپ! میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کا مجھ کو خود حق نہیں، قوم کے کفر و شرک کے بارے میں وہ یہ نہیں کہیں گے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں۔ اس لئے ان سے تو پوچھا ہی یہ جائے گا کہ تم نے ان کو کہا تھا یا ان کو یہ تعلیم دی تھی؟ دراصل تو قوم کو ڈانٹنا مقصود ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈانٹنا مقصود نہیں ہوگا، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے یہ پُرجلال خطاب ہوگا کہ کیا تم نے اپنی قوم کو یہ کہا تھا؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے اور ان پر لرزہ طاری ہوجائے گا، تب وہ کہیں گے: سبحانک! توبہ توبہ، پہلے تو یہ بات، پھر سبحانک، یعنی میری توبہ بھلا میں ایسی بات کہہ سکتا ہوں اور وہ بھی آپ کی ذات کے بارے میں، اس لئے کہ آپ کی ذات تو پاک ہے، اس لئے فرمایا: "ان اقول ما لیس لی بحق" اے اللہ! میں آپ کو پاک سمجھتا ہوں اس بات سے کہ میں کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو علم نہیں، کوئی حق نہیں، اور میرے علم میں نہیں، اور مجھے یہ کہنے کا حق ہی نہیں۔ "ان کنت قلتہ فقد علمتہ" اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو آپ کے علم میں ہوگی، لیکن آپ کے علم میں نہیں تو میں نے نہیں کہی۔ "تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک" (اس لئے کہ) آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں، اور میں آپ کے دل کی بات نہیں جانتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا کا بھی دل ہوتا ہے؟ جواب مشاکلت (لفظی

مشابہت) کے طرز پر استعمال کیا ہے۔

آپ ہی بتائیں کہ اس پوری تفصیل میں کہیں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آنے کے بعد بھی پتہ نہیں کہ قوم گمراہ ہوگئی تھی؟ اگر قرآن میں کہیں نہیں آیا تو مرزا ملعون، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ تہمت کیوں لگاتا ہے؟ اور یہ کیوں کہتا ہے کہ: "اگر وہ آئیں گے تو کیا جھوٹ بولیں گے؟" نعوذ باللہ! یہ تو خالص جھوٹ اور افترا ہے۔

مرزائی مغالطہ اور اس کا جواب:

مرزائی یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام آگئے تو ان کا جھوٹ بولنا لازم آئے گا، جبکہ جھوٹ بولنا ان کی شان کے خلاف ہے۔ یہ مرزائیوں کا خودساختہ مغالطہ ہے کہ اگر وہ دوبارہ آئیں گے اور قوم کی حالت دیکھ جائیں گے اور پھر جب اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن پوچھیں گے: "ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ" اور وہ کہیں گے کہ میں نہیں جانتا، تو یہ ان کا جھوٹ ہوگا۔

جواب:... اس قادیانی مغالطہ کا حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے "بیان القرآن" میں نہایت نفیس جواب دیا ہے، چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

> "یعنی اس باب میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) یوں عرض کریں گے کہ میں ان کی حالت پر مطلع رہا جب تک ان میں موجود رہا، سو اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا ہے، اس کے متعلق بیان کرسکتا ہوں، پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھالیا، یعنی اول بار میں تو زندہ آسمان کی طرف، اور دوسری بار میں وفات کے طور پر، تو اس وقت صرف آپ ان کے احوال پر مطلع رہے، اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا؟ اور کیسے گمراہ ہوا؟"
>
> (بیان القرآن ج:۳ ص:۵۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

مرزا غلام احمد کا نزولِ مسیحؑ کا اقرار

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" یعنی اسلام کے کمالات کا آئینہ، جس کا دوسرا نام "دافع الوساوس" بھی ہے، اس کتاب کے بارہ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ: "آئینہ کمالاتِ اسلام" کے بجائے اس کا نام ہونا چاہئے "آئینہ وساوس" کیونکہ اس میں سارے وساوس کی جمع ہیں۔ میرے خیال میں بھی اس کا یہی نام ہونا چاہئے تھا، خیر تو مرزا قادیانی اپنی اس کتاب میں لکھتا ہے کہ:

> "یہاں پر یہ بات بھی ذکر کردینا ضروری ہے کہ حضرت مسیح کی روحانیت نے تین بار جوش مارا، ایک مرتبہ جب ان کو بتایا گیا کہ تیری قوم گمراہ ہوگئی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں سربسجود ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس گریہ وزاری کو سن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا، اور دوسری مرتبہ جب انہوں نے گریہ وزاری کی تو پھر فقیر کو بھیج دیا، اور مجھے بتایا گیا ہے کہ تیسری مرتبہ پھر حضرت مسیح کی روح اللہ تعالیٰ کے سامنے تڑپے گی اور وہ خود ہی آجائیں گے۔" (ملخصاً، روحانی خزائن ج:۵ ص:۳۴۱، ۳۴۲)

مجھے اس خبیث کی اس واہیات اور لغویات سے بحث نہیں، البتہ مجھے بتانا ہے کہ وہ خود لکھتا ہے کہ: "ایک دفعہ پھر آئیں گے" یہ خود اس کا کشف ہے کہ مسیح کے ساتھ تین دفعہ یہ واقعہ پیش آیا، گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کی گمراہی کا پتہ چل گیا تو اب ان کا یہ کہنا کہ: "مجھے معلوم نہیں کہ میری قوم گمراہ ہوئی ہے" جھوٹ ہوگا۔

لیکن جیسا کہ میں نے پہلے حضرت تھانویؒ کے بیان القرآن کے حوالے سے عرض کیا ہے کہ ان کے خود ساختہ تضاد کا حل یہ ہے کہ جتنا عرصہ وہ قوم کے پاس تشریف رہے اس کے بارہ میں فرمائیں گے کہ مجھے نہیں معلوم، اس طرح یوں وہ تضاد حل ہوگیا۔

لیکن اگر قادیانیوں میں ذرا بھی عقل و فہم ہو تو وہ مرزا کے اس کشف سے بخوبی

سمجھتے ہیں کہ مرزا خود بھی مذہب تناسخ کا قائل ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: "ایک دفعہ پھر آئیں گے۔"

غلام احمد امام ضلالت تھا:

سوال:… مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ جب اماموں کی اتباع ضروری ہے تو ان میں سے ایک غلام احمد قادیانی بھی امام ہے۔

جواب:… پہلی بات یہ ہے کہ مرزا کو سوائے قادیانیوں کے کون امام مانتا ہے؟

دوم:… اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو قسم کے اماموں کا تذکرہ فرمایا ہے، ایک ائمہ ہدایت اور دوسرے ائمہ ضلالت، چنانچہ ائمہ ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا"

(سجدہ:۲۴)

ترجمہ:… "اور بنائے ہم نے ان کو امام کہ وہ ہدایت دیتے ہیں ہمارے حکم سے جب انہوں نے صبر کیا۔"

اسی طرح ائمہ ضلالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ" (القصص:۴۱)

ترجمہ:… "اور ہم نے بنایا ان کو (فرعون اور فرعون کے لوگوں ہامان وغیرہ کو) ائمہ ضلالت، وہ لوگوں کو بلاتے تھے جہنم کی آگ کی طرف۔"

گویا فرعون، ہامان وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ ایسے امام تھے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ کی طرف بلاتے تھے، تو گویا قرآن میں دو قسم کے اماموں کا تذکرہ ہے، ایک ائمہ ہدایت اور دوسرے ائمہ ضلالت و گمراہی کا۔

ائمہ ہدایت تو لوگوں کو جنت کی طرف راہنمائی کرتے اور بلاتے تھے، جبکہ ائمہ ضلالت یعنی گمراہی کے امام لوگوں کو کھینچتے تھے دوزخ کی طرف، لہٰذا ہم یہ تو کہتے ہیں کہ

ان دونوں کی تعداد گننی چاہئے، لیکن نزولِ ہدایت کی بات کے مقابلہ میں اب چونکہ مرزائیت تمام ضلالت ہے اس لئے ان کی تعداد کی زیادتی اس سے دور ہٹنا چاہئے، کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ یہ ضلالت قیامت تک رہے گی، پھر کفار، مذاہب رہیں گے اور "یوم القیامۃ لا ینصرون" کے مصداق وہی ہوں گے، کام نہ آئیں گے، تعداد نزولِ ہدایت کی اتباع کرتی ہے نہ اتباعِ ضلالت کی۔

حدیث میں "آسمان" کا لفظ نہیں:

سوال: ... مرزائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ حدیث میں نزول کا ذکر ہے، اور "امامکم منکم" کے الفاظ بھی ہیں، مگر اس میں "آسمان" کا لفظ نہیں ہے، جبکہ آپ کہتے ہیں "نزول من السماء" کا لفظ ہے، مگر بخاری شریف میں "نزول من السماء" کا لفظ نہیں ہے۔

جواب: ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو لفظ آئے ہیں، ایک "رفع" کا اور ایک "نزول" کا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں "نزول من السماء" کا لفظ نہیں ہے، البتہ "ینزل عیسیٰ بن مریم" کے الفاظ ہیں، اس قادیانی شبہ کے کئی جواب ہیں:

الف: ... مرزا غلام احمد قادیانی خود "نزول من السماء" کا قائل ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: "دیکھو حدیث میں آتا ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۲) جس سے معلوم ہوا کہ وہ خود بھی مسیح کے نزول من السماء کا قائل ہے، اس کا حوالہ میری کتاب "تحفۂ قادیانیت" جلد سوم میں ملفوظات کے حوالے سے موجود ہے۔

ب: ... مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حدیث میں "نزول من السماء" کے الفاظ نہیں ہیں، جھوٹ ہے، کیونکہ خود مرزا کہتے ہیں کہ: "صحیح مسلم میں ہے کہ مسیح آسمان سے نازل ہوں گے" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۲۰، ۱۴۲) معلوم ہوا کہ خود مرزا کے دماغ میں بھی "نزول من السماء" ہی ہے۔

ج:… جب وہ اپنے بیٹے کے بارے میں خود کہتا ہے: ”کأن اللہ نزل من السماء“ (گویا اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل ہوئے) تو ظاہر ہے جیسے اس کا بیٹا نازل ہوا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے، جب یہ بات ہے تو چاہئے تھا، پھر یہ الزام کس پر ہوا؟

دوم: دیکھو بھائی! اگر ”نزل من السماء“ کا لفظ صحیح بخاری، مسلم یا صحاح ستہ یا کسی دوسری حدیث کی کتاب میں آجاتا تو قادیانی کہہ سکتے تھے کہ یہ اوپر کی بات ہے، لیکن جب خود ان کے مسیح موعود کی کتاب میں موجود ہے کہ: ”حدیث میں آتا ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا“ تو اس سے بڑھ کر کسی معتبر حوالے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ خود مرزا اس کا قائل ہے کہ حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوں گے، جس کی تائید قرآن کے علاوہ صحیح بخاری، مسلم، صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہے، مگر قادیانیوں کے نزدیک ان سب سے بڑھ کر قابل اعتماد مرزا غلام احمد قادیانی کا حوالہ تھا، جب میں نے وہ پیش کر دیا تو مزید کسی حوالے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!

سوم: مرزا جی کا دوسرا حوالہ ہے کہ: ”صحیح مسلم میں ہے کہ جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا تو دو زرد رنگ کی چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“ اگرچہ ہمارے ہاں صحیح مسلم میں یہ لفظ نہیں ہے، لیکن غلام احمد قادیانی صاحب تو نہیں کہہ سکتے ناں؟ آخر یہ قادیانیوں کے مسیح موعود ہو گئے!

چہارم:… آخری بات جو نہایت غور و فکر اور سمجھنے کی ہے، وہ یہ کہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ: ”بل رفعہ اللہ الیہ“ سے مراد رفع الی السماء ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہوں گے، تو رفع اور نزول (اوپر جانا اور نیچے آنا) کے درمیان طباق لفظی مطابقت تب ہی ہوگی کہ جہاں گئے تھے وہیں سے واپس آئیں، کیونکہ جیسے زمین و آسمان اور لڑکا لڑکی، مرد و عورت کے درمیان مقابلہ ہے، ایسے ہی رفع و نزول کے درمیان بھی طباق و مقابلہ ہے، جیسا کہ اہل ادب کے ہاں معلوم ہے، چنانچہ اگر رفع سے مراد رفع الی السماء ہے تو نزول سے مراد بھی نزول من السماء ہوگا، یعنی جس طرف رفع ہوا تھا اسی طرف سے نزول ہوگا۔

اب آپ خود ہی سمجھیں اور قادیانیوں سے سوال کریں کہ مرزا کہاں سے آیا تھا؟

پھر یہ بھی قابلِ غور نکتہ ہے کہ "نزیل" مہمان کو کہتے ہیں، اور "نزول" بھی نزیل سے ماخوذ ہے، مگر کسی محاورہ عربی میں مہمان کے لئے نزول کا لفظ استعمال نہیں ہوتا، معلوم ہوا کہ نزیل زمین سے آنے والے مہمان کو کہتے ہیں، اور جب نزول کا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد ہوتا ہے کہ آسمان سے نازل ہونے والا، کیونکہ نزول رفع کے مقابلے میں واقع ہوا ہے۔

شبِ معراج میں نزولِ عیسیٰ پر انبیاء کا اجماع:

سنن ابن ماجہ میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج سے واپسی پر فرمایا کہ:

> "شبِ معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، آپس میں یہ گفتگو ہوئی کہ قیامت کب آئے گی؟ (سب سے) پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں! پھر موسیٰ علیہ السلام کی باری آئی، انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا، پھر عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: قیامت کب برپا ہوگی؟ اس کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں، ہاں! مجھ سے میرے رب کا عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا۔" (ابن ماجہ ص:۳۰۹، مستدرک ج:۴ ص:۵۴۵، مسند احمد ج:۱ ص:۳۷۵)

تو حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

> "اما وجبتها، لا يعلمها الا الله! اما دون وجبتها وفيما عهد الي ربي ان الدجال خارج وانزل واقتله۔"

یعنی رہا وہ وقت جس میں قیامت ہوگی، اس کو تو حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں! قیامت سے پہلے پہلے میرے رب کا مجھ سے ایک وعدہ ہے کہ دجال نکلے گا تو میں نازل ہوکر اس کو قتل کروں گا۔ یہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔

نزولِ عیسیٰ کا عقیدہ خداوندی عقیدہ ہے:

میں نے اپنی کتاب: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجددین و اکابرِ امت کی نظر میں“ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر چودھویں صدی بلکہ پندرھویں صدی کے زندہ اور وفات یافتہ اکابر کے عقائد جمع کئے ہیں، میں نے اس کتاب میں صدی وار اکابرینِ امت مثلاً: جن میں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام غزالیؒ وغیرہ اکابرِ امت کے حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو لکھا ہے۔ وہاں میں نے یہ بھی لکھا ہے، اور اس نکتہ کو مجھ سے خوب سمجھ لو، بعد میں کتاب بھی دیکھ لینا، ہاں تو میں نے وہاں لکھا کہ: انبیائے کرام علیہم السلام کی محفل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تقریر فرمارہے ہیں، اور اس میں کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے رب کا وعدہ ہے، اور وہ اس کو نقل کر رہے ہیں، اور انبیائے کرام بالاجماع اس کو تسلیم کر رہے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی روایت فرمارہے ہیں، تو یہ عقیدہ خداوندی ہوا، کوئی ایک نبی بھی اس سے باہر نہیں، سب شامل ہیں، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو روایت فرماکر اس پر مہرِ تصدیق ثبت فرمارہے ہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کا، حضرات انبیائے کرام کا اور پوری امت کا عقیدہ ہوا، اس حدیث کی صحت یا اس کے راویوں میں سے کسی ایک راوی پر کوئی کلام نہیں، اس کے کسی راوی پر کسی محدث نے یہ نہیں کہا کہ یہ کمزور ہے۔

حدیثِ ابنِ ماجہ اور حافظ ابنِ حجرؒ:

حافظ ابنِ حجرؒ نے یہ حدیث اپنی کتاب فتح الباری میں نقل کی ہے، اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، حالانکہ حافظؒ نے مقدمہ فتح الباری میں وعدہ کیا ہے کہ میں اس کتاب میں جتنی روایتیں نقل کروں گا صحیح ہوں گی یا حسن، اگر میں کوئی ضعیف روایت نقل کروں گا تو اس

پر تعجب ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے، مگر حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو نقل کرکے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، مسند احمد، مستدرک حاکم، ابن ماجہ اور دوسری کتابوں میں موجود ہے، حافظ ابن حجرؒ کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی اس کو صحیح کہا ہے، اس قدر وضاحت کے بعد میری عقل میں نہیں آتا کہ میں اس سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے بارے میں اور کیا ثبوت دوں؟

لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم:

"لا مھدی الا عیسی ابن مریم" یعنی نہیں ہے مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم۔ اس روایت کو لے کر قادیانی کہا کرتے ہیں کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں، اور وہ مرزا قادیانی ہے، یعنی مہدی اور عیسیٰ دو الگ شخصیتیں نہیں ہیں۔

جواب:… یہ ابن ماجہ کی روایت کا ایک ٹکڑا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اس روایت کو صحیح مان بھی لیں تو سوال یہ ہے کہ اس سے قادیانیوں کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ اور ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا؟ کیا اس حدیث کے ثبوت سے مرزا غلام احمد قادیانی مہدی یا عیسیٰ بن جائے گا؟ کیا اس میں اس کا کہیں کوئی تذکرہ ہے؟ اگر ہے تو بتلاؤ! اگر ہم اس حدیث کو صحیح مان بھی لیں تو زیادہ سے زیادہ ہمیں یہ نقصان ہوگا کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں، جبکہ ہمارا احادیث کی روشنی میں عقیدہ ہے کہ مہدی الگ ہے، اور مسیح الگ ہے، اور واقعہ بھی یہی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قادیانی اس روایت کے زور پر کہتے ہیں کہ وہی مہدی ہے اور وہی عیسیٰ ہے، ہم ان سے کہتے ہیں کہ چلو تم ایک بات ثابت کردو، دوسری ہم خود بخود مان لیں گے، تمہیں دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی، چلو تم غلام احمد قادیانی میں مہدی کی صفات میں سے کوئی ایک صفت ثابت کردو، ہم مان لیں گے کہ وہ عیسیٰ بھی تھا، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خاص صفات میں سے کوئی ایک صفت ثابت کردو، ہم مان لیں

گے کہ وہ مہدی بھی تھا، اور مسیح بھی، یہ پہلے تو ثابت کرنے کو تیار ہوں، لیکن یاد رکھو! صفات سے مراد وہ خاص امتیازی صفات ہیں، یہ نہیں کہ میرے دو کان ہیں اور مسیح کے بھی دو کان ہوں گے، یہ تو کوئی صفت نہ ہوئی، کیونکہ یہ کسی انسان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر ایک میں مشترک ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ سورج اِدھر سے اُدھر نکل سکتا ہے، لیکن قادیانی، غلام احمد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفاتِ خاصہ میں سے کوئی ایک صفت بھی ثابت نہیں کرپائیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ پھر ”لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ“ کی بحث کا کیا فائدہ؟

ہم کہتے ہیں کہ مہدی الگ ہے اور مسیح الگ ہے، اور تم کہتے ہو کہ ایک ہی ہے، شاید اسی لئے کہ تمہیں دو آدمی ثابت کرنا پڑیں؟ ہم کہتے ہیں چلو ایک ہی ثابت کردو۔

پھر یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ جب سب احادیث کہتی ہیں کہ عیسیٰ آئیں گے اور ایک روایت کہتی ہے کہ مہدی ہی عیسیٰ ہے، تو اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ عیسیٰ آئیں گے! رہی یہ بات کہ مہدی ہے یا نہیں؟ اس کو چھوڑ دو، کیونکہ ہم فی الحال مہدی کی بحث ہی نہیں کرتے، اور یہ تو تم نے بھی تسلیم کرلیا کہ عیسیٰ لازماً آئیں گے، اور خود تم نے اس حدیث میں بھی تسلیم کرلیا، اس لئے اگر بالفرض ہم اس حدیث کو من وعن تسلیم کریں، اور کسی قسم کی کوئی تاویل نہ کریں تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ہمیں مہدی کا انکار کرنا پڑے گا؟ چلو ایک منٹ کے لئے ہم یہ بھی فرض کرلیتے ہیں کہ مہدی نہیں آئے گا، تو سوال یہ ہے کہ عیسیٰ کی صحت پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ کیونکہ احادیث کہتی ہیں کہ عیسیٰ آئیں گے، بھائی! مہدی نہ آئے، تمہیں اس سے کیا فائدہ؟

یہ حدیث موضوع ہے:

۲:... اس شبہ/ اشکال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے علماء اور محدثین کے نزدیک صحیح نہیں، چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہ کے شاگرد

اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے استاذ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ ابن ماجہ میں اس حدیث کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔

دوم:... اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ اس ایک روایت کے مقابلہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں کہ عیسیٰ، مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو احادیث متواترہ کی بات قابل اعتماد ہوگی یا ایک ایسی روایت کی جس کی صحت وضعف ہی نہیں بلکہ موضوع ہونے میں بحث ہے؟

فائدہ:... ہر وہ روایت جو صحاح ستہ میں سے صرف ابن ماجہ میں ہو اور دوسری کسی صحیح کتاب میں نہ ہو، وہ ضعیف ہوتی ہے، سوائے چند احادیث کے، جو اس قانون سے مستثنیٰ ہیں، اس کے علاوہ ابن ماجہ میں چالیس کے قریب موضوع یعنی من گھڑت حدیثیں بھی ہیں۔

سو (۱۰۰) کی مانیں یا ایک کی؟

اب سو کے قریب احادیث میں موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، معلوم ہوا کہ دونوں شخصیتیں الگ الگ ہیں، مگر یہ روایت اس کے خلاف ہے، اب دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں، یا تو ہم اس روایت میں تاویل کریں اور اس کا کوئی صحیح مطلب بتائیں یا اس کو رد کردیں۔ سو آدمی ایک بات کی گواہی دیتے ہیں، اور بے چارہ ایک آدمی دوسری گواہی دیتا ہے، بتلایا جائے کہ سو کی گواہی معتبر ہوگی یا ایک کی؟ ظاہر ہے ایک کے مقابلہ میں سو کی گواہی معتبر ہوگی، اور ایک کی گواہی مردود ہوگی۔

ہاں اس ایک کی گواہی کے بارہ میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا، یا یہ کہنا چاہتا ہے، گویا اس کی بات میں تاویل کرسکتے ہیں، مگر اس کی بات کو بنیاد بناکر سو آدمی کی شہادت کو رد نہیں کریں گے، یہ بات ٹھیک ہے ناں؟ کیونکہ یہ عقلی اصول ہے۔

مرزائیوں کی نرالی عدالت!

مجھے دنیا کی کوئی عدالت بتادو جو ایک آدمی کے کہنے پر سو آدمیوں کی گواہی کو رد کردے، چلو ایک کے مقابلے میں سو کی نہیں، ایک کے مقابلے میں دس آدمی کی گواہی کو رد کردے، یا دس دس آدمی ہوں اور ادھر چار آدمی ہوں، جب وہ نہایت ہی ثقہ، معتمد اور قابلِ اعتماد بھی کیوں نہ ہوں، کہ ایک سو، دس یا چار آدمی قصہ کچھ بیان کرتے ہوں مگر ان کے مقابلے میں ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں قصہ یوں ہے، بتلایا جائے کہ کوئی دنیا کی عدالت ایسی ہے جو چار آدمیوں کے مقابلے میں ایک آدمی کی گواہی کو قبول کرلے؟ چنانچہ مسلّمہ قاعدہ دنیا کی کوئی عدالت ایسی نہیں جو یہ کہے کہ سو کے مقابلے میں ایک کی، یا دس کے مقابلے میں ایک کی، یا چار کے مقابلے میں ایک کی گواہی معتبر ہے، ہاں! البتہ مرزائیوں کی نرالی عدالت ہے جو یہ کہتی ہے کہ ان کے مطلب کی ایک روایت بھی، ان کے نزدیک صحیح اور متواتر سو روایات کے مقابلے میں بھی قابلِ اعتماد ہے، اس لئے وہ ان تمام صحیح اور متواتر احادیث کو بھی رد کردیتے ہیں جو ان کے موقف کے متعارض ہوں۔

حدیث ”لا مہدی الا عیسٰی“ کی تاویل:

اچھا اب سنو! میں نے کہا تھا کہ یہ روایت مخالف ہے احادیثِ صحیحہ متواترہ کی، اب اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ ہم اس کی تاویل کریں، یا پھر اس کو رد کردیں، یعنی کنڈم کردیں، اگر کنڈم کرنے کے قابل تھی تو پیش ہی کیوں کی؟ اور اگر تم اس کی تاویل کرتے ہو تو تم ہی بتاؤ اس کی کیا تاویل کریں؟ ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سو کے مقابلے میں اس کی حیثیت نہیں تھی تو اس کو رد کردیتے، چلو ہم تمہارے اطمینان کے لئے اس کو رد نہیں کرتے تو اس کی تطبیق کے لئے کیا تاویل کریں؟ بہرحال علماء نے اس کی دو تاویلیں کی ہیں:

اوّل: کامل مہدی:

ایک تاویل یہ کی ہے کہ: ”لا مہدی الا عیسٰی“ سے مراد ہے کامل ترین

مہدی ہوا، اس امت میں نہیں آئے گا، وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے، چنانچہ "لا مھدی الا عیسٰی" میں "لا" نفی کمال کے لئے ہے، نفی ذات واصل کے لئے نہیں، یعنی اس وقت مہدی کا اصطلاحی معنی مراد نہیں ہوگا، بلکہ یہاں مہدی کا لغوی معنی "ہدایت یافتہ" مراد ہوگا۔

مولانا عبدالرشید نعمانی کا ابن ماجہ پر ایک مقدمہ ہے، جس کا نام ہے "ما تمس إليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه" ابن ماجہ کی شرحیں ہیں، ایک ہے "مصباح الزجاجة" اور ایک ہے "ما تمس إليه الحاجة" اور ایک ہے "انجاح الحاجة" جو شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ہے۔

تو اس تاویل کی صورت میں "لا مھدی" کے معنی ہوں گے کہ کامل ترین مہدی کوئی نہیں ہے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔

لغوی مہدی ہزاروں ہوئے:

اس امت میں لغوی معنی (ہدایت یافتہ) کے اعتبار سے آنے والے مہدی ہزاروں کی تعداد میں ہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہادی ومہدی ہیں۔ خلفائے راشدین ہادی ومہدی تھے، حضرت معاویہؓ کے بارے میں بھی فرمایا: "اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا"، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو ساری امت مہدی کہتی ہے، بلکہ ان کے زمانے کے لوگ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہی مہدی آخر زمان ہے، اور ایک مہدی جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں آئیں گے وہ بھی مہدی ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کامل ترین مہدی:

تو ان "مہدیوں" اور "ہدایت یافتہ" لوگوں کے درمیان فرق مراتب ہے، لیکن کامل ترین مہدی جو اس امت میں آنے والے ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، کہ ان سے افضل ترین اور کامل ترین کوئی شخص نہیں، اس لئے کہ وہ نبی بھی ہیں، صحابی بھی ہیں، ہادی بھی ہیں اور مہدی بھی ہیں۔ اس تاویل سے اس حدیث پر کوئی اشکال نہیں، احادیث میں ان کی ہدایت کی بے شمار تصریح موجود ہے، مثلاً ارشاد ہے: "لا دین لمن لا امانة لہ"

اس شخص کا دین، دین ہی نہیں ہے جس کے پاس امانت نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "کلما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الا! لا دین لمن لا امانة لہ" یعنی بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ہو اور یہ بات نہ فرمائی ہو کہ اس شخص کا دین، دین ہی نہیں جس کے پاس امانت نہ ہو۔ یعنی اس تاویل میں معنی یہ ہوگا کہ کوئی کامل مہدی سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے نہیں ہے، گویا یہاں نفی کمال کی ہوگی۔

دوم: سچا مہدی حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں:

دوسرا مطلب یہ ہے کہ جھوٹے مہدی تو بہت سے آتے رہیں گے، مگر سچا مہدی وہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "آتیک العصر" ای وقت العصر یعنی تیرے پاس آؤں گا عصر کے وقت، یعنی عصر کی نماز پر یا عصر کے وقت پر، یہ محاورہ میرا بنایا ہوا نہیں ہے، لغت اٹھا کر دیکھو تو یہی لغت ملے گی۔ تو "لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم" کا یہاں مطلب یہ ہے کہ کوئی سچا مہدی نہیں سوائے اس مہدی کے جو عیسیٰ ابن مریم کے زمانے اور وقت میں آئے گا، یعنی یہاں معنی ہوگا "الا وقت عیسیٰ ابن مریم" اور یہ بات واقعی اور بالکل ٹھیک ہے۔

غلام احمد نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اور اس سے پہلے بہاء اللہ ایرانی وغیرہ نے بھی کیا اور اس سے پہلے دوسرے لوگوں نے بھی یہ دعویٰ کیا اور ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی مہدی کا دعویٰ کرتا رہا ہے، لیکن اللہ کی شان یہ ہے کہ سچا مہدی وہ ہوگا جس کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے، وہی سچا مہدی ہوگا۔ اس تاویل میں بھی کوئی تکلف و تعصب نہیں۔

پھر مہدی کے بعد دجال کا خروج ہوگا اور دجال سوائے مکہ، مدینہ کے پوری دنیا کا چکر لگائے گا، آخرکار مسلمان دمشق میں محصور ہو جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جامع دمشق کے شرقی منارہ پر نزول ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت دجال کے ساتھ اس کی

قوم کی کتنی فوج ہوگی؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور باب لُد کے مقام پر قتل کریں گے۔ یہ تفصیلات میں نے اپنے رسالہ شناخت میں لکھ دی ہیں، اس میں آپ حضرات پڑھ لیں۔ مکمل تفصیل دوسری کتابوں میں موجود ہے۔ بہرحال دجال کے ہمراہ ستر ہزار "اصفہان" کے یہودیوں کی فوج ہوگی۔ دراصل دجال یہودیوں کا بادشاہ ہوگا، اس کے بعد کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شامل ہوجائیں گے، لیکن اصل میں بنیادی طور پر یہودی اس کے ہمراہی اور فوجی ہوں گے، حدیث شریف میں ان کی تعداد ستر ہزار بتائی گئی ہے۔

کیا ائمہ پر قرآنی آیات کا نزول ہوتا ہے؟

اشکال:... قادیانیوں کا کہنا ہے کہ علامہ ابن عربیؒ کی تصریح کے مطابق جب ائمہ کرام پر قرآنی آیات نازل ہوتی ہیں، تو اگر مرزا پر قرآنی آیات نازل ہوگئیں تو کیا حرج ہے؟ کیا یہ کہنا صحیح ہے؟

جواب:... یہ کسی نے نہیں لکھا کہ قرآن کی آیت ائمہ پر نازل ہوتی ہیں، یہ مرزائیوں کا کذب و افترا اور جھوٹ ہے، ان کی بدبختی ہے۔

قرآنی آیات کا القا ہوسکتا ہے:

ہاں! البتہ بعض حضرات کو قرآن کریم کی آیات کا الہام اور القا ہوتا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مثلاً: ہم لوگ کسی معاملے میں تشویش میں تھے اور کوئی صورت حال واضح نہیں ہو رہی تھی، اتنے میں حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے اس معاملہ و صورت حال کی تعیین کے لئے ہمارے ذہن میں قرآن کریم کی کوئی آیت القا کردی گئی، یعنی یاد دلادی جائے، جو ہمارے سوال کا جواب ہے اور اس سے ہمیں اطمینان ہوجائے، اس کا نام ہے قرآنی آیات کا القا اور الہام۔

انبیاء کی وحی فرشتے کے ذریعہ اور القا فرشتے کے بغیر:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام یا فرشتہ وحی نازل ہوتی تھی، اسی طرح ان بزرگوں پر بھی، نعوذ باللہ... بذریعہ

جبرائیل یا فرشتے کے وحی نازل ہوتی ہے۔

یہ جو ابن عربی کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ علامہ ابن عربی لکھتے ہیں کہ:

> "انبیاء کی وحی اور اولیاء کی وحی میں یہ فرق ہے کہ انبیاء کی وحی فرشتے کے ذریعہ نازل ہوتی ہے اور یہ بغیر فرشتے کے۔"

یہ عبارت ان کی کتاب "فتوحات مکیہ" کی ہے، لیکن یہ بات جو میں ذکر کر رہا ہوں یہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر" کی ہے، یہ ساری کی ساری کتاب گویا چاہئے کہ ابن عربی ہی کے حوالوں سے لکھی گئی ہے، اس میں علامہ کہتے ہیں اور صافاً اس قسم کی عبارت ہے کہ: "فان قلت ما الفرق بین الوحی والالہام ووحی النبوۃ" (یعنی اگر تم پوچھو کہ اولیاء کی وحی اور انبیاء کی وحی میں کیا فرق ہے؟)۔

لغوی اور اصطلاحی وحی؟

دراصل لغت میں وحی کہتے ہیں مخفی طور پر کسی بات کو دل میں ڈال دینا، چنانچہ اولیاء اللہ پر جو الہام ہوتا ہے یا ان کے دل میں بات ڈال دی جاتی ہے، لغوی معنی کے طور پر اس کو بھی وحی کہہ سکتے ہیں، لیکن جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں پر وحی نازل ہوتی ہے، تو اس سے وہ خاص نبوت والی وحی مراد ہوتی ہے، مرزائی لغوی اور اصطلاحی معنی کے فرق کو گڈمڈ کردیتے ہیں۔

دیکھو! جب کہیں کہا جائے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو اس "رب" سے کیا مراد ہوتی ہے؟ یہی نا کہ اللہ تعالیٰ! اور جب کہا جائے کہ رب الدار کون ہے یعنی اس مکان کا مالک کون ہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ: یہ! تو کیا زید کو رب الدار کہنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ رب ہے؟

اسی طرح جب یہ کہا جائے کہ وحی کس پر نازل ہوتی ہے؟ تو کہو انبیاء پر، اور جب کہا جائے کہ وحی الہام کس پر نازل ہوتی ہے؟ تو کہو کہ اولیاء پر، اس وحی کو اولیاء کو مضاف

مرزے نقل کریں گے، مطلق نہیں دیکھا کہ میں نے کہا کہ جب پوچھا جائے رب کون ہے؟ تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، کیونکہ کسی دوسرے کو رب کہنا جائز نہیں، لیکن جب کہا جائے کہ "رب الدار" کون ہے؟ "رب المال" کون ہے؟ تو وہاں رب کے معنی مالک کے ہوں گے، یعنی اس مکان کا مالک کون ہے؟ اسی طرح جب کہا جائے کہ "رب الدابۃ" یعنی اس سواری کا مالک کون ہے؟ اس مال کا مالک کون ہے؟ تو اس کا جواب ہوگا فلاں آدمی اس کا مالک ہے، تو ان دونوں میں فرق ہوگیا نا! تو جس طرح رب، رب کے درمیان فرق ہے، اسی طرح وحی، وحی کے درمیان فرق ہے، چنانچہ جب کہا جائے کہ وحی کس پر نازل ہوتی ہے؟ تو کہا جائے گا: صرف نبی پر! اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تو کافر ہے، مدعیٔ نبوت ہے، اور اگر کہا جائے کہ وحی الہام ہوتی ہے، تو اب چونکہ یہ مضاف ہوگئی تو اس کا معنی ہوگا ایک خاص قسم کی وحی، اور یہ سب کے لئے عام ہے۔

تو خیر علامہ ابن عربی نے کہا کہ کیا فرق ہے وحی، الہام اور وحی نبوت کے درمیان؟ تو اس کا جواب دیا کہ وحی نبوت فرشتے کے ذریعہ ہوتی ہے، اور وحی الہام فرشتے کے بغیر ہوتی ہے۔

ولی فرشتے کی آواز سنتا ہے، مگر دیکھ نہیں سکتا:

کبھی یوں فرق کرتے ہیں کہ ولی فرشتے کی بات سنتا تو ہے مگر دیکھ نہیں سکتا، یعنی اللہ نے فرشتہ بھیج دیا کہ جاکر فلاں کو آواز دے آؤ، لیکن وہ اس فرشتے کو دیکھتا نہیں، اور نبی اس فرشتے کو دیکھتا اور اس کی آواز کو سنتا ہے۔

تو مرزا صاحب کی بات تو غلط ہے کہ اولیاء پر آیات کا نزول ہوا ہے، کیونکہ وحی نازل ہونے کا معنی یہ ہوتا ہے فرشتہ لے کر آئے، اس کا یہ معنی نہیں کہ جو بات دل میں القا ہوجائے تو کان میں کسی لطیفۂ غیبی کی طرف سے آواز آجائے۔

دوسری بات یہ کہ جن اللہ کے بندوں کو بعض آیات کا الہام ہوا، یعنی ان پر القا ہوا اور ان کے ذہن میں بات ڈال دی گئی، کیا ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ اگر نہیں

کیا تو پھر مرزا کیوں کہتا ہے کہ میں نبی ہوں؟

ایک اُصولی بات:

یہاں پر مجھ سے ایک اور اُصولی بات بھی سن لو، وہ یہ کہ جب بھی کوئی مرزائی ایسی بات کہے تو اس کو کہہ دو کہ خطبہ الہامیہ میں مرزا نے خود لکھا ہے:

"فلا تقیسونی باحد ولا احدًا بی۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۵۲، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۵۲)

ترجمہ:… "پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو، اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔"

یعنی کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو، اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، لہٰذا مرزا کی اس تصریح کے بعد تم خود مرزے کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہو، اس لئے کہ مرزا کہتا ہے کہ مجھ پر کسی کا قیاس نہ کرو، اور تم اولیاء اللہ کی مثالیں دیتے ہو، تو تم مرزے کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہو۔

کیا نبیوں کو غیرنبیوں پر قیاس کرنا درست ہے؟

مرزا، حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱ میں لکھتا ہے:

"نبوّت کا نام پانے کے لئے اس اُمت میں صرف میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔"

تو ان قادیانیوں سے پوچھو کہ کیا نبیوں کو غیرنبیوں پر قیاس کرنا چاہئے؟ اگر نہیں تو تم اولیاء اللہ کی مثالیں کیوں دیتے ہو؟

حضرت عیسیٰؑ کی سواری اور ہتھیار کیا ہوگا؟

سوال:… حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے آئیں گے تو وہ گھوڑے پر سفر کریں گے؟ یا بس اور جہاز میں؟ پھر دجال کو کلاشنکوف سے قتل کریں گے؟ تلوار سے یا تیر سے؟

جواب:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دوشاخہ حربہ ہوگا، اس کو نیزہ کہہ لو یا دوشاخی تلوار کہہ دو۔

باقی رہا یہ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرب کس چیز سے کریں گے؟ اس کا ذکر تو کہیں نہیں آتا، البتہ یہ آتا ہے کہ دجال آپ کو دیکھ کر بھاگنا شروع کردے گا، بھاگنا بھی شروع کرے گا اور پگھلنا بھی شروع ہوجائے گا، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو چھوڑ بھی دیتے تو وہ نمک کی طرح پگھل کر ختم ہوجاتا، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک ضرب تجھ پر مقدر کر رکھی ہے، وہ تو تجھے برداشت کرنی ہی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے تعاقب میں اس کے پیچھے بھاگیں گے، اور "باب لد" پر جو آج کل اسرائیلیوں کا ایئرپورٹ ہے، وہاں جاکر اس کو پالیں گے، اپنے نیزے سے اس کو قتل کردیں گے، اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اب ذرا باریک باریک تفصیلات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیں، تو معلوم ہوا کہ کلاشنکوف سے نہیں نیزے سے قتل کریں گے۔

جدید اسلحہ کا دور ختم ہونے والا ہے:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کلاشنکوفوں اور بارودوں کا دور ختم ہونے والا ہے، یہ بم، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور فلاں بم، یہ سب خود اپنے آپ کو ختم کردیں گے، خودکشی کرلیں گے، جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو اس وقت وہی پرانی نیزوں کی جنگ ہوگی۔

دجال کی سواری؟

سوال:... کیا دجال کی سواری گدھا ہوگی یا کوئی اور؟ خر دجال کا کیا مفہوم ہے؟

جواب:... جی ہاں! دجال کی سواری گدھا ہوگا، اور دجال گدھے پر سوار ہوگا، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس کے کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستر باع ہوگا، باع اس کو کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں پھیلا دیا جائے تو دائیں ہاتھ کی شہادت کی

انگلی سے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے سرے تک درمیان کا جو فاصلہ ہے وہ "باع" کہلاتا ہے، تو اس کے گدھے کے دو کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستر باع کا ہوگا، اس پر کوئی تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہ دجالی گدھا ہوگا۔

ریل کو خرِ دجال کہنا؟

سوال:… مرزا نے تو ریل گاڑی کو دجال کا گدھا قرار دیا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:… یہ بھی مرزائی عجوبات میں سے ہے، اس لئے کہ کیا کسی نے آج تک ایسی کوئی ریل گاڑی دیکھی ہے جس کی چوڑائی اور منہ ستر باع کے برابر چوڑا ہو؟ میرے خیال میں آج تک ایسی کوئی ریل گاڑی وجود میں نہیں آئی ہے۔ بھائی! دجال کے گدھے کو ریل گاڑی پر چسپاں کرنا حماقت ہے، دراصل مرزا جی نے یوں ہی کہا ہے، لیکن شاید مرزا غلام احمد کے اپنے دماغ میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی، ہاں! البتہ وہ لوگوں کے دلوں میں شیطان کی طرح وسوسے ڈال دیتا تھا۔

مرزا جی کے ریل گاڑی کو خرِ دجال کہنے کی وجہ؟

دراصل حضرت مولانا معین القضاۃ رحمہ اللہ، جنہوں نے میبذی کا حاشیہ لکھا ہے، انہوں نے مہدی جونپوری کے رد میں "ہدیہ مہدویہ" لکھی تھی، اس کی ایک کاپی ہمارے مرکزی دفتر ملتان میں موجود ہے، انہوں نے اپنی تصنیف "ہدیہ مہدویہ" میں لکھا ہے کہ خرِ دجال سے ریل گاڑی بھی مراد ہو سکتی ہے، اور اس کا احتمال بھی ہے، اصل مہدی جونپوری نے دجال کے گدھے پر اشکال کیا کہ اتنا بڑا گدھا کیسے ہوگا؟ تو مولاناؒ نے جواباً لکھ دیا کہ احتمال کے طور پر یہ دیکھو جیسے ریل گاڑی تمہارے سامنے موجود ہے، اتنا بھاگتی بھی ہے۔

تو جس کو حضرت مولانا معین القضاۃؒ نے استبعاد دور کرنے کے لئے بطور احتمال کے لکھا، مرزا نے اس کو وحی بنالیا، اور کہا کہ انگریز دجال ہے اور ریل گاڑی ان کا گدھا ہے، مگر افسوس کہ مرزا قادیانی مرنے کے بعد لاہور سے قادیان اسی گدھے پر لد کر گیا، یعنی اس کی لاش لاہور سے اسی خرِ دجال پر لاد کر قادیان پہنچائی گئی۔

خروجِ دجال پر تعجب کیوں؟

دجال جب ساری دنیا میں پھرے گا، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ زمینوں کے خزانوں کو حکم دے گا وہ اس کے ساتھ ساتھ چلے آئیں گے، بادلوں کو حکم دے گا بارش برسائیں گے، اور لوگ اس سے دھوکا کھائیں گے۔ یہ تو خدائی کا کام کرتا ہے، اگر یہ سب کچھ قابلِ تسلیم ہے تو پھر اس کے گدھے پر کیوں تعجب ہو؟ یہ وہ وقت ہوگا جو امتحان کی آخری آزمائش کا وقت ہوگا۔

فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کی تعلیم:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری کی تیرہویں جلد میں ایک تابعی کا قول نقل کر کے لکھا ہے کہ:

> "دجال کے فتنے سے بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں محفوظ رہیں گی۔" (فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۲)

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کچے لوگوں کو نہیں رہنے دیں گے، بلکہ سب کچوں کو نکال دیں گے، یعنی جن کے دل میں صحیح طور پر ایمان نہیں ہے، ان کو چھانٹ دیں گے، سب دجال کے ساتھ مل جائیں گے، نعوذ باللہ! استغفر اللہ! اس لئے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ امت کو فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے، اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم التزام کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے نماز کے اندر یا نماز سے باہر:

> "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔"

یعنی ان پانچ چیزوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، مسیح الدجال کے فتنہ سے، اور زندگی و موت کے فتنوں سے، اور آخر میں خصوصیت کے ساتھ پناہ مانگی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری بھی ان سے حفاظت فرمائے، آمین!

رفع کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی عمر:

سوال:… کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ۳۳ سال کی عمر میں عطا ہوئی، ذرا تحقیق کردیں۔

جواب:… ۳۳ سال کا قول تو مجھے معلوم نہیں ہے، جو لوگ کہتے ہیں انہوں نے کہیں پڑھا ہوگا، البتہ یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے گئے، لیکن حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد کے شروع میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا غلط ہے کہ وہ ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے گئے، یہ نصاریٰ کا قول ہے، مگر افسوس کہ مرزائی اسی کو نقل کیا کرتے ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے جانے کا قول نصاریٰ کا ہے۔ اس کے برعکس مرزائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کا عقیدہ نصاریٰ کا ہے، گویا خود حافظ ابن قیمؒ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے منکر ہیں۔

مرزائیوں کا دجل:

دراصل حافظ ابن قیمؒ اس پر بحث کر رہے تھے کہ نبوت چالیس سال کے بعد ملتی ہے، لیکن جب ان پر اعتراض ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے گئے تھے، انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ ۳۳ سال کی عمر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کا قول نصاریٰ کا قول ہے، اصل بات یہ تھی، اور مرزائیوں نے کیا بنادی؟

کی تو دجل کہتے ہیں، اسی لئے تو "دجال" کہا گیا ہے، چنانچہ جہاں مرزائی، قرآن کا یا حدیث کا نام لیں گے تو اس میں ضرور دجل کریں گے، دجل کے معنی ہیں فریب

اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہمیشہ کا تماشا ہے کہ قادیانی کسی بزرگ کا قول پیش کریں اور اس میں دجل نہ کریں، کیونکہ قرآن کریم کی کوئی آیت، کوئی ایک صحیح حدیث اور کسی ایک بزرگ کا کوئی مستند قول مرزا غلام احمد کی تائید میں مل ہی نہیں سکتا، جب تک کہ وہ اس میں دجل و فریب نہ کرے، اسی لئے تو مرزا جی چھوٹا دجال تھا، اسی لئے ہم اس کو دجال اور فریبی کہتے ہیں، یہ چھوٹا دجال ہے، جبکہ بڑا دجال تو بعد میں آئے گا۔

یہ بیچارہ تو کسی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، بیچارہ دونوں سے چہرہ ڈھانکتا رہتا تھا، بڑا دجال تو اس کے کان کترے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کو نبوت کس عمر میں ملی؟

پوچھا گیا: تو ۳۳ سال میں نبوت کا ملنا تو ثابت نہیں، البتہ میں نے کہا تھا کہ ہر نبی کو چالیس سال میں نبوت ملتی ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی ہوگی۔

لیکن بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ان کو بچپن ہی سے نبی بنا دیا گیا تھا، کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ جب ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریمؑ ان کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں تو لوگوں نے کہا:

"قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا۔ یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا۔ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ، قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا۔ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔"

(مریم: ۲۷-۳۳)

> ترجمہ:... ''وہ اس کو کہنے لگے: اے مریم! تو نے کی یہ چیز طوفان کی، اے بہن ہارون کی! نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار، پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو، بولے: ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا؟ وہ بولا: میں بندہ ہوں اللہ کا، مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی بنایا، اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ، اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے، اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت، اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہوکر۔''
>
> (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کردیا کہ اس سے پوچھو! انہوں نے ابھی پوچھا بھی نہیں تھا کہ وہ بچہ بول پڑا کہ: حرامزادہ نہیں ہوں، نعوذ باللہ! میں تو اللہ کا بندۂ خاص ہوں، اور مجھ کو بنایا ہے برکت والا جہاں کہیں ہوں زمین میں ہوں یا آسمان میں ہوں، اور مجھ کو وصیت فرمائی ہے زکوٰۃ کی اور نماز کی جب تک میں زندہ رہوں۔

حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زکوٰۃ اور نماز کیسے ادا کرتے ہیں؟

اشکال:... مرزائی کہا کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام زکوٰۃ کیسے دیتے ہیں؟ حالانکہ وہ تو کہتے ہیں کہ مجھے وصیت فرمائی ہے، اسی طرح وہ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟

جواب:... ہم نے کہا: نماز تو پڑھ لیتے ہوں گے، یہ کوئی اشکال کی بات نہیں، وہاں ان کے لئے فرشتے مصلیٰ بچھا دیتے ہوں گے، باقی رہ گئی زکوٰۃ، تو وہ ہوتی ہے نصاب پر، مرزائیو! تم نصاب کی تعیین کرو اور بتاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اتنا سونا، چاندی یا نقد رقم یا مال تجارت ہے، تب ہم تمہیں بتادیں گے کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں، اور کیسے دیتے ہیں؟

اس میں [illegible] ہے؟

ہمارے آقا کو [illegible] قرض [illegible] ہوئی؟

سوال یہ ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد [illegible] ساری [illegible] ہے؟

حضرت جنید بغدادی کے قریب تھے حضرت شبلی، ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! زکوٰۃ کتنی ہے؟ فرمایا کہ: مولوی والی فقہ والے کہتے ہیں کہ جب کسی کے پاس دو سو درہم چاندی یا ساڑھے باون تولے چاندی ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں سے پانچ درہم [illegible] چالیس میں سے ایک [illegible] لیکن ہم لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس [illegible] حساب [illegible] تم نے [illegible] کیا ہے؟ حضرت! چالیس میں سے [illegible] مطلب؟ فرمایا: چالیس تو اس کے پاس [illegible] ہوں تو اس کی ضرورت سے زائد [illegible] کی ضرورت تھی، اور [illegible] ضرورت [illegible] رکھے ہوئے۔

تو اصل بات یہ ہے [illegible] بات [illegible] نہیں ہوئی۔ [illegible] تو [illegible] ضرورت نہیں ہوئی [illegible] طرح [illegible] تو [illegible] قرض [illegible] نہیں [illegible] ہوں گا [illegible] قرض [illegible] کوئی [illegible]۔

روزی کے لئے پریشان نہ ہو!

حضرت [illegible] روزی کے [illegible] کے بارے میں [illegible] پریشان [illegible] لوگوں کو [illegible] پریشان [illegible] ہے [illegible] روزی [illegible]

میاں! جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں جان دی ہے، وہ جان کو بچانے کا سامان بھی دے گا، اور جس دن جان لے جانی ہوگی اس دن تمہارا رزق ختم کردے گا، پھر تم تلاش کرو گے، نہیں ملے گا، اور جب تک تمہارے اندر جان رکھی ہے، اس نے جان کا سامان بھی رکھنا ہے، چاہے تمہیں کھانے پینے کے ذخیرے رکھے، چاہے اس کے بغیر رکھے۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، ان شاء اللہ کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑے دے گا، اور رہنے کے لئے جیسی کیسی جگہ بھی عطا فرمائے گا۔

شکر کیا کرو!

لیکن جو تمہیں ملی ہوئی ہے اس کا شکر ادا کیا کرو، کیوں میاں! کبھی اس کا شکر بھی کیا ہے؟ اور زیادہ تو مانگتے ہیں، اور ہماری ہوس کی دوزخ "ھل من مزید!" پکار رہی ہے، لیکن کبھی اس کا شکر بھی کیا ہے؟

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے:

"الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا۔"

یعنی میرے اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا دیا۔

کیونکہ: "وکم ممن لا کافی له ولا مؤوی" یعنی کتنے ایسے لوگ ہیں جن کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور کوئی ان کو ٹھکانا دینے والا نہیں، تم اللہ کی کفایت اور اللہ کے ٹھکانا دینے میں آجاؤ، تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟

آیت کا صحیح مفہوم:

خیر! تو بعض لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس ارشادِ الٰہی کی بنا پر بچپن ہی سے نبی بنا دیئے گئے اور پیدا ہوتے ہی وہ نبی تھے، یعنی وہ پیدائشی نبی ہوئے ہیں۔

اس نے کہا وہ فرماتے ہیں: "انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصٰنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا۔ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔"

لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے کتاب مل گئی ہے کیونکہ یہ ایک رات اور ایک دن کا بچہ کہہ رہا ہے۔ اس لئے کہ بچہ پیدا ہوا، ماں اٹھا کے لے آئیں قوم کے پاس، فرشتے نے کہا: لے جاؤ اس کو تم کہہ دینا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، کسی شخص سے بولوں گی نہیں، اپنے منہ سے صرف اشارہ کر دینا اس بچے کی طرف اشارہ کر دینا خود ہی بتائے گا، تو ایک دن کا بچہ یہ کہہ رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ ان کے بارے میں جو فیصلے کر رکھے ہیں، ان کی اطلاع دینی مقصود ہے، مگر اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے کہلوا رہے ہیں۔

نبوت ملنے کی اطلاع پہلے اور ظہور بعد میں:

تو گویا نبوت چالیس سال کے بعد ملی، اور نبوت کا ظہور بھی چالیس سال کے بعد ہوا، البتہ اس کی اطلاع پہلے دے دی گئی۔

جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ: یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی اپنے آب و گل، مٹی اور پانی میں گندھے ہوئے تھے کہ میں اس وقت بھی نبی اور خاتم النبیین تھا، چنانچہ فرمایا:

"وکنت نبیا خاتم النبیین وآدم منجدل بین الطینۃ۔"

یعنی میں نبی اور آخری نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی گندھے ہوئے تھے پانی مٹی کے گارے میں۔

غلط ہے، یہ صحیح نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عالمِ ظہور میں آگئے تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے نبی بنا دیئے گئے تھے، مگر اس عالم میں نہیں، اس عالم میں بھیجے گئے تھے، البتہ چالیس سال کے بعد آپ کی نبوت کا ظہور اس وقت ہوا جب آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا۔

جنتی جوان اور نبوت ملنے کی عمر

سوال:… حدیث میں آتا ہے کہ جنتی جوان ہوں گے اور ۳۳ سال کی ہوگی، جنت کی جوانی کی عمر ۳۳ سال کی کیوں ہے؟ جبکہ نبوت کی عمر چالیس سال کیوں رکھی گئی ہے؟

جواب:… حدیث میں آتا ہے کہ سب کے سب جنتی جوان ہوں گے، اور جو جنتی ہوں گے وہ بوڑھے نہیں ہوں گے، اس لئے کہ دوسرے جو پہلے زمانے کے لوگ تھے وہ بھی کہیں، کہیں پچیس پچیس سال تک لڑکے لڑکیاں ساتھ کھیلا کرتے تھے، ان کو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا، جس کی عمر کا پیمانہ ایک ہزار سال کا ہو وہ بالغ کب ہوگا؟ پھر خود ہی دیکھو آپ چونکہ عمریں بھی پہلی سے چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے آدمی جلدی بالغ ہو جاتا ہے، اور یہ چڑے چڑیوں کی طرح جلدی جلدی بالغ بھی ہو جاتے ہیں۔

اہلِ جنت کی عمر ۳۳ سال کی ہوگی، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی تک اس عمر کو نہیں پہنچیں گے کہ ان کی داڑھی آجائے، وہ ہے ۳۳ سال۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں ان کی زندگی کتنی لمبی ہوگی؟ اس کے مطابق وہ سدا بہار جوان رہیں گے اور بے داڑھی ہوں گے۔

جنت میں داڑھیاں!

بعض روایتوں میں آتا ہے … واللہ اعلم، ان روایتوں کی صحت کہاں تک ہے؟ کہ صرف دو داڑھیاں جنت میں ہوں گی، ایک آدم علیہ السلام کی، وہ ابو الانبیاء ہیں، یعنی انسانوں کے باپ اور ابو البشر ہیں، اور دوسرے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، ان مردوں کی صداقت بھی ہے، پیچھے بھی باقی سب بچے ہی بچے ہیں۔

فریب خوردہ قادیانیوں کی خدمت میں

محترم جناب مولوی محمد یوسف صاحب!

سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

ج:…اطلاعاً صحیح لفظ "اتبع" ہے۔

۲:…خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں، آمین!

ج:…الحمدللہ! بعافیت ہوں اور آپ کی عافیت و ہدایت کا دعاگو۔

۳:…آپ کا نوازش نامہ ملا ہے، معافی چاہتا ہوں جواب کچھ تاخیر سے دے رہا ں کیونکہ میں جلسہ سالانہ پر ربوہ گیا ہوا تھا۔

ج:۔ تحریف فی الاسم ہے، کیونکہ مسیح کذاب کی ہر بات میں کذب ہوتا ہے۔

۴:…یہ تو اچھا ہی ہوا کہ آپ نے خط میں یہ اقرار کرلیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ م نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی اطلاع دی ہوئی ہے، ورنہ آپ نے جن الفاظ کو بار میں شائع کیا ہوا ہے، اس سے تو قارئین کو یہی تاثر اور تصور ملتا ہے کہ جیسے وہ الفاظ حضور یا اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے نہ ہوں، بلکہ صرف حضرت مرزا صاحب کے ہی ہوں۔

ج:…یہ عبارت یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا د ہے:…" کیا اتنی سی بات کے سمجھنے سے بھی آپ معذور ہیں؟

۵:…حقیقتاً یہی ایک وجہ تھی جس سے مجھے آپ کی خدمت میں خط لکھنا پڑا، جس ں عاجز نے یہی سوال تو کیا تھا کہ آپ خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا بنانے پر ہوئے ہیں۔

ج:…جھوٹے کو جھوٹا بنانے کی ضرورت نہیں، ہاں! بتانے کی ضرورت ہے۔

۶:...آپ نے میرے عریضہ کو صرف کونے دار کر کے واپس کر دینے سے اپنے کسی اچھے اخلاق کا ثبوت نہیں دیا، واضح طور پر یہ آپ کی جھنجھلاہٹ ظاہر کرتا ہے۔

ج:...نبوت کاذبہ کے ساتھ اخلاق بھی اسی قسم کے ہوں گے۔

۷:...اصولاً تو چاہئے تھا کہ آپ میری معروضات یا وضاحتوں کے جواب میں کوئی مثبت باتیں بہ دلائل لکھتے، وہ آپ سے نہ ہو سکا۔

ج:...آپ نے میری بات کا جواب ہی کیا دیا کہ اس کو رد کرتا؟

۸:...اگر کچھ آپ نے کیا بھی تو یہ کہ شیخی بھگار دی کہ ”ورنہ مرزا قادیانی کی جو عبارتیں آپ نے (یعنی میں نے) نقل کی ہیں، اس میں مرزا جی نے خدا اور رسول پر افترا کئے ہیں، اور آپ ایسے (یعنی مجھ سے) سمجھدار اور خوش فہم لوگوں کو کس طرح احمق بنایا ہے، اس کی تشریح کروں تو ایک ضخیم رسالہ بن جائے گا۔“

اوّل تو آپ نے طرزِ تخاطب میں کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کیا، اس سے تو ہر سمجھ دار قاری اندازہ لگا سکتا ہے۔

ج:...طرزِ تخاطب کا اچھا نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں نے مسیح کذاب کے ماننے والوں کو صرف فریب خوردہ کہنے پر اکتفا کیا۔

۹:...دوم آپ نے یہ لکھتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچا کہ جس بات کو آپ مرزا صاحب کا افترا گردان رہے ہیں، وہ تو حضرت مرزا صاحب سے کئی صدیوں پہلے بھی کئی بزرگانِ دین سے ہو چکا ہے۔

ج:...مثلاً کون کون سے بزرگوں نے؟ اور پھر بزرگانِ دین سے آپ کا کیا تعلق؟

۱۰:...سوم یہ کہ آپ تشریح کریں تو ایک ضخیم رسالہ بن سکتا ہے، میں باادب یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ آپ سے بھی یہ نہ ہو سکے گا۔

ج:...جی ہاں! مجھ سے کیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فرمایا گیا:

”اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ“۔

۱۱:...آپ کے کئی ہم مسلک ایسی تعلیاں اور شیخیاں بگھارتے رہے

[illegible]

ق: یعنی [illegible] مرزا [illegible] قادیانی صاحب [illegible] ہوئے کہ ان سے [illegible] باتوں سے [illegible]

م: [illegible] اب [illegible] گئے۔

ق: [illegible] ان شاء اللہ [illegible] کے بعد [illegible] وہاں فرشتوں سے بھی [illegible]

کہئے نا!

م: [illegible] کانوں سے [illegible] ضرور [illegible]

ق: جی ہاں! قرآن [illegible] کانوں سے [illegible] ہے۔

م: بھلا ان باتوں سے [illegible] ہیں؟

ق: [illegible] کے بعد [illegible] سے [illegible] مانتے [illegible] ہے کہ ایمان [illegible] "فاقتلوه" سے [illegible] ہے!

م: پہلے آپ [illegible] اور [illegible] آپ کا ذہن ان کے خلاف [illegible] ہے [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] آ رہی ہے [illegible] مبعوث فرما رہے تھے۔

ق: الحمد للہ! مجھے تو [illegible] مسلم ہے [illegible] مرزا غلام احمد اور ان کے ماننے والے [illegible] مانتے [illegible] صدی [illegible] ہے؟

م: تو آپ [illegible] احمدی [illegible] مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے [illegible] اس چودھویں صدی [illegible] یہ صدی کیوں [illegible] حضرات کی ہدایت [illegible]؟

ش: کیا آپ سے کسی نے کہا کہ یہ صدی مجدد سے خالی چلی گئی؟ اگر مرزا مجدد نہیں تو کیا دوسرا بھی کوئی نہیں؟

ع: ... یا یوں کہئے کہ گزشتہ آپ کی صدی نے کسی کو بھی مجدد ہونے کا مستحق نہ سمجھا تو کیا آپ کا ضمیر اور دین اس بات کو گوارا کرتا ہے کہ پیشگوئی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صدیوں میں تو پوری ہوتی چلی آئی ہو، مگر جب چودھویں صدی آئی جس میں آپ جیسے علماء ہوں تو وہ (نعوذ باللہ) بیکار چلی گئی؟

ش: یہ محض جھوٹ ہے، کسی نے بیکار نہیں کہا، لیکن قادیانی صاحب نے چودھویں صدی کے لئے اس کو بیکار کر دیا، کیونکہ الف تو ثابت ہے، کون کہتا ہے کہ پوری نہیں ہوئی؟ ہاں! البتہ غلام احمد قادیانی کو امت اسلامیہ مجدد نہیں مانتی اس لئے کہ مجدد تو کیا وہ ایک شریف انسان کہلانے کا مستحق بھی نہیں ہے۔

فقط والسلام

محمد عبدالرؤف لودی

ختمِ نبوّت اور اجرائے نبوّت سے متعلق شبہات کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"بخدمت جناب مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب، مولانا محمد یوسف لدھیانوی و ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، کراچی۔

نہایت مؤدبانہ اور عاجزانہ التماس ہے کہ خاکسار کی درپیش الجھن قرآن پاک کی روشنی میں حل کرکے ممنون فرمائیں، قبل ازیں ۳۵ حضرات سے رجوع کرچکا ہوں، تسلی بخش جواب نہیں ملا، آپ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ایمان افروز۔۔

سوال ۱:... آیت مبارکہ ۴۰/۳۳ سورۃ احزاب کی روشنی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کب سے یعنی کس وقت سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے؟

آیا: قبل پیدائش حضرت آدم علیہ السلام؟ یا حضورؐ کی پیدائش مبارک سے؟ یا آیت ۴۰/۳۳ خاتم النبیین کے نزول کے وقت سے؟ یا حضورؐ کی وفات کے بعد سے؟

جس وقت یا مقام مبارک سے حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم سے ثابت کریں گے، اسی وقت مبارک یا مقام مبارک سے حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا تسلیم ہوگا، اور اسی وقت یا مقام سے ہی

الٰہی کا انقطاع تا قیامت تسلیم ہوگا۔

سوال ۲:... آیت مبارکہ ۶/۱۲۱ اور ۶/۱۱۲ میں انسان میں بھی شیطان ہیں اور ان کے لئے بھی وحی کا لفظ "یوحی" اور "لیوحون" آیا ہے تو حضرت کا قول ہے کہ سب کا اتفاق ہے کہ شیطانی وحی بغیر انقطاع کے تا قیامت جاری و ساری رہے گی لیکن رحمانی وحی کا انقطاع تا قیامت رہے گا۔ یعنی رحمانی بند اور شیطانی وحی تا قیامت جاری ہے، کیا ایسی تفسیر سے قرآن کی عالمگیر تعلیم میں کوئی تضاد اور تعارض تو نہیں پیدا ہوگا؟ کیا انقطاع شیطانی وحی کا موجب رحمت، ہدایت و راحت ہوگا یا رحمانی وحی کا؟

سوال ۳:... اب دنیا کے کل مذاہب میں وحی الٰہی مبارکہ کا انقطاع تا قیامت تسلیم کیا جاتا ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں میں وحی الٰہی مبارکہ بند ہے، اگر کوئی بدبخت یہ کہہ دے کہ وحی مبارکہ الٰہی جاری ہے تو فوراً کافر ہو جاتا ہے، موجودہ تفسیرات میں یہی لکھا پایا جاتا ہے۔ اب جبکہ انقطاع وحی کا عقیدہ تا قیامت تسلیم ہے تو سچے دین کی شناخت کیا ہے؟

سوال ۴:... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "ولا تفرقوا" یعنی فرقہ بندی کفر و ضلالت ہے، مگر اس کے باوجود فرقہ بندی کو کیوں قبول کیا ہوا ہے؟ یعنی غیر نبی کو نبی مانا جا رہا ہے جبکہ کوئی کتاب بھی نہیں ہے؟ خدا اور رسول اور کتاب موجود ہیں، پھر کیوں فرقہ بندی سے بیزار نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مؤمن" ۶۴/۲، اور "ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم" (روم:۳۱) آج ہم

علماء نے اپنی اپنی ہدایت پر ایک مسجد میں، ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کو ترس رہے ہیں اور ساری آئیں گی۔

سوال۵:... قرآن پاک سے ثابت ہے کہ مومن کے پاس کفر بالکل نہیں ہوتا، اس کے باوجود مسلمانوں میں ہر فرقہ اور مذہب کے علماء نے ایک دوسرے کو کافر قرار دے رکھا ہے، جب مومن کے پاس کفر نہیں ہوتا تو ان علماء نے دین کے کفر کے فتوے لگا کر باہم کفر کیوں تقسیم کیا اور وہ کفر کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اسلام اور کفر تو متضاد ہیں، اور کل فرقے برخلاف تعلیم قرآن اپنی اپنی جگہ بنے ہوئے ہیں، یہ کفر کہاں سے در آیا ہے؟ اور کیوں آیا ہے؟ اس کا ثبوت کس فرقے کے پاس ہے؟ قرآن پاک سے نشاندہی کریں، نہایت مہربانی ہوگی، اس حقیر کے کل پانچ سوال ہیں اور امید ہے حسبِ وعدہ حضرت صاحب ہر ایک کا صرف قرآن پاک کے حوالے دے کر جواب سے مستفیض فرمائیں، کیونکہ خدا کا کلام تو صرف پاک ہے، کسی بندے یا عالم کا کلام غلط ہے کبھی پاک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ والسلام۔ رانا عبدالحق رانا آورہ"

الجواب

حامداً ومصلیاً

جناب سائل نے اپنے تمہیدی خط میں لکھا ہے کہ قبل ازیں مختلف حضرات سے رجوع کر چکے ہیں، مگر تسلی بخش جواب نہیں ملا، سوالوں کے جواب سے پہلے دو تمہیدی باتیں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں:

۱:... ایک پڑھے لکھے آدمی کے سوالات وشبہات کا صحیح و معقول جواب دینا تو علمائے اُمت کی ذمہ داری ہے، لیکن کسی کے دل میں بات ڈال دینا اور اسے اطمینان وتسلی دلادینا ان کی

قدرت سے خارج ہے اور وہ اس کے متعلق بھی نہیں، کسی کے دل کو پھیر دینا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، اس ناکارہ نے اپنی بساط کے مطابق خلوص و ہمدردی سے جناب سائل کے شبہات اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے، ان کا کوئی شبہ حل نہ ہوا ہو تو دوبارہ رجوع فرماسکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود خدانخواستہ اطمینان و تسلی نہ ہو تو معذوری ہے۔

۲:... دوسری گزارش یہ ہے کہ کسی جواب سے تسلی نہ ہونا اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ جواب میں کوئی ایسا نقص ہو کہ وہ موجب اطمینان و تسلی نہ ہو، دوم یہ کہ جواب تو تسلی بخش تھا، مگر سائل کو مقصد تسلی حاصل کرنا نہیں تھا، تشریح اس کی یہ ہے کہ کبھی تو سوالات و شبہات اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ سائل ان شبہات کی وجہ سے بے چین ہو اور وہ خلوص دل سے چاہتا ہے کہ اس کے شبہات دور ہوجائیں تاکہ اسے اطمینان و تسلی کی کیفیت نصیب ہوجائے، مگر وہ خود اتنا علم نہیں رکھتا کہ ان شبہات کے حل کرنے پر قادر ہو، اس لئے وہ کسی ایسے شخص سے رجوع کرتا ہے جو اس کے خیال میں ان شبہات کے دور کرنے میں اس کی مدد کرسکتا ہے، ایسے شخص کا سوال چونکہ احتیاج و خلوص پر مبنی ہوتا ہے اور وہ دل و جان سے اس کا خواہشمند ہوتا ہے کہ اس کے شبہات دور ہوجائیں، اس لئے صحیح جواب ملنے پر اس کی غلط فہمی دور ہوجاتی ہے، اور اسے ایسی تسلی ہوجاتی ہے گویا کسی نے زخم پر مرہم رکھ دیا۔ اس کے برعکس معاملہ یہ ہوتا ہے کہ سائل اپنے سوال میں جن شبہات کو پیش کرتا ہے وہ ان سے مضطرب اور بے چین نہیں ہوتا، بلکہ وہ ان شبہات کو تحقیق و سچائی سمجھ کر ان پر دل و جان سے راضی ہوتا ہے، یہ شخص سوال کی شکل میں جب اپنے شبہات کسی کے سامنے پیش کرتا ہے تو اس کا مقصد ان شبہات کو دور کرنا نہیں ہوتا، نہ وہ اس کی ضرورت سمجھتا ہے، اسے اپنے شبہات سے پریشانی یا قلق و اضطراب نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنے سوالات کو لاینحل اور حرف آخر سمجھتے ہوئے پیش کرتا ہے جس سے مقصد اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ اس کے سوالات ایسے مضبوط ہیں کہ اہل علم میں سے کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا، بلکہ تمام

علمائے امت ان کے جواب سے عاجز ہو چکے ہیں، گویا دفعِ شبہات کے لئے سوال نہیں کرتا، بلکہ علمائے امت کو چیلنج دینے کے لئے کرتا ہے، جیسے شخص کے سوالوں کا خواہ کیسا ہی معقول اور صحیح جواب دے دیا جائے، مگر اس کو کبھی تسلی نہیں ہوتی، یہ حالت بہت ہی خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھیں۔

بہرحال اگر جناب سائل کا مقصد واقعی اپنے شبہات دور کرنا ہے تو مجھے توقع ہے کہ ان شاء اللہ العزیز ان کو ان جوابات سے شفا ہوجائے گی، اور آئندہ انہیں کسی اور کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں رہے گی، اور اگر ان کا یہ مقصد نہیں تو یہ توقع رکھنا بھی بے کار ہے۔ بہرحال اپنا فرض ادا کرنے کی غرض سے ان کے پانچ سوالوں کا جواب بالترتیب پیشِ خدمت ہے۔

جواب۱:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

> "کانت بنو اسرائیل تسوسھم الأنبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی۔"
>
> (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء ج:۱ ص:۴۹۱)
>
> ترجمہ: "بنو اسرائیل کی سیاست انبیائے کرام علیہم السلام فرماتے تھے، جب ایک نبی کا انتقال ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لیتا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس مضمون کی دو سو سے زائد متواتر احادیث موجود ہیں، اور یہ امت کا قطعی عقیدہ ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ازالہ اوہام (خزائن ص:[illegible]) میں لکھتے ہیں:

> "ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں

بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل کو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں صحیح اور سچ ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۷۷، مندرجہ روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۱۲)

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اسلام کا اپنا قطعی ویقینی عقیدہ ہے جو قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے، اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی کو نبوت مل سکتی ہے، ایسا شخص باجماعِ اُمت کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، چنانچہ ملا علی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"التحدی فرع دعوی النبوة ودعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۲۰۲)

ترجمہ:... "معجزہ دکھانے کا دعویٰ، دعویٔ نبوت کی فرع ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

رہا یہ کہ آیت خاتم النبیین کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس وقت سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے، اس کا جواب یہ ہے کہ علمِ الٰہی میں تو ازل سے مقدر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائیں گے، اور یہ کہ آپ کی ذاتِ گرامی پر انبیاء علیہم السلام کی فہرست مکمل ہوجائے گی، آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں دی جائے گی، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم

لمنجدل فی طینتہ۔“ (مشکوٰۃ ص:۵۱۳)

ترجمہ:... ”بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی آب و گل میں تھے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین کی حیثیت سے مبعوث ہونا اس وقت تجویز ہو چکا تھا جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق نہیں ہوئی تھی، پھر جب تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی باری پر تشریف لا چکے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی فہرست میں صرف ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام باقی رہ گیا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمایا، چنانچہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ وجملہ الا موضع لبنة من زاویة من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنة۔ قال: فانا اللبنة وانا خاتم النبیین۔ وفی روایة: فکنت انا سددت موضع اللبنة، ختم بی البنیان وختم بی الرسل۔ وفی روایة: فانا موضع اللبنة، جئت فختمت الانبیاء علیہم السلام“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۰۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۴۸، مشکوٰۃ ص:۵۱۱)

ترجمہ:... ”میری اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل تیار کیا، مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ اس محل کے گرد گھومنے لگے اور اس کی خوبصورتی پر عش عش کرنے لگے، اور کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ فرمایا: پس میں وہ آخری

> اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس ایک اینٹ کی جگہ پُر کردی، مجھ پر عمارت مکمل ہوگئی اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں، میں نے آکر انبیائے کرام علیہم السلام کے سلسلے کو ختم کردیا۔"

اور اُمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا علم اس وقت ہوا جب کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں یہ اعلان فرمایا گیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لانے کا فیصلہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل تسلیم کیا جائے گا، کیونکہ یہ فیصلہ ازلی ہی سے ہوچکا تھا کہ آپ کا اسمِ گرامی انبیائے کرام علیہم السلام کی فہرست میں سب سے آخر میں ہے، اور آپ کی بعثت سب سے آخر میں ہوگی، اور اس دنیا میں آپ کا خاتم النبیین ہونا آپ کی بعثت سے تسلیم کیا جائے گا، اور اُمت کو آپؐ کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے کا علم اس وقت ہوا جب قرآن کریم میں اور احادیث نبویہ میں اس کا اعلان واظہار فرمایا گیا۔

۲: سوال نمبر:۲ میں وحیِ شیطانی سے متعلق جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے، ان میں "وحی" سے مراد وہ شیطانی شبہات و وساوس ہیں جو دینِ حق سے برگشتہ کرنے کے لئے شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں القا کرتا ہے، گویا شیطانی القا کو "یوحون" سے تعبیر کیا گیا ہے، اور القائے شیطانی کے مقابلے میں القائے رحمانی ہے، جس کی کئی شکلیں ہیں، مثلاً الہام، کشف، تحدیث اور وحیِ نبوت۔ وحیِ نبوت کے علاوہ الہام و کشف وغیرہ حضرات اولیاء اللہ کو بھی ہوتے ہیں اور ان کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے، لیکن "وحیِ نبوت" چونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور نبوت کا سلسلہ حضورؐ پر ختم ہوچکا ہے، اس لئے وحیِ نبوت کا دروازہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہوچکا

ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

> "ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔" (الجامع الصغیر ج:۱ ص:۸۰)
>
> ترجمہ:... "رسالت و نبوت بند ہوچکی ہیں، نہ کوئی رسول ہوگا میرے بعد اور نہ نبی۔"

مرزا غلام احمد قادیانی ازالہ اوہام خورد (ص:۵۷۷) میں لکھتے ہیں:

> "رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"
>
> (ازالہ اوہام ص:۵۷۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۱۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے۔"
>
> (ازالہ اوہام ص:۶۱۴، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۳۲)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> "حسب تصریح قرآن کریم، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین، جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں، لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔"
>
> (ازالہ اوہام ص:۵۳۴، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۸۷)

چونکہ وحی نبوت صرف انبیائے کرام علیہم السلام کو ہوسکتی ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے، اس لئے ملت اسلامیہ کا اس

پر اتفاق اور اجماع ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض اندلسی المالکی (م ۵۴۴ھ) اپنی مشہور کتاب ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ میں لکھتے ہیں:

”وکذالک من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعده . او من ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الیٰ مرتبتها ...... وکذالک من ادعی منهم انه یوحیٰ الیه وان لم یدع النبوة ...... فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانه اخبر صلی اللہ علیہ وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده، واخبر عن اللہ تعالیٰ انه خاتم النبیین وانه ارسل الیٰ کافة للناس۔ واجمعت الأمة علیٰ حمل هذا الکلام علیٰ ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعا اجماعا وسمعا۔“ (ج:۲ ص:۲۴۷)

ترجمہ:... ”اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوّت کا قائل ہو ...... یا خود اپنے حق میں نبوّت کا دعویٰ کرے، یا اس کا قائل ہو کہ نبوّت کا حاصل کرنا اور صفائے قلب کے ذریعہ نبوّت کے مرتبہ تک پہنچنا ممکن ہے...... اور اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے وحی ہوتی ہے گرچہ نبوّت کا دعویٰ نہ کرے...... پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں،

> آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
> خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام انسانوں کی
> طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ
> کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ اس کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے،
> پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن و سنت اور اجماعِ اُمت کی
> رو سے مذکورہ بالا گروہ قطعاً کافر اور مرتد ہیں۔"

الغرض نصوصِ قطعیہ کی بنا پر "وحیِ نبوت" کا دروازہ تو بند ہے اور اس کا مدعی کافر اور زندیق ہے، البتہ کشف و الہام اور مبشرات کا دروازہ کھلا ہے، پس سائل کا یہ لکھنا کہ: "جب شیطانی وحی جاری ہے تو ضروری ہے کہ رحمانی وحی بھی جاری ہو۔" اگر رحمانی وحی سے اس کی مراد کشف و الہام اور مبشرات ہیں تو اہلِ علم اس کے قائل ہیں کہ ان کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے، لہٰذا اس کو بند کہنا ہی غلط ہے، البتہ ان چیزوں کو "وحی" کے لفظ سے تعبیر کرنا درست نہیں، کیونکہ وحی کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے وحیِ نبوت مراد ہوسکتی ہے، اور اگر مندرجہ بالا فقرے سے سائل کا مدعا یہ ہے کہ "وحیِ نبوت" جاری ہے تو اس کا یہ قیاس چند وجوہ سے باطل ہے۔

اوّل: اس لئے کہ ضروری عقائد کا ثبوت نصوصِ قطعیہ سے ہوا کرتا ہے، قیاس آرائی سے اسلامی عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے، اور سائل محض اپنے قیاس سے "وحیِ نبوت" کے جاری ہونے کا عقیدہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔

دوم: یہ کہ اس کا یہ قیاس کتاب و سنت کے نصوصِ قطعیہ اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہے اور قیاس بمقابلۂ نص کے باطل ہے۔ یہ شخص اپنے قیاس کے ذریعہ نصوصِ قطعیہ کو توڑنا کسی مدعیِ اسلام کا کام نہیں ہوسکتا۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے:

"وکذٰلک وقع الاجماع علی تکفیر کل من

دافع نص الکتاب او خص حدیثا مجمعا علیٰ نقله مقطوعا به، مجمعا علیٰ حمله علیٰ ظاهره."

(ج:۲ ص:۲۴۷)

ترجمہ:... ”اور اسی طرح ہر اس شخص کے کافر ہونے پر بھی اجماع ہے جو کتاب اللہ کی کسی نص کو توڑے یا کسی حدیث میں تخصیص کرے جو قطعی اجماع کے ذریعہ منقول ہو، اور اس کے ظاہر مفہوم کے مراد ہونے پر اجماع ہو۔“

حکم خداوندی کے مقابلہ میں قیاس سب سے پہلے ابلیس نے کیا تھا، جب حق تعالیٰ شانہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کرے، تو اس نے یہ کہہ کر اس حکم کو رد کردیا کہ میں اس سے بہتر ہوں اور افضل کا مفضول کے آگے جھکنا خلاف حکمت ہے۔ محض شبہات و وساوس اور برخود غلط قیاس کے ذریعہ کتاب و سنت کے نصوص کو رد کرنا ابلیس لعین کا کام ہے اور یہی خیالات و وساوس وہ شیطانی وحی ہے جس کا حوالہ سوال میں دیا گیا ہے۔

ایک مومن کی شان یہ ہے کہ جب اس کے سامنے خدا اور رسول کا کوئی حکم آئے تو فوراً گردن اس کے آگے جھک جائے اور وہ عقل و قیاس کی ساری منطق بھول جائے، پس جب خدا اور رسول اعلان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد نبوت و رسالت اور وحی نبوت کا دروازہ بند ہے اور اس عقیدے پر پوری امت کا اجماع ہے تو اس کے مقابلہ میں کوئی قیاس اور منطق قابل قبول نہیں۔

سوم:... اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ قیاس بذات خود بھی غلط ہے کہ ”جب شیطانی وحی جاری ہے تو رحمانی وحی بھی جاری ہونی چاہئے۔“ کیونکہ یہ بات تو قریباً ہر شخص جانتا ہے کہ شیطانی وحی ہر وقت جاری رہتی ہے، اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ شیطان لوگوں کو غلط شبہات و وساوس نہ ڈالتا ہو۔ پس اگر شیطانی وحی کے جاری ہونے سے وحی نبوت کا جاری رہنا بھی لازم آتا ہے تو ضروری ہے کہ جس طرح شیطانی وحی تسلسل کے ساتھ جاری

ہے، اسی طرح وحی نبوت بھی ہر لحظہ جاری رہا کرے، اور ایک لحظہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وحی نبوت کا انقطاع ہوگیا ہو، اور چونکہ وحی نبوت صرف انبیائے کرام علیہم السلام کو ہوتی ہے تو وحی نبوت کے بلا انقطاع جاری رہنے کے لئے یہ بھی لازم ہوگا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی دنیا میں موجود رہا کرے، گویا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک جتنا زمانہ گزرا ہے اس کے ایک ایک لمحہ میں کسی نبی کا وجود تسلیم کرنا ہوگا، میرا خیال ہے کہ دنیا کا کوئی عاقل بھی اس کا قائل نہیں ہوگا اور خود جناب سائل بھی اس کو تسلیم نہیں کریں گے، پس جب خود سائل بھی اپنے قیاس کے نتائج کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان کا یہ قیاس قطعاً غلط ہے۔

چہارم:… یہ قیاس ایک اور اعتبار سے بھی باطل ہے کیونکہ سائل نے یہ فرض کرلیا ہے کہ وحی شیطانی کا توڑ کرنے کے لئے وحی نبوت کا جاری ہونا ضروری ہے، اور ظاہر ہے کہ شیطان کے وساوس ہر فرد بشر کو آتے ہیں، پس لازم ہوگا کہ ان کا توڑ کرنے کے لئے ہر فرد بشر کو وحی نبوت ہوا کرے، خصوصاً کفار اور مشرکین اور فساق و فجار جن کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ شیطان ان کو وحی کرتا ہے، ان پر تو وحی نبوت ضرور نازل ہونی چاہئے تاکہ وہ وحی شیطان کا مقابلہ کرسکیں، پس سائل کے قیاس سے لازم آئے گا کہ ہر فرد بشر نبی ہوا کرے اور ہر شخص پر وحی نبوت نازل ہوا کرے، خصوصاً کفار و فجار پر تو ضرور نازل ہوا کرے اور اگر یہ کہا جائے کہ شیطانی وحی کے توڑ کے لئے ہر شخص پر وحی نبوت کا نازل ہونا ضروری نہیں کیونکہ تمام افراد انسانی، شیطانی وساوس کا توڑ کرنے کے لئے نبی کی وحی کی طرف رجوع کرسکتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ وحی نبوت کا جاری ہونا بھی ضروری نہیں، بلکہ تمام انسانیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی طرف رجوع کرکے شیطانی وحی کا توڑ کرسکتی ہے، اور شیطانی وساوس سے شفایاب ہوسکتی ہے، اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی من و عن تر و تازہ موجود ہے اس میں نہ کوئی تغیر آیا ہے اور نہ اس میں

کوئی کمی پیدا ہوئی ہے تو شیطانی وحی کے مقابلہ میں "وحی محمدی" کیوں کافی نہیں؟ اور کسی نئی وحی کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

اس تقریر سے سائل کا یہ شبہ بھی غلط ثابت ہوتا ہے کہ "وحی ربانی تو رحمت ہے وہ کیوں بند ہوگئی؟" کیونکہ جب "وحی محمدی" کی شکل میں اس امت کو ایک کامل و مکمل رحمت اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمادی ہے اور یہ کامل و مکمل رحمت امت کے پاس موجود ہے اور قیامت تک قائم و دائم رہے گی، یہ رحمت امت سے نہ کبھی منقطع ہوئی، نہ آئندہ منقطع ہوگی، تو سائل کو مزید کون سی رحمت درکار ہے جس کے بند ہونے کو وہ انقطاعِ رحمت سے تعبیر کرتا ہے، یہ کس قدر کفرانِ نعمت ہے کہ "وحی محمدی" کو رحمت نہ سمجھا جائے، یا اس کامل و مکمل رحمت پر قناعت نہ کی جائے، اور اس کو کافی نہ سمجھا جائے، بلکہ ہر کس و ناکس اس کی ہوس کرے کہ "وحی نبوت" کی نعمت براہِ راست اس کو ملنی چاہئے، اگر خدانخواستہ "وحی محمدی" دنیا سے ناپید ہوگئی ہوتی، یا اس میں کوئی رد و بدل ہوگیا ہوتا کہ لائق استفادہ نہ رہتی، تب تو یہ کہنا صحیح ہوتا کہ اس امت کو "نئی وحی" کی ضرورت ہے، یا یہ کہ یہ امت "وحی نبوت" کی رحمت سے محروم ہے، لیکن اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اکمال دین اور اتمام نعمت کا اعلان فرمادیا ہے اور قیامت کے لئے وحی محمدی کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا، اس امت کو "وحی نبوت" سے محروم کہنا صریح بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ میں جناب سائل کی توجہ اس نکتہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ "وحی محمدی" کے بعد "وحی نبوت" کا جاری رہنا عقلاً محال ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر "وحی نبوت" کو جاری فرض کیا جائے تو سوال ہوگا کہ یہ بعد کی وحی، وحی محمدی سے اکمل ہوگی یا اس کے مقابلہ میں ناقص ہوگی؟ پہلی صورت میں "وحی محمدی" کا ناقص ہونا لازم آتا ہے اور یہ اعلانِ خداوندی بزرگ و برتر "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کے خلاف ہے۔

اور اگر بعد کی وحی، وحی محمدی کے مقابلہ میں ناقص ہو تو کامل کے ہوتے ہوئے ناقص کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟ کامل کی موجودگی میں ناقص کو بھیجنا خلافِ حکمت اور

کا رشتہ ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے حق میں مطلقاً محال ہے، اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصبِ نبوت عطا کیا جائے اور اس پر وحیِ نبوت نازل کی جائے۔ الغرض اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے پاس "وحیِ محمدی" کی شکل میں کامل اور مکمل اور کافی وشافی رحمت موجود ہے، جو اس اُمت کے ساتھ ابد تک قائم ودائم ہے، جو شخص اس رحمت کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ کسی اور "وحی" کی تلاش میں سرگرداں ہے اس کا منشا اس کے سوا کچھ نہیں کہ دینِ اسلام کے کامل ومکمل اور "وحیِ محمدی" کے کافی وشافی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا۔ انصاف کیا جائے کہ کیا ایسے شخص کے لئے اُمتِ محمدیہ کی صفوں میں کوئی جگہ ہوسکتی ہے؟ اور کیا وہ: "**رضیت باللّٰہ ربًّا وبالاسلام دینًا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولًا ونبیًّا**" کا قائل ہے؟

۳:... جناب سائل نے ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کرکے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح دیگر مذاہبِ باطلہ کی طرف سے انقطاعِ وحی کا دعویٰ غلط ہے، اسی طرح مسلمانوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد نبوت اور وحیِ نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا ہے، گویا سائل کی نظر میں اسلامی عقیدہ بھی اسی طرح باطل ہے جس طرح ہنود ویہود اور نصاریٰ کا عقیدہ باطل ہے، نعوذ باللہ!

اوپر سوال نمبر۲ کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے جو شخص اس پر غور کرے گا، بشرطیکہ حق تعالیٰ نے اسے فہم وبصیرت کا کچھ بھی حصہ عطا فرمایا ہو، اسے صاف نظر آجائے گا کہ اسلام کا یہ دعویٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "وحیِ نبوت" کا دروازہ بند ہے، بالکل صحیح اور بجا ہے، لیکن دیگر مذاہب ایسا دعویٰ کرنے کے مجاز نہیں، اور اس کی متعدد وجوہ ہیں:

ایک:... یہ کہ گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ "آخری نبی" ہیں، اور یہ کہ ان کے بعد نبوت اور وحیِ نبوت کا سلسلہ بند کردیا گیا ہے، بلکہ انبیائے گزشتہ میں سے ہر نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتا رہا ہے، چنانچہ

انبیائے بنی اسرائیل کے سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کے مبعوث ہونے کی خوشخبری سنارہے ہیں:

> "وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔" {الصف:۶}
>
> ترجمہ: "اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے تورات ہے اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے۔"

یہ تو قرآن کریم کا صادق و مصدوق بیان ہے، جبکہ موجودہ بائبل میں بھی اس کے محرف و مبدل ہونے کے باوجود اس بشارت کی تصدیق موجود ہے، ملاحظہ فرمائیے:

> الف:... "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔"
>
> {یوحنا ۱۴: ۱۶}
>
> ب:... "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۷، ۸)
>
> ج:... "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے، مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کرسکتے، لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے

نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۱۳، ۱۴)

و:... "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں، لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔" (یوحنا ۱۴: ۲۵، ۲۶)

ز:... "لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔" (یوحنا ۱۵: ۲۶)

بائبل کے ان فقرات میں جس "مددگار" اور "سچائی کی روح" کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے، گویا عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کے مبعوث کئے جانے کا اعلان کر رہے ہیں جو خاتم النبیین ہوگا، اور "ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔"

لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے گزشتہ انبیاء کی طرح اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی خوشخبری نہیں دی، بلکہ صاف صاف اعلان فرمایا کہ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا:

"انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔"

(ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:۔ "اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔"

اور خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم الشان مجمع میں اعلان فرمایا:

"ایہا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم۔"

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۶۳ طبع دار الکتاب بیروت)

ترجمہ: "اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں

اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس سے بھی آگاہ فرمایا کہ آپؐ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے:

"وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم

یزعم انہ نبی اللہ، وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔"

(رواہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ ص:۴۶۵)

ترجمہ: "میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان

میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے، حالانکہ میں آخری

نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

پس دیگر مذاہب اگر انقطاعِ وحی کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کا دعویٰ اپنے پیشواؤں کی تعلیم کے خلاف ہے، اور اہلِ اسلام اگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ کے بعد نبوت اور وحیٔ نبوت کا دروازہ بند ہے تو ان کا دعویٰ قرآن اور ارشاداتِ نبویہ کی روشنی میں بالکل صحیح اور سچا ہے۔

دوم:... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس قدر انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ان میں سے کسی نبی کی اصل کتاب اور ان کی صحیح تعلیم دنیا میں موجود نہیں رہی، بلکہ دستبردِ زمانہ کی نذر ہوگئی۔

لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کا ایک ایک شوشہ اور آپؐ کی تعلیمات کا ایک ایک حرف محفوظ ہے، اس کتاب اور اس تعلیم پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ وہ دنیا سے مفقود ہوگئی ہو، جو قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون۔" (الحجر:۹)

ترجمہ: "بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نامہ کو نازل

کیا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کریں گے۔"

اور زمانہ قرآن کریم کے اس اعلان کی صداقت پر گواہ ہے کہ آج تک قرآن کریم ہر تغیر سے پاک ہے اور اسلام کے کٹر سے کٹر دشمن بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں اور ان شاء اللہ رہتی دنیا تک اس کی تعلیم دائم و قائم رہے گی۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کی اصل آسمانی تعلیم باقی نہیں رہی تو ان مذاہب کے پرستاروں کا انقطاع وحی کا دعویٰ بھی حرف غلط ٹھہرتا ہے، اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور آپ کی تعلیمات جوں کی توں محفوظ ہیں تو اہل اسلام کا یہ دعویٰ بالکل بجا اور درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسانیت کسی نئی نبوت اور وحی نبوت کی محتاج نہیں۔

سوم:... یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام مخصوص قوم، مخصوص وقت اور خاص علاقے اور خطے کے لئے مبعوث کئے جاتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو قیامت تک ساری دنیا آپ کے زیر نگیں آگئی، زمان و مکان کی وسعتیں سمٹ گئیں، عرب و عجم اور اسود و احمر کی تفریق مٹ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت تمام ملکوں، تمام خطوں اور تمام قوموں اور تمام زمانوں پر قیامت تک کے لئے محیط ہوگیا، پس آپ کی بعثت کے بعد کسی علاقے اور کسی زمانے کے لئے نئے نبی اور نئی "وحی نبوت" کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ گئی، اور یہ آپ کا ایسا خصوصی شرف و امتیاز ہے جو آپؐ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوا، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "فضلت على الأنبياء بست: أعطيت جوامع الكلم، ونصرت بالرعب، وأحلت لي الغنائم، وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا، وأرسلت إلى الخلق كافة، وختم بي النبيون۔"
> (مشکوٰۃ ص:۵۱۲)

ترجمہ: ”مجھے چھ باتوں میں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے، مجھے جوامع کلمات عطا کئے گئے، رعب سے میری مدد کی گئی ہے، میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا اور روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنادیا گیا، مجھے ساری مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور میرے ذریعہ نبیوں کو ختم کردیا گیا۔“

اور صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

”وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔“ (مشکوٰۃ ص:۵۱۲)

ترجمہ: ”مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔“

اور مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپؐ کا ارشاد نقل کیا ہے:

”اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی، ولا اقولہ فخرا، بعثت الی کل احمر واسود ... الخ۔“

(مسند احمد ج:۱ ص:۲۵۰)

ترجمہ: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں، اور میں یہ بات بطور فخر نہیں کہتا، مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے خواہ گورے ہوں یا کالے ... الخ۔“

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری کائنات کی طرف مبعوث ہونا اس حقیقت کی بنا پر تھا کہ ساری دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کے نیچے

آجائے تو پھر آپ کے بعد کسی دوسری نبوت اور نئی نبوت کی احتیاج باقی نہ رہے گی۔ قرآن کریم میں آپ کی نبوت کی عمومیت کا ان الفاظ سے اعلان کرایا گیا ہے:

"قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا." (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ:... "آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"یقول الله تعالیٰ لنبیه ورسوله محمد صلی الله علیه وسلم (قل) یا محمد (یا ایها الناس) وهذا خطاب للاحمر والاسود والعربی والعجمی (انی رسول الله الیکم جمیعا) ای جمیعکم وهذا من شرفه وعظمته صلی الله علیه وسلم انه خاتم النبیین وانه مبعوث الی الناس کافة." (ج:۲ ص:۲۴۲ طبع جدید)

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ اپنے نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ: اے محمدؐ! آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! یہ خطاب گورے، کالے اور عربی و عجمی سب کو ہے، میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف و عظمت میں سے ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔"

پس جب آپؐ سے پہلے کسی نبی کی بعثت عام نہیں ہوئی تو کوئی قوم اس دعویٰ کی مجاز نہیں کہ ان کے نبی کے بعد وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت چونکہ زمان و مکان کی تمام وسعتوں پر محیط ہے، اس لئے اہل اسلام

کا یہ عقیدہ قطعاً برحق ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپؐ کے بعد نبوت کے دعویٰ کا دروازہ بند ہے۔

چہارم:۔ یہ کہ ہر نبی کی وحی اور اس کی شریعت چونکہ اس کی قوم کی ضروریات کو کافی تھی مگر دین کی تکمیل کا اعلان کسی نبی کے زمانے میں نہیں کیا گیا لیکن جب نبی آخری الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی حیثیت سے تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ کی وحی و شریعت سے قیامت تک انسانیت کی کامل و مکمل رہنمائی اور رشد و ہدایت کا سامان کر دیا گیا تو حجۃ الوداع کے موقع پر دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ:۔ "آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو (ہمیشہ کے لئے) پسند کر لیا۔"

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"ھذہ اکبر نعم اللہ تعالیٰ علیٰ ھذہ الامۃ حیث اکمل تعالیٰ لھم دینھم فلا یحتاجون الیٰ دین غیرہ ولا الیٰ نبی غیر نبیھم صلوات اللہ وسلامہ علیہ، ولھذا جعلہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء وبعثہ الی الانس والجن۔"

(تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۱۲)

ترجمہ: "یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کا دین کامل کر دیا، جس سے وہ اس دین کے سوا کسی اور دین کے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی

> اور نبی کے محتاج نہیں، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا، اور آپ کو جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا۔"

پس جب پہلے کسی نبی کے زمانے میں تکمیل دین کا اعلان نہیں ہوا تو دیگر مذاہب کے پیرو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے نبی کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین کی تکمیل ہوگئی اور حق تعالیٰ شانہ کی نعمت اس اُمت پر تمام ہوگئی تو اہل اسلام آپ کے بعد کسی نئی نبوت اور وحی نبوت کے دست نگر کیوں ہوں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہوجانا اس اُمت کے حق میں کمال نعمت ہے جس کو حق تعالیٰ شانہ بطور احسان کے ذکر فرمارہے ہیں، جو لوگ اس کو انقطاعِ رحمت سے تعبیر کرتے ہیں یہ ان کی ناحق شناسی ہے، اس نعمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث کیا جاتا تو اس پر ایمان نہ لانے والے لوگ کافر ٹھہرتے، اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہوتی کہ ایک شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات کو مانتا ہے، اس کے باوجود کافر قرار پاتا ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا بھی کفر سے بچانے کے لئے کافی نہیں ہوا، پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے اور ساری انسانیت کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کی تنہا کفیل ہے تو لازم تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے تاکہ اس کے انکار سے مسلمان کافر نہ ٹھہریں، اس لئے واضح ہوجاتا ہے کہ اس اُمت کے حق میں نبوت کا جاری ہونا رحمت نہیں، بلکہ نبوت کا بند ہونا رحمت ہے، کیونکہ آپ کے بعد نبوت کا جاری ہونا آپ کی تنقیص اور اُمت کی تکفیر کو مستلزم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

> "خدائے تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لئے
> اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز

> روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے، اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے، حالانکہ وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔"

{ازالہ اوہام ص:۵۸۶، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۱۶}

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا ہوگا کہ سائل کا مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت اور انقطاع وحی کو ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط دعووں کی صف میں شمار کرنا ایک ایسا ظلم ہے جس کی توقع کسی صاحب بصیرت و عقل و منصف سے نہیں کی جانی چاہئے۔

رہا جناب سائل کا یہ کہنا کہ جب مسلمانوں کے علاوہ باقی قومیں بھی انقطاع وحی کا دعویٰ کرتی ہیں تو "سچے دین کی شناخت کیسے ہوگی؟" یہ سوال درحقیقت اس دعوے پر مبنی ہے کہ سچے اور جھوٹے مذہب کی شناخت کا بس ایک ہی معیار ہے، اور وہ یہ کہ جو مذہب "وحی نبوت" کے جاری ہونے کا دعویٰ کرے وہ سچا ہے، اور جو اس کا انکار کرے وہ جھوٹا ہے، کیا میں جناب سائل سے باادب دریافت کرسکتا ہوں کہ ان کا یہ خودتراشیدہ معیار قرآن کریم کی کس آیت میں، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کس ارشاد میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو مذہب "وحی نبوت" کے جاری ہونے کا قائل ہو وہ سچا ہے، اور جو قائل نہ ہو وہ جھوٹا ہے؟ کیا مذہب کی حقانیت خودتراشیدہ اور من گھڑت معیاروں سے جانچی جاسکتی ہے؟

اب اگر اس معیار کو ایک لمحے کے لئے صحیح فرض کرلیا جائے تو اس کی رو سے بابی، بہائی اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کا مذہب سچا قرار پاتا ہے، کیونکہ یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "وحی نبوت" کے جاری ہونے کے قائل تھے، کیا جناب سائل اپنے مقرر کردہ معیار کی رو سے مسیلمہ کذاب سے لے کر بہاء اللہ ایرانی تک کے تمام مذاہب کو سچا تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں گے؟ مجھے توقع ہے کہ جناب سائل خود بھی اس بوجھ کے اٹھانے پر آمادہ نہیں ہوں گے، اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان کا پیش کردہ معیار خود ان کی

فکر میں بھی غلط ہے کہ جو مذہب نئی نبوت کے جاری ہونے کا قائل ہو وہ سچا ہے، اور جو قائل نہ ہو وہ جھوٹا ہے۔ کسی مذہب کی حقانیت کا معیار اس کی پیش کردہ تعلیمات ہیں، اور یہ بات میں اوپر عرض کرچکا ہوں کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنے بانیٔ مذہب کی صحیح تعلیم پیش کرنے کی جرأت کرسکے، کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنی مذہبی تعلیمات کو مخصوص قوم اور مخصوص خطے کے دائرے سے نکال کر انسانیت کی عالمگیر برادری کی ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی کے فرائض انجام دے سکے، کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے اصول و فروع عقلِ سلیم کے ترازو پر پورے اُترتے ہوں، اور کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے خارجی پیوندکاری کے بغیر انسانی مشکلات کا حل پیش کیا ہو، اسلام اپنے امتیازی اوصاف و خصائص کی بنا پر فطری دین ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: ”فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا“ کیا یہ کھلے حقائق بھی جناب سائل کو سچے مذہب کی شناخت کے لئے کافی نہیں ہوسکتے؟“

۳:... جناب سائل مسلمانوں کی فرقہ بندی سے پریشان ہیں، لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں؟ اور ہم سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟ ”اختلافِ اُمت“ کی بقدرِ ضرورت بحث میں اپنی کتاب ”اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم“ میں عرض کرچکا ہوں، خلاصہ یہ کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں، ایک فروعی مسائل میں اختلاف، یہ ایک ناگزیر فطری امر ہے اور اس کو کوئی معیوب قرار نہیں دے سکتا، دوسری قسم نظریاتی اختلاف کی ہے، یہ بلاشبہ مذموم ہے، لیکن اس کی ذمہ داری اسلام پر یا اہلِ حق پر عائد نہیں ہوتی بلکہ وہ لوگ موردِ الزام ہیں جو نت نئے نظریات تراش کر امت میں افتراق و انتشار پیدا کردیتے ہیں، مثلاً امت میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرو کھڑے ہوئے اور امت کو افتراق و انتشار کی بھٹی میں جھونک کر چلے گئے، منکرینِ حدیث کھڑے ہوئے اور ایک نئے فتنے کا دروازہ کھول کر امت میں تفرقہ پیدا کرگئے، اہلِ بدعت کھڑے ہوئے اور انہوں نے طرح طرح کی بدعات پھیلا کر فرقہ بندی کو ہوا دی۔

ظاہر ہے کہ اس طرح جس قدر فرقہ بندیاں وجود میں آئیں، ان کے لئے نہ

اسلام پر جو یہ الزام ہے اور وہ حضرات جو سلف صالحین، صحابہ و تابعین کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں۔ فرقہ بندیوں کا اہلِ حق کو الزام دینا عقل و دانش کے خلاف بدترین ظلم ہے اور اس کی مثال ایسی ہوگی کہ کسی شریف کے گھر چور نقب زنی کرے، مقدمہ عدالت میں جائے تو جج صاحب بجائے چور کو ملزم ٹھہرانے کے، دونوں فریقوں کو "مجرم" ٹھہرا کر جیل بھیج دے، ظاہر ہے کہ اس کو انصاف نہیں کہا جائے گا، ٹھیک اسی طرح جب مختلف قسم کے نقب زنوں نے اسلامی نظریات میں نقب لگا کر فرقہ بندیوں کو جنم دیا تو عقل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان چوروں کی نشاندہی کی جائے، اور ان کی خیانت پر ان کی تنبیہ کی جائے، یہ نہیں کہ ان کی چوری و سینہ زوری کا الزام اہلِ حق کو بھی دیا جائے۔ اور اگر سائل کا خیال یہ ہے کہ امت کے ان فرقوں میں سے کوئی فرقہ بھی حق پر قائم نہیں، تو یہ خیال غلط اور نصوصِ شرعیہ کے خلاف ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

> "لا یزال من امتی امة قائمة بامر الله لا یضرهم
> من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله وهم علی
> ذٰلک۔" (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۵۸۳)

> ترجمہ:... "میری امت میں ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے
> حکم پر ہمیشہ قائم رہے گی، ان کو نقصان نہیں دے گا وہ شخص جو ان کی
> مدد چھوڑ دے اور نہ وہ جو ان کی مخالفت کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
> کا حکم آجائے گا اور وہ اسی پر ہوں گے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

> "لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق
> ظاهرین الی یوم القیامة، قال: فینزل عیسی ابن مریم
> علیه السلام، فیقول امیرهم: تعال صل لنا، فیقول: لا!
> ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامة۔"

(صحیح مسلم ج:۱، مسند احمد ج:۳ ص:۳۴۵)

ترجمہ: ”میری امت کا ایک گروہ حق پر لڑتا رہے گا اور
وہ غالب رہیں گے قیامت تک، پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے
اور ان کا امیر آپ سے کہے گا کہ: آئیے نماز پڑھائیے، وہ فرمائیں
گے: نہیں! بلکہ تمہی پڑھاؤ، بے شک تم میں سے بعض بعض پر امیر
ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کا اکرام ہے۔“

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱۰ ش:۲۰)

قادیانی دہشت گرد

ربوہ سے تل ابیب تک

(حصہ اول)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ!

صیہونیت اور قادیانیت عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہیں، مشرق وسطیٰ میں ''اسرائیل'' کی تمام رعونتوں سے جن کی تاریخ عرق آلود ہے۔ ادھر پاکستان میں قادیانی خلافت کے پایہ تخت ''ربوہ'' کی لن ترانیاں عالم اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں۔ یہ دونوں خبیث سامراج کی پیداوار اور اس کے آلہ کار ہیں، دونوں کے درمیان اتحاد وتعاون اور یک جہتی و ہم آہنگی پائی جاتی ہے، لیکن ہمارے ارباب اقتدار نے ابھی تک سنجیدگی سے اس سنگین مسئلہ کا نوٹس ہی نہیں لیا۔

ناچیز مؤلف کو یہ خوش فہمی نہیں کہ وہ ان سطور کے ذریعہ آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہے، خواہش صرف یہ ہے کہ کسی بندۂ خدا کے دل میں احساس کی چنگاری روشن ہو جائے اور وہ عالم اسلام کو ان خطرات سے بچانے کے لئے کمر ہمت باندھ لے تو یہ صرف مؤلف کی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی سعادت ہوگی:

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمی آید سواراں را چہ شد

صیہونیت اور قادیانیت وجوہ مماثلت:

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے قادیانیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

> "(قادیانیت) اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ (۱) اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ (۲) اس کا نبی کے متعلق نجومی تخیل۔ (۳) اور اس کا روحِ مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔"
>
> (حرف اقبال ص:۱۲۳)

اقبال مرحوم نے قادیانیت اور یہودیت کے تین بنیادی وجوہ مماثلت کی طرف اشارہ کیا ہے، ان پر اگر مزید غور کیا جائے تو قادیانی تحریک اور صہیونی تحریک کے درمیان یک رنگی کا میدان خاصا وسیع نظر آتا ہے، مثلاً:

۱:... قادیانی تحریک کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کا یہ دعویٰ کہ وہ نسباً اسرائیلی ہے، (ایک غلطی کا ازالہ) درحقیقت اس امر کا برملا اظہار ہے کہ قادیانیت، صہیونیت ہی کی ایک ذیلی شاخ ہے۔

۲:... یہودیت کی بنیاد انکارِ عیسیٰ (علیہ السلام) پر قائم کی گئی ہے، اور قادیانیت بھی اس مسئلے میں اس سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی، اہلِ نظر واقف ہیں کہ قادیانی تحریک کے بانی کا دعویٰ ہی انکارِ عیسیٰ علیہ السلام پر مبنی ہے۔

۳:... یہودیت بڑی بلند آہنگی سے دعویٰ کرتی ہے کہ "اس نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا" اور قادیانی تحریک کے بانی کو بھی اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے کہ:

> "میرا وجود ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لئے ہے۔" (ملفوظات ج:۱۰ ص:۲۰۲)

۴:... یہودیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ولد الزنا ہونے کی تہمت لگاتی ہے، اس نوعیت کے خیالات کا اظہار قادیانیت کے بانی نے بھی کیا ہے۔ (انجام آتھم وغیرہ)

۵:... یہودی عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح صلیب پر مرے تھے، قادیانیت بھی

صلیب کشی کو ان میں تسلیم کرتے ہیں، بلکہ صرف اتنی ترمیم کی ہے کہ وہ مرے نہیں تھے، البتہ "مردوں کی طرح" ہو گئے تھے۔

۶: یہودیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو لہو ولعب یا مسمریزم قرار دیتی ہے، ٹھیک وہی موقف قادیانیت بھی پیش کرتی ہے۔

۷: یہودی تحریک اسلام اور اسلامی اداروں کی بدترین دشمن ہے، اور امت اسلامیہ کی عداوت میں قادیانیت اس سے بھی چار قدم آگے ہے، اس کا سرکاری آرگن روزنامہ "الفضل" بڑی طمطراق سے اعلان کرتا ہے:

> "ہم فتح یاب ہوں گے، ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے
> سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے
> دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء۔ ملخص)

جس گروہ کے نزدیک تمام عالم اسلام "ابوجہل اور اس کی پارٹی" کی حیثیت رکھتا ہو، اور وہ اپنے آپ کو "محمد رسول اللہ کا بروز" قرار دیتا ہو، اس کی عداوت مسلمانوں کے ایک ایک فرد سے کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے غیرمعمولی فہم و ذکاوت کی ضرورت نہیں۔

۸: صیہونی تحریک دنیا میں، اور بالخصوص اسلام کے مقامات مقدسہ میں "اسرائیل کی حکومت" کو قائم کرنے کی خواہشمند ہے، عین قلب اسلام میں اس کی جارحیت، اس کے خطرناک ارادوں کی غماز ہے، اور مسلمانوں کے قبلہ اول پر ان کا تسلط عالم اسلام کی غیرت کے لئے کھلا چیلنج ہے، اور وہ کسی صلاح الدین کے لئے چشم براہ ہے، اور قادیانیت بھی انگریز اور یہود کے زیر سایہ پوری دنیا کو فتح کرنے کا عزم رکھتی ہے، قادیان کا خلیفہ کھلا اعلان کرتا ہے کہ:

> "اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ
> سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے، مگر ارادہ کے لحاظ سے سب
> سے بڑھی ہوئی ہے، پھر وہ جماعت ترقی ہی نہیں کرتی، اس کی بنیاد

قی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جاتا ہے۔"

(الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۲۸ء بحوالہ قادیانی مذہب فصل:۱۹ نمبر:۶۰)

"۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب، دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی، اور وہ مجبور ہوکر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔"

(الفضل ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہوجائے، تمہارے راستے میں یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہوسکتے۔"

(الفضل ۸؍جولائی ۱۹۳۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب فصل:۱۹ نمبر:۵۵)

۹:... یہودی، امریکہ و برطانیہ کی سازش سے "اسرائیل اسٹیٹ" قائم کرنے میں کامیاب ہوئے، اسی طرح قادیانیوں کے لئے انگریز گورنر کی سازش سے پاکستان میں ربوہ اسٹیٹ قائم کی گئی، جس کے تمام ممالک سے روابط ہیں۔

۱۰:... یہودی اسٹیٹ عالم اسلام کے عین قلب میں امریکی امداد کے سہارے زندہ ہے اور اگر اس کا یہ سہارا ختم ہوجائے تو وہ ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی، اسی طرح "قادیانی اسٹیٹ" بھی اپنے مغربی آقاؤں کے بل بوتے پر عالم اسلام کے مایۂ ناز ملک پاکستان کے عین قلب میں باقی ہے، اگر اس کا یہ سہارا ختم ہوجائے تو وہ ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی۔

فلسطین پر قادیانیت اور صہیونیت دونوں کا دعویٰ:

صہیونیت، اسلام کے مقامات مقدسہ خصوصاً بیت المقدس کو اپنی آبائی میراث سمجھتی ہے، اور وہ وہاں مسلمانوں کے وجود کو برداشت نہیں کرتی، ٹھیک یہی دعویٰ قادیانیت کا ہے، وہ بھی مسلمانوں کو فلسطین اور بیت المقدس کی تولیت کا مستحق نہیں سمجھتی، کیونکہ وہ قادیانی نبوت کے منکر اور کافر ہیں، قادیانیت کا آرگن "الفضل" لکھتا ہے:

> "اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کے منکر ہیں، اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت ونبوت کا انکار کر دیا تو یقیناً غیر احمدی (یعنی مسلمان) بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں۔"
>
> (جلد: ۹ نمبر: ۳۶ ص: ۶، ۷ دسمبر ۱۹۳۱ء)

"الفضل" کی اس منطق کا حاصل یہ ہے کہ بیت المقدس کی سرزمین کے مستحق یا تو قادیانی ہیں، ورنہ یہودی ——— گویا قادیانی نبوت، صیہونیت کے لئے حق الہامی سند مہیا کرتی ہے۔

ربوہ اور تل ابیب:

برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے اعلان ۱۹۱۷ء کے نتیجے میں ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں "اسرائیل اسٹیٹ" وجود میں آئی۔ جیسا کہ آپ سن چکے ہیں یہودیت اور قادیانیت دونوں کا دعویٰ تھا کہ مسلمان بیت المقدس اور فلسطین کے مستحق نہیں، یہ سوال کہ "اسرائیل اسٹیٹ" کے قیام میں قادیانی گروہ کا کتنا حصہ ہے؟ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۹۱۷ء سے قیام اسرائیل تک فلسطین پر قادیانی "تبلیغ" کی یورش رہی اور قادیانیوں کے ممتاز افراد "سفیر سامراج" کے گماشتوں کی حیثیت سے فلسطین میں کام کرتے رہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود خلیفہ قادیان نے دورہ لندن سے واپسی پر قادیانی سازش کی نگرانی کے لئے بیت المقدس کا دورہ ضروری سمجھا۔

۱۹۳۴ء میں خلیفہ قادیان نے دنیا میں تبلیغ کا جال پھیلانے کے لئے جو درحقیقت انگریز کے محکمہ جاسوسی کی ذیلی شاخ تھی ——— "تحریک جدید" کا اعلان کیا، اور اس کے لئے مالیات کا مطالبہ کیا تو سب سے زیادہ رقم فلسطین کی قادیانی جماعت نے مہیا کی۔ یہاں اہم ترین سوال یہ ہے کہ خطیر رقم جو فلسطین سے خلیفہ قادیان کو وصول ہوئی،

کہاں سے آئی؟ اور کس نے مہیا کی؟ کیا یہ رقم ان معدودے چند افراد نے مہیا کر دی تھی جو اسلام سے مرتد ہو کر قادیانی امت میں شامل ہو گئے تھے؟ کیا ان کی مالی حیثیت اس قدر مستحکم تھی کہ وہ اپنے علاقے میں وسیع اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک بہت بڑی رقم خلیفہ قادیان کی خدمت میں نذر کر دیتے؟ جو شخص واقعات کو عقل و فہم کی میزان میں تولنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس کا جواب نفی میں دے گا۔ میں یہاں مشرق وسطیٰ کے ایک وسیع النظر مصنف محمد محمود الصواف کا حوالہ دوں گا، وہ اپنی رفیع کتاب ''المخططات الاستعماریۃ لمکافحۃ الاسلام'' میں قادیانیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> '' قادیانی سب سے اکفر اور خسیس تر جماعت ہے: جسے ستم پیشہ انگریز نے ہندوستان پر اپنے تسلط کے دوران پروان چڑھایا۔ یہ کافر ٹولہ ہمیشہ زمین میں فساد برپا کرتا رہا ہے، اور ہر میدان میں اسلام کی عداوت و مخالفت اس کا شعار رہا۔ خصوصاً افریقہ میں ان کی سرگرمیاں بڑی تیزی سے جاری ہیں۔ مجھے افریقہ کے ملک ''یوگنڈا'' سے خط ملا ہے جس کے ساتھ مرزا غلام احمد کذاب قادیان کی کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' بھی تھی، جو وہاں بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی، اور جو کفر و ضلال سے بھری پڑی ہے۔
>
> یہ خط مجھے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے داعی اور راہنما نے وہاں سے لکھا تھا جس میں انہوں نے تحریر کیا تھا کہ:
>
> یہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں ہمارے لئے اور اسلام کے لئے سخت تشویش کا باعث ہیں، ان کا معاملہ یہاں نہایت سنگین صورت اختیار کر گیا ہے، اور ان کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت شدت اختیار کر گئی ہیں، یہ لوگ یہاں اتنی دولت خرچ کر رہے ہیں جس کا حساب نہیں، اور اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ سب دولت سامراج اور اس کے مشنری اداروں کی ہے، اور مجھے باوثوق ذریعہ

سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں حبشہ کے "عدیس ابابا" میں ان کا ایک
مضبوط مشن کام کر رہا ہے، جس کا سالانہ بجٹ ۳۵ ملین ڈالر ہے،
اور یہ مشن وہاں اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔"

(المخططات الاستعمارية لمكافحة الاسلام ص: ۲۴۴ طبع اول)

۳۵ کروڑ ڈالر سالانہ تو صرف حبشہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے صرف کئے گئے، اب غور کیا جاسکتا ہے، فلسطین کی تباہی و بربادی کے لئے قادیانیت کا بھی سالانہ بجٹ کتنا ہوگا؟ اور یہ ساری رقم کہاں سے آئی؟

دوسرا اہم ترین سوال یہ ہے کہ ان تیس سالوں میں (۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۸ء تک) قادیانیت کا تبلیغی دورہ اسی خطہ پر کیوں مرکوز رہا؟ اور قادیانی مرکزیوں کا بھی سب سے بڑا اڈہ کیوں بنا رہا؟ جس کے نتیجے میں فلسطینیوں کی خانہ ویرانی اور "اسرائیلی اسٹیٹ" کا قیام عمل میں آیا؟ اور پھر چن چن کر وہیں قادیان کے سازشی دماغوں کو کیوں جمع کیا جاتا رہا؟ یہ سوالات تاریخ کا ایک معمہ اور "قادیانی یہودی سازش" کا گھناؤنا ایجنڈا ہیں جن کو ان دونوں قوموں کے دوست نما دشمنان کلیہ سے حل کیا جانا چاہئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں "اسرائیل" کا اعلان ہوا، ٹھیک ان ہی دنوں میں قادیانی گروہ کی "ربوہ اسٹیٹ" قائم ہوئی۔ اور سب سے پہلے ربوہ اسٹیٹ کا "اسرائیلی اسٹیٹ" سے رابطہ قائم کیا گیا، ربوہ اسٹیٹ کے متعلق الفضل ترجمان قادیانی خلیفہ کے آرگن نے بڑے تزک و احتشام اور فخر و مباہات سے اعلان کیا:

> "عرب ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت
> حاصل نہیں جیسی ان (یورپ، افریقہ) ممالک میں ہے، لیکن پھر بھی
> ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہوئی ہے، اور وہ یہ کہ فلسطین کے
> جس مرکز میں اگر مسلمان رہ رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔"
>
> (الفضل ۳۰ اگست ۱۹۵۰ء)

"الفضل" کا یہ جگر خراش اعلان اگر ایک طرف فلسطین کے مسلمانوں پر ہے،

مسلمانوں پر خنجرِ استبداد کی حیثیت رکھتا ہے تو دوسری طرف "ربوہ اسٹیٹ" سے "اسرائیلی اسٹیٹ" سے تعلقات وروابط کی قرب و تقریب بھی مہیا کرتا ہے۔

عالمِ اسلام اور بخصوص پاکستان کے نزدیک "اسرائیل" استعماری سازش کی ناجائز اولاد ہے، جس کی پرورش امریکی ایما کے زور سے کی جارہی ہے، یہی وجہ ہے کہ تعلقات وروابط استوار کرنا تو کجا؟ کسی اسلامی حکومت نے اسرائیل کے اس "ناجائز بچے" کو ابھی تک تسلیم کرنے کی اجازت بھی نہیں دی ہے، لیکن ذریتِ مسیحائی "ربوہ اسٹیٹ" خود بھی چونکہ استعماری ناجائز اولاد کی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے ان دونوں کے نہ صرف باہمی روابط استوار ہوئے، بلکہ دونوں توام "بہن بھائی" کی حیثیت میں عالمِ اسلام کو تہ تیغ کر رہے ہیں۔

یہاں اس لطیفہ کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہیں ہوگا کہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۴ء تک پاکستان کا وزیرِ خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان قادیانی رہا، جو ظاہری طور پر حکومتِ پاکستان کا وزیرِ خارجہ تھا مگر معنوی طور پر "ربوہ اسٹیٹ" کی وزارتِ خارجہ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اس نے رسمی طور پر پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھایا تھا مگر حقیقی طور پر وہ قادیان کے خلیفہ ربوہ کا مطیع فرمانبردار اور وفادار تھا۔ اس کے عہدِ وزارت میں "ربوہ اسٹیٹ" کا "اسرائیل" سے رابطہ قائم ہوا۔ جسے میں سفارتی تعلقات کہنا پسند کروں گا — لیکن جب مسٹر ظفر اللہ خان سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ کیا اسرائیل میں ربوہ کا مشن قائم ہے؟ تو پاکستان کے وزیرِ خارجہ نے جواب دیا: "حکومتِ پاکستان کو تو اس کی اطلاع نہیں۔"

مسٹر ظفر اللہ خان کا یہ جواب بالکل صحیح تھا، انہوں نے حکومتِ پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے اسرائیل کے ساتھ سفارتی رابطہ قائم نہیں کیا تھا، بلکہ قادیان کے خلیفہ ربوہ کے وزیرِ خارجہ کی حیثیت سے اسرائیل سے سفارتی رابطہ قائم کیا تھا، بلاشبہ حکومتِ پاکستان کو اس کا کوئی علم نہیں تھا، اور مسٹر ظفر اللہ خان کو اگرچہ اس کا علم تھا مگر وہ حکومتِ پاکستان کے وزیر صرف رسماً تھے، درحقیقت ان کی حیثیت تو "ربوہ اسٹیٹ" کے محکمۂ امورِ خارجہ کے سربراہ کی تھی۔

قادیانی گروہ چالاکی و عیاری میں اپنے مقتدا آنجہانی کا بھی استاد ہے۔ جب "ربوہ اسٹیٹ" کے سفارتی روابط "اسرائیل" کے ساتھ قائم کئے گئے تو انہوں نے اسے صیغۂ راز میں رکھنے کی کوشش کی لیکن جب یہ راز طشت از بام ہو گیا تو یہ تاویل کی گئی کہ "اسرائیل" میں جو قادیانی مشن کام کر رہا ہے اس کا "ربوہ اسٹیٹ" سے رابطہ نہیں بلکہ وہ انڈیا کے مرکز قادیان کے تحت ہے۔

لیکن کچھ دنوں بعد جب "ربوہ اسٹیٹ" کا بجٹ شائع ہوا تو اس میں "اسرائیل مشن" کا بجٹ بھی موجود تھا۔ اب یہ تاویل کی گئی کہ "اسرائیل" میں قادیانی مشن تو ضرور ہے اور یہ بھی ربوہ اسٹیٹ کے تحت ہے لیکن وہ کوئی سیاسی مشن نہیں بلکہ تبلیغی مشن ہے۔ میں پہلے تو یہی کہوں گا کہ اس تاویل کی صحت کو تسلیم کرنے میں بھی تامل نہیں کروں گا بشرطیکہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ قادیانیوں کے "سیاسی مشن" اور "تبلیغی مشن" الگ الگ ہوتے ہیں۔ جہاں تک ہم نے قادیانی تحریک کا مطالعہ کیا ہے ـــ اور اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں یوں کہوں گا کہ میں نے خود قادیانیوں سے زیادہ اس تحریک کا وسیع و عمیق مطالعہ کیا ہے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قادیانیوں کی تبلیغ عین سیاست ہے اور ان کی سیاست عین "تبلیغ" ہے۔ ہم تو قادیانی تحریک کی حد تک تبلیغ اور سیاست کے جداگانہ تصور سے نا آشنا ہیں۔ قادیانی تحریک کو ہم مذہبی تحریک نہیں سمجھتے بلکہ یہ خالص سیاسی تحریک ہے جس پر مذہب کا خول بڑی عیاری سے چڑھا دیا گیا ہے۔ اس لئے اگر قادیانی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ "اسرائیل" میں ان کا "تبلیغی مشن" کام کر رہا ہے، تو دوسرے لفظوں میں وہ صاف اعتراف کرتے ہیں کہ "ربوہ اسٹیٹ" کے سفارتی تعلقات اسرائیل سے مستحکم ہیں۔

ربوہ سٹیٹ اور اسرائیل کے باہمی فوجی تعاون:

دو آزاد اور خود مختار ریاستوں کے درمیان سیاسی، اقتصادی، فنی اور معاشرتی شعبوں میں تعاون ایک قابل فہم چیز ہے۔ رہا فوجی تعاون، اس کی صورتیں بھی پیدا ہوتی ہیں لیکن "ربوہ اسٹیٹ" نے "اسرائیل" کے ساتھ باہمی تعاون کا ایک نیا باب رقم کیا

ہے اور وہ یہ کہ ”ربوہ اسٹیٹ“ کے قادیانی سپاہی اسرائیلی فوج میں بھرتی کئے جاتے ہیں، یہ فوجی تعاون کا وہ خفیہ ریکارڈ ہے جو ربوہ اسٹیٹ نے گم کر رکھا ہے۔ ہمارے ملک کے موقر جریدہ روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور نے یہ خبر شائع کر کے پورے ملک میں سنسنی پھیلا دی ہے کہ:

> ”لندن سے شائع ہونے والی کتاب ”اسرائیل اے پروفائل“ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے، یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی آئی نووائی نے لکھی ہے، اور اسے ادارہ پال مال لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۲ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔“

(نوائے وقت لاہور ص:۵، ۹؍دسمبر ۱۹۷۵ء)

مسلمانوں کے لئے یہ انکشاف جس قدر کرب انگیز ہو سکتا ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا، پاکستان کے متعدد اہل فکر اس پر تشویش کا اظہار کر چکے ہیں، پاکستان کی قومی اسمبلی کے ایک معزز رکن مولانا ظفر احمد انصاری نے ہفت روزہ ”ظاہر“ لاہور کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ وہ قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں، یہاں ان کے انٹرویو کا اقتباس پیش کر دینا مناسب ہوگا۔

مولانا ظفر احمد انصاری ایم این اے کا اہم انکشاف:

> ”س:... اسرائیلی فوج میں ”احمدیوں“ کی موجودگی ایک خوفناک انکشاف ہے، یہودیوں اور ”احمدیوں“ میں اس تعاون کی کیا تفصیل ہے اور آپ اسے پاکستان کی قومی اسمبلی میں کیوں زیر بحث لانا چاہتے ہیں؟
>
> ج:... پاکستان مسلم مملکت ہے اور یہودی ہر مسلم مملکت کو

نیست و نابود کرنے کا عہد کر چکے ہیں۔ وہ اس کے لئے ہر ذریعے اور واسطے کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ اور ان کے آلۂ کار بننے والوں میں یہ مرزائی یا قادیانی بھی شامل ہیں، جو اپنے آپ کو "احمدی" کہتے ہیں۔ اسرائیل یہودی صیہونیت کا ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے یہودی عالم اسلام کو زیر کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۹۷۲ء تک اسرائیل میں موجود "احمدیوں" کی تعداد چھ سو تھی، جن پر اسرائیلی فوج میں "خدمت" کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔ یہ تفصیل پولیٹیکل سائنس کے یہودی پروفیسر آئی آئی توبانی کی کتاب "اسرائیل اے پروفائل" (ISRAEL-A-PROFILE) کے صفحہ نمبر ۵۷ پر موجود ہے۔ یہ کتاب پال مال لندن سے ۱۹۷۲ء میں چھپی ہے۔ دلچسپ چیز یہ ہے کہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ عربوں پر یہ پابندی اب بھی ہے کہ وہ کسی سرحدی گاؤں میں نہیں رہ سکتے، اور اسرائیلی فوج میں بھرتی بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۵۷ پر یہ بھی موجود ہے کہ یہ "احمدی" پاکستان سے ہیں۔ ایک مسلمان بالخصوص پاکستانی مسلمان کے لئے یہ بات یوں بھی انتہائی اضطراب کا موجب ہے کہ ان "احمدیوں" کو پاکستانی قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے بھی میں تحریک التوا کے ذریعے اسے پاکستان کے مقتدر ترین ایوان میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

س:... آپ اس تحریک التوا میں حکومت کی توجہ کن پہلوؤں پر مبذول کرانا چاہتے ہیں؟

ج:... میں قوم کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور حضرات اقتدار سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ انہیں بھی معلوم

ہے کہ "احمدی" دنیا کے کسی خطے میں بھی ہو "خلیفہ" کے حکم پر کام کرتا ہے، اس "خلیفہ" کا ہیڈکوارٹر پاکستان کے قصبے ربوہ میں ہے، اور اسرائیل میں رہنے والے "احمدیوں" کو ربوہ سے یہ ہدایت ہے کہ عرب ممالک پر قبضے اور انہیں تاراج کرنے میں اسرائیل کی مدد کریں، اور جیسا کہ جنگ ۱۹۶۷ء کے زمانے کے اخبارات میں آیا کہ اسرائیلی، پاکستان کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کے خلاف جس دشمنی اور نفرت کا اظہار بار بار اسرائیلی حکمرانوں نے کیا تو اس کے پیش نظر کیا یہ اندیشہ صحیح نہ ہوگا کہ اسرائیل جیسے "احمدیوں" کو عربوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے، انہیں پاکستان کے خلاف آسانی سے استعمال کرے گا۔ جب کہ "احمدیوں" کے "خلیفہ" کا ہیڈکوارٹر بھی یہیں ہے۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ چھ سو "احمدی" پاکستان کی شہریت رکھتے ہیں؟ ان کے پاس دوہری شہریت تو نہیں؟ ان میں سے کتنے پاکستانی پاسپورٹ پر گئے ہیں؟ کیا وہ پاکستانی پاسپورٹ پر گئے؟ اور پھر اسرائیل بھاگ گئے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ہماری وزارت خارجہ اور پاسپورٹ جاری کرنے والی وزارت داخلہ کو کیا علم ہے اور کیا علم نہیں ہے؟ کیا ان "احمدیوں" کی وہاں فرار کی روک تھام بھی کی جا رہی ہے؟ کیونکہ ان کے پاکستانی کہلانے سے عربوں سے ہمارے تعلقات مجروح ہو سکتے ہیں۔ حکومت پاکستان کو اس صورت حال کی CLARIFICATION: صفائی کرنا چاہئے۔

س:... اسرائیل کے عربوں کے خلاف عزائم ہیں تو ایسے ہی تو پھر عزائم ہمارے بارے میں بھی ہیں؟

ج:... جی!! ... (بہت ہنسی کی "کی") یہی وہ بات ہے جس

پر بھی زور دینا چاہتا ہوں۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کی توسیع پسندی اور بیت المقدس پر غاصبانہ قبضے کے بعد پاکستان میں جو ردعمل پیدا ہوا تھا، اس نے یہودیوں کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ چنانچہ بابائے اسرائیل ڈیوڈ بن گوریان نے جون ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ کے بعد فوراً ہی سوربون یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا، جس کی رپورٹ ۹ اگست ۱۹۶۷ء کو یہودی رسالے "جیوئش کرانیکل" میں چھپی تھی۔ بابائے اسرائیل نے اعلان جنگ کرتے ہوئے کہا تھا: "عالمی صیہونی تحریک کو پاکستان کے خطرے سے لاپرواہی نہیں برتنی چاہئے، اور اب پاکستان اس کا پہلا نشانہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی مملکت ہمارے وجود کے لئے خطرہ ہے۔ سارے پاکستانی، یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں اور عربوں سے محبت کرتے ہیں، عربوں کے لئے یہ محبت ہمارے لئے خود عربوں سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے۔ اسی خاطر عالمی صیہونیت کے لئے یہ ضروری ہوچکا ہے کہ اب پاکستان کے خلاف فوری اقدام کیا جائے۔ جہاں تک ہندوستانی سطح مرتفع کے باشندوں کا تعلق ہے وہ ہندو ہیں، جن کے دل پوری تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے ہیں، لہٰذا ہندوستان ہمارے لئے پاکستان کے خلاف کام کرنے کا اہم ترین مرکز (فوجی اسٹیشن BASE استعمال کی گئی) ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اس مرکز کا پورا استعمال کریں اور تمام ڈھکے چھپے اور خفیہ منصوبوں کے ذریعے یہودیوں کے دشمن پاکستانیوں پر ضرب لگائیں اور انہیں کچل دیں۔

(مولانا ظفر احمد انصاری نے یہ اقتباس ایک کتاب سے انگلش میں پڑھ کر سنایا، پھر سلسلہ کلام جاری رکھا) شاید بہت سے

> لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ اس کے سوا چار سال بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں
> ہندوستانی سازش اور یہودی جارحیت کے ذریعے ڈھاکے میں داخل
> ہونے والی ہندو افواج کا ڈپٹی کمانڈر ایک یہودی تھا۔"

(ہفت روزہ "لولاک" ۲۲ تا ۲۸ اکتوبر ص ۹)

طوفان کا رخ:

قادیانی "ربوہ اسٹیٹ" مغرب کی استعماری اور صیہونی طاقتوں کی آلہ کار بن کر عالم اسلام کے خلاف سازشوں کا جو طوفان برپا کرنا چاہتی ہے، اس کا کچھ اندازہ شیخ ربوہ کے ان متواتر اعلانات سے کیا جا سکتا ہے، جن میں قادیانی گروہ کو یہ تلقین کی جاتی ہے کہ "نئی صدی (جس کے طلوع میں صرف پانچ سال رہ گئے ہیں) "احمدیت" کے غلبہ کی صدی ہے، اس صدی میں "احمدیت" تمام عالم پر غالب آجائے گی۔"

"احمدیت" کو تمام عالم اسلام پر غالب کرنے کے لئے "ربوہ اسٹیٹ" کن دہشت پسند سرگرمیوں کی تیاری میں مصروف ہے، اس کا پہلا انکشاف تو اسرائیلی فوج میں قادیانیوں کی شرکت سے ہوتا ہے، اور مزید انکشاف یہ ہوا ہے کہ چودہ ہزار قادیانی مغربی جرمنی میں گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ہفت روزہ "چٹان" (۵ جنوری ۱۹۸۶ء) کی روایت ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام چنیوٹ میں منعقد ہونے والی "۲۳ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس" سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب نے ان سازشوں کو بے نقاب کیا جو مرزائی پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے اور اسے "مجمی اسرائیل" بنانے کے لئے کر رہے ہیں:

> "مولانا تاج محمود صاحب نے یہ بھی بتایا کہ چودہ ہزار
> قادیانی نوجوان مغربی جرمنی میں گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں۔
> انہوں نے حکومت کو خبردار کیا کہ وہ قادیانیوں کی سازشوں سے آگاہ
> رہے اور اس فتنے کا تدارک کرے۔ مولانا تاج محمود نے مطالبہ کیا کہ

> حکومت اس بات کا پتہ لگائے کہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا ناصر احمد نے حال ہی میں انگلستان کا جو دورہ علالت کے بہانے کیا۔ وہاں اس کی مصروفیات کیا تھیں؟ انہوں نے الزام لگایا کہ مرزا ناصر احمد پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔" (ہفت روزہ چٹان ۵ جنوری ۱۹۷۴ء)

اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود بھی سراپا سازش ہے، اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان نہیں بلکہ پورا عالم اسلام، خصوصاً ایشیا اور مشرق وسطیٰ ہے۔ قادیانی اسرائیل کا جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے۔ اور دوسرے بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روزافزوں ہیں۔ قادیانی۔ دہشت پسند تنظیم کا ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے، خواہ وہ یہودیوں کی "صیہونی تحریک" ہو یا "دہریت پسندوں کی سوشلسٹ تحریک"۔ ہندوستان کی "جارحیت" ہو یا پاکستان کی امن پسند سکھ اقلیت — میں یہاں پاکستان کی سکھ اقلیت کے صدر جناب صوبہ خان کے دھمکی آمیز بیان کا حوالہ دوں گا، جسے روزنامہ "امن" کراچی نے ۲۹ ستمبر ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع کیا تھا:

صوبہ خان کا بیان:

> "سادھو لا آدمی ہماری محب وطن اہل کتاب سکھ اقلیت کے حقوق و مفادات کا مکمل تحفظ نہ کیا گیا تو ملک کی بنیادیں ہل جائیں گی، اور قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کی پاداش میں پاکستان کی مسلم اکثریت کو اپنی خوش فہمی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔" (بحوالہ "پاکستان ریسرچ [illegible]" ص: ۹، ۱۰، ۱۳ شائع کردہ دفتر مرکزیہ مجلس دعوۃ الحق پاکستان (ملتان) [illegible])

میں یہاں جناب صوبہ خان صاحب کے بیان کا منطقی تجزیہ نہیں کرنا چاہتا، نہ میں

اس بحث میں الجھنا چاہتا ہوں کہ "پاکستان کی محب وطن مسیحی اقلیت" کے صدر نے مسیحی اقلیت کے جو مرعوب کن اعداد و شمار پیش کئے ہیں وہ صحیح ہیں یا جعلی اور مصنوعی؟

ہماری دلچسپی سے متعلق محب وطن صدر خان صاحب کے بیان کا وہ حصہ ہے جس میں ان کے نزدیک قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کو ایسا سنگین جرم قرار دیا ہے کہ اس کی پاداش میں ملک کی بنیادیں ہلا دیں اور مسلم اکثریت کو اس کی خوش فہمی کا خمیازہ بھگتنا دینا۔ اہل کتاب مسیحیوں کی حب الوطنی کا مظاہرہ قرار پاتا ہے گویا دنیا بھر کا ہر ہندو، ہر یہودی، ہر مسیحی اور ہر دہریہ قادیانی فرقہ سے دلچسپی رکھتا ہے، اس کے تحفظ کے لئے اپنی طاقت کی چھتری مہیا کرنا ضروری فرض سمجھتا ہے، اور قادیانیوں کی خاطر عالم اسلام کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کا عزم رکھتا ہے، ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ـــــ "الکفر ملة واحدة" کفر کے تمام فرقوں کی باہمی لڑائی انہیں اسلام دشمنی کے مقصد پر جمع ہونے سے نہیں روکتی۔ تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون و محافظ ہیں، اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے، جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے بالطائف الحیل حرکت میں لایا جاتا ہے۔

ربوہ اسٹیٹ کا جاسوسی نظام:

ربوہ کی قادیانی شہنشاہیت، اسرائیلی فوج کے لئے صرف پاکستان کے قادیانی سپاہی مہیا نہیں کرتی، اور نہ صرف مغربی جرمنی میں ہزاروں گوریلوں کی تربیت کے انتظامات کرتی ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر وہ کفر کے مواصلاتی نظام میں ایک نئے باب کا اضافہ بھی کرتی ہے۔ پاکستان کے فوجی اور انتظامی خفیہ راز ہندوستان کو اور مشرق وسطی کے اندرونی خفیہ راز، اسرائیل کو کس طرح پہنچائے جاتے ہیں اس کی تفصیل میرے لئے ناخوشگوار موضوع ہے۔ میں اس موضوع پر بحث کرنے کو پاکستان اور عالم اسلام کی توہین کے مترادف سمجھتا ہوں، اس لئے تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے میں ریاست ربوہ کے محکمہ "انٹیلی جنس" کی طرف قائدین ملت کی توجہ مبذول کرانے پر اکتفا کروں گا۔

نے ۱۹۵۲ء میں حکومت پنجاب نے ملک کے خلاف ذکر کے لئے ایک سرکلر جاری کیا تھا جس میں ریاست ربوہ کے خفیہ ارادوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی تھی۔ یہ سرکلر سلطانی صحافت نے گزشتہ اخبارات میں شائع کیا اور اخبارات نے اس پر اداریے لکھے۔ سرکلر کا مفہوم یہ تھا:

"حکومت کے پاس اس کی مصدقہ اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسانی کا ایک مخصوص عملہ ملازم رکھا ہے جو کہ سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرے گا جو احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں گی۔"

حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازمین جو احمدیہ فرقہ سے متعلق ہیں ان کے ذریعہ سرکاری اطلاعات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ جس سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسانی عملہ سرکاری اطلاعات جمع کرتا ہے وہ حکومت کے ریٹائر یافتہ ملازم ہیں جن کو ابھی تک اپنے دوستوں ہم عصروں اور ماتحتوں پر اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے خود احمدی ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے تاکہ ان کی طرف سے شبہ جاتا رہے، اور وہ آزادی سے تمام ملازمین میں خلط ملط ہو سکیں اور معلومات حاصل کر سکیں:

"حکومت نے یہ بھی سنا ہے کہ احمدیہ جماعت کے لئے یہ عملہ خاص طور پر جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے ان میں ربوہ کی احمدیہ جماعت کے باغیوں کی تنظیم کا نام "حقیقت پسند پارٹی" ہے، سرگرمیاں، مجلس تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا شامل ہے۔

(یہاں یہ عقدہ بھی ایک مستقل "انکشاف" کی حیثیت رکھتا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان کی ویسے تو قادیانی نوجوان جاسوسی کے لئے متعین کیا گیا۔ صاحب علم ایمن کرنے کے حوالہ تحقیق سپیشل وقت میں قادیانیوں سے گرفتار کیا

جا سکتا ہے کہ قادیانیوں کے جو متوازی نظام کی زد میں کون کون آیا ہوگا؟ ناقل)

نیز اس میں احمدیہ فرقہ اور شیعہ کی تنظیمات سے متعلق حکومت کی پالیسی میں تبدیلی کی خبر کا بھی شامل ہے۔ حکومت کے ان مختلف مراسلات میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت کا یہ خبر رسانی عملہ ان دنوں ربوہ اور لاہور میں تعینات ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی تجویز ہے کہ اس عملہ کی شاخیں راولپنڈی اور کراچی میں قائم کی جائیں۔ اس عملہ کو ہدایات دینے اور اس کی نگرانی کرنا احمدیہ فرقہ کے امام (خلیفہ ربوہ) کے بیٹے مرزا ناصر احمد کے سپرد ہے (اور آجکل یہ حضرت خود ریاست ربوہ کے سربراہ ہیں۔ ناقل)۔“

(۲ مئی ۱۹۵۲ء، روزنامہ امروز ۱۲ جولائی، ”ربوہ کا پوپ“ [illegible]
شائع کردہ تحریک الفرقان [illegible] لاہور)

گورنمنٹ پاکستان کے اس مراسلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ ”آفاق“ لاہور نے اپنے ادارتی نوٹ میں لکھا:

”صوبائی حکومت کا یہ مراسلہ ایک اہم مسئلہ سے فوری نمٹنے کی کوشش ہے۔ حکومت کو یہ بھی صاف نظر آ گیا کہ ربوہ کی انجمن نے حکومت کے راز حاصل کرنے کے لئے ایک جاسوسی نظام قائم کر رکھا ہے۔ لیکن یہ بات ابھی تک نظر نہیں آئی کہ ربوہ کی انجمن نے مذہبی تحریک کی آڑ میں ایک متوازی حکومت کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور وہ ایسے تمام حربے استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہے جو سیاسی طاقت ہاتھ میں لینے کے لئے ضروری ہیں۔۔

اگر اس ملک میں واقعی ایسے حالات پیدا ہو جائیں اور ایک جماعت اپنی تنظیم اور اپنے وسائل کے ذریعہ قانون و انصاف

کی مشینری کو جب چاہے شل کر دے، تو حکومت کو طفلانہ سرکلر جاری کرنے کے بجائے ان حالات سے عہدہ برآ ہونے کی مؤثر تدبیر سوچنی چاہئے یا بصورت دیگر اقتدار کے عہدہ سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔

اصل یا اہم سوال یہ نہیں کہ نظام ربوہ کے جاسوس، حکومت کے راز چرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت کے پاس راز ہی کون سے ہیں، جنہیں وہ (قادیانیوں سے) محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ جاسوسی کے علاوہ ربوہ کے خلافتی نظام کے کارکن اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں، جو ایک "دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام" کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے، اس کا علاج کیا ہے؟" (روزنامہ "آفاق" ۷ نومبر ۱۹۵۰ء بحوالہ "ربوہ کا پوپ" ص:۱۴،۱۳)

اس پر روزنامہ "تسنیم" لاہور کا تبصرہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے:

"افسوس ہے کہ معاصر (روزنامہ آفاق) نے علاج تجویز کرنے کا مسئلہ حکومت پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لیا ہے، حالانکہ یہ مسئلہ کچھ ایسا پیچیدہ نہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت قادیانی جماعت کی اصل حیثیت کو مشخص کر دے، اور پردۂ فریب کو چاک کر دے، جو اس نے اپنے چہرے پر ڈال رکھا ہے۔

یہ جماعت بالکل اسی طرح کی ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے، جس طرح کوئی خفیہ سیاسی جماعت ہو سکتی ہے، لیکن اس نے خود کو محض ایک مذہبی جماعت قرار دے رکھا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد پر سرکاری دفاتر کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں اور بڑے سے بڑے عہدے پر وہ فائز ہیں۔

ان کی اصل وفاداریاں پاکستان کے نظام حکومت سے

وابستہ نہیں ہیں بلکہ ربوہ کے خلافتی نظام سے۔ وہ خلافت ربوہ کے راز تو سینے میں چھپا سکتے ہیں مگر سرکاری اطلاعات کو عقیدۃً چھپا نہیں سکتے، اگر چھپا گئیں تو انہیں نظامِ خلافت کا باغی قرار دیا جاتا ہے۔

معاصر موصوف (روزنامہ آفاق) نے پولیس اور قانون کی جس بے بسی کا ذکر کیا ہے وہ اسی صورتحال کا نتیجہ ہے۔ اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ قادیانی جماعت کو خفیہ سیاسی جماعت قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ایسی جماعتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کے بغیر یہ دو عملی ختم نہیں ہو سکتی اور اس گشتی مراسلے کے اجرا کا کچھ حاصل نہیں بجز اس کے کہ "چور" کو آگاہ کر دیا جائے کہ جاگ ہو گئی ہے، اور وہ اپنا کام زیادہ ہوشیاری کے ساتھ کرے۔

ہمیں اندیشہ ہے کہ جن افسروں کے نام یہ گشتی مراسلہ جاری کیا گیا ہے، ان میں کتنے ہی لوگ ہوں گے جو اس فہرست میں آتے ہوں گے جن سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔"

(روزنامہ "تسنیم" ۸ نومبر ۱۹۵۵ء بحوالہ "ربوہ کا پوپ" ص:۱۳۴)

ایک امتحان، ایک آزمائش:

اب قلم کا مسافر اپنی منزل تک رسائی کے آخری مراحل میں ہے، وہ اپنے ہم سفروں کو زیادہ زحمت نہیں دینا چاہتا۔ "قادیانی اسرائیل اتحاد" آپ کے سامنے کھل کر آ چکا ہے، قادیانیوں کی یہودی فوجی ٹریننگ کا منظر بھی آپ دیکھ چکے ہیں، ریاست ربوہ کے ملکی انٹیلی جنس کی خفیہ خبریں بھی آپ سن چکے ہیں۔ اب ذرا عالم اسلام میں قادیانیت کے اثر ورسوخ پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ پاکستان کے کلیدی شعبے بدستور قادیانیت کے قبضے میں ہیں،

پاکستان کی اقتصادیات پر قادیانیوں کا خاصا تسلط ہے، بقول علامہ عزیز انصاری:

"۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مرزائیوں نے اپنے

> محاذ بدلی لی اور پاکستان کے سیاسی اور اقتصادی اداروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، اور امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے وہی انہوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔"
>
> (ہفت روزہ چٹان ۵ جنوری ۱۹۷۶ء، ص:۱۸)

فوج سے لے کر ملک کے ہر چھوٹے بڑے محکمے کی پالیسی ساز باڈی میں قادیانی اب بھی دخیل ہیں۔ معلوم ہوا کہ سب سے بڑے اسلامی ملک انڈونیشیا میں مذہبی امور کا وزیر اور اس کا سیکرٹری قادیانی ہیں، اسی طرح دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۔۔۔ جہاں قادیانیوں کی ملازمت پر پابندی تھی ۔۔۔ اہم ترین مناصب پر قادیانی فائز ہیں۔ اب میں یہ سطور وضاحتاً پیش کرتا ہوں ۔۔۔ جو کسی کا مفروضہ نہیں بلکہ چند ناقابل تردید حقائق و واقعات کی صحیح تصویر ہے۔ کہ قادیانیوں کی عالمی تحریک جس کا ہیڈکوارٹر ربوہ ہے، اور جس کا ہر فرد ایک واجب الاطاعت "خلیفہ" کے ماتحت کام کرتا ہے، یورپ، یہودیت اور ہندوستان کا آلہ کار اور جاسوس ہے ۔۔۔ فرض کیجئے پاکستان کے فوجی اور دفاعی راز قادیانی شائع کرے، وہ ۔۔۔ ہندوستان میں ہے۔ انڈونیشیا پہنچ جاتے ہیں۔ عالم اسلام کی رپورٹ مرزائیوں کی وساطت سے استعماری طاقتوں کو مہیا کی جاتی ہے۔ مشرق وسطیٰ کے خفیہ راز اسرائیلی مرکز کے ذریعے یہودیوں کو پہنچائے جاتے ہیں، اور خلافت ربوہ کا یہ محکمہ اطلاعات تمام اسلام دشمن طاقتوں کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عالم اسلام نے قادیانیوں کی جاسوسی اور خفیہ سازشوں سے تحفظ کا کوئی انتظام کیا ہے؟ اور کیا اس وقت تک اس کی ضرورت بھی کسی کے حاشیہ ذہن میں آئی ہے؟"

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلے سے قادیانی جارحیت کا تدارک نہیں ہوا، بلکہ اس فیصلے نے عالمی سطح پر قادیانی تحریک کو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے خلاف اور بھی برافروختہ کر دیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کو آگاہ کر دیا ہے کہ وہ قادیانیوں کی "تبلیغ اسلام" کے مصنوعی خول سے ہوشیار رہیں، پاکستان کے اس فیصلے کے احترام میں بعض دیگر اسلامی ممالک نے بھی

یکطرفہ اقدامات کئے ہیں، یہ فیصلہ اپنی جگہ لائقِ صد تحسین ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ پاکستان، مشرقِ وسطیٰ اور عالمِ اسلام کو قادیانیت کی ان زیرِ زمین سرگرمیوں سے جو خطرہ لاحق ہے، کیا یہ فیصلہ اس کا شافی جواب ہوسکتا ہے؟

جس کافر اور باغی گروہ کے روابط دشمنانِ اسلام سے موجود ہوں، جو تنظیم طاغوتی سامراج کی آلۂ کار ہو، جس کے پیرو صیہونی فوج میں شامل ہوکر مسلمانوں پر گولے برسا رہے ہوں، جو تمام عالمِ اسلام کو قادیانیت سے اثر دینے کا فیصلہ کئے ہوئے ہو، جس کا جاسوسی نظام کسی اسلامی ملک کی پوری مشینری کو مفلوج کردینے کے درپے ہو، جس کے افراد اسلامی ممالک میں کلیدی عہدوں پر فائز ہوکر بھی ایک واجب الاطاعت خلیفہ کے اشاروں پر کارفرما ہوں، کیا ایسی جماعت کے لئے صرف ’’غیرمسلم اقلیت‘‘ کا لقب تجویز کرکے چین سے بیٹھ جانا کافی ہے؟ کیا اس ’’لقب‘‘ سے ان کی سرگرمیاں بند ہوگئیں؟ کیا انہوں نے اسلامی شعائر کی توہین کا مکروہ عمل ترک کردیا؟ کیا ان کی وہ کتابیں جن میں انبیائے کرام اور اکابرِ امت کو بدترین گالیاں دی گئی ہیں، ان کی اشاعت ختم ہوگئی؟ کیا طاغوتی طاقتوں سے ان کا رابطہ ختم ہوگیا؟ کیا انہوں نے اسلام کش سازشوں سے توبہ کرلی؟ افسوس ہے کہ ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے، اور اس سے بڑھ کر قابلِ افسوس یہ ’’خوش فہمی‘‘ ہے کہ ہم نے مسئلہ حل کرلیا۔

بلاشبہ قادیانی، کافر ہیں، آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے کافر ہیں، جب مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ:

’’منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد‘‘

(تریاق القلوب ص:۳، خزائن ج:۱۵ ص:۱۳۴)

لیکن اگر وہ صرف ’’کافر‘‘ ہوتے تو دنیا میں اور بہت سے کافر ہیں، قادیانی تحریک صرف اسلام سے باغی نہیں بلکہ یہ صیہونیت و فری میسن کی طرح ایک تخریبی تنظیم ہے، اور یہودی فوجوں میں قادیانی سپاہیوں کی شمولیت اور مغربی جرمنی میں جاسوسی

قادیانیوں کی گوریلا تربیت نے اسے ایک دہشت پسند تنظیم ثابت کردیا ہے۔

صیہونیت اور قادیانیت کا اتحاد پاکستان اور عالم اسلام کے لئے ایک ہولناک خطرہ کا نشان اور قائدین ملت کی فراست و تدبر کے لئے ایک آزمائش اور ایک امتحان ہے۔ قادیانیت نے عالم اسلام سے فیصلہ کن معرکہ آرائی کا منصوبہ طے کرلیا ہے، اور خلیفہ ربوہ نے "نئی صدی میں (جو پانچ سال بعد شروع ہوگی) تمام دنیا پر چھا جانے اور عالم اسلام کو کھا جانے کا اعلان جنگ کردیا ہے۔ قادیانی مشنری کے تمام کل پرزے لندن سے حیفا تک اور حیفا سے قادیان تک، اس اعلان مبارزت پر بڑی تیزی سے حرکت میں آچکے ہیں، اور "آنے والی صدی میں غلبہ احمدیت" کے لئے سازشوں کا وسیع منصوبہ تیار کرلیا گیا ہے۔

پس چہ باید کرد؟

حریم اسلام کی پاسبانی علماء کے قلم اور سلاطین کی تلوار کے سپرد ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ انگریز کے دور غلامی نے سلاطین کے ہاتھ سے "سیف جہاد" اور علماء کے ہاتھ سے "قلم خارا شگاف" چھیننے کی کوشش کی۔

علماء کے قلم نے آج سے ۹۵ سال پہلے یہ فیصلہ رقم کیا تھا کہ: "قادیانی غیر مسلم ہیں" افغانستان کی حکومت نے نوک تلوار سے اس فیصلے پر دستخط کئے، اور قادیانیوں کو ارتداد کی سزا میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آج کی مہذب دنیا جو معمولی سی حکومت کے باغی کو گولی سے اڑا دینے کا معمول رکھتی ہے، اس نے شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کی سزائے موت کو وحشیانہ قرار دیا، اور ہمارے تہذیب یافتہ طبقے نے جو انگریز کی ہر بات پر ایمان بالغیب لانے کا خوگر تھا، اس "وحشیانہ" پروپیگنڈے کو خوب ہوا دی۔

اگر مسلمان حکمرانوں کی غیرت نے حریم نبوت کا تحفظ کیا ہوتا، اور قادیانیوں پر "من بدل دینه فاقتلوه" کی سزائے ارتداد جاری کی ہوتی تو ۹۵ برس تک عالم اسلام "تماشائے غیرت" نہ بنا رہتا، اور آج قادیانی نبوت کے گماشتوں کو یہ حوصلہ نہ ہوتا کہ وہ بیت المقدس اور مکہ و مدینہ پر نظریں جمائیں اور عالم اسلام کو آنکھیں دکھائیں۔ غیرت

حسرت کا مقام ہے کہ قادیانیت کے بارے میں ۱۳۰۱ھ میں جو فیصلہ علماء نے لکھا تھا، ہمارے ذہین طبقہ نے اس کو سمجھنے کے لئے ایک صدی کی طویل مدت صرف کی، آج میں سوچتا ہوں تو بے چین ہو جاتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کی فہم و فراست اور تدبر و عاقبت اندیشی کا یہی معیار قائم رہا تو ہمارے اربابِ اقتدار کو قادیانیوں کی گہری سازشوں کے سمجھنے اور ان کا صحیح تدارک کرنے کے لئے کتنی صدیوں کا عرصہ درکار ہوگا؟

کاش! میں کہیں سے صورِ اسرافیل مانگ لاتا، جس سے کفر کی زمین میں زلزلہ آجاتا، الحاد و زندقہ کے جگر شق ہوجاتے، صدیوں کے جمود و غفلت کے پردے چھٹ جاتے، مردہ دلوں میں یکایک زندگی کی لہر دوڑ جاتی، اور ملک و ملت کے محافظ، ان غدارانِ اسلام، باغیانِ محمد اور دشمنانِ ملت قادیانیوں کی ہلاکت آفریں سازشوں کا تدارک کرنے کے لئے: "أینقص فی الدین وأنا حیٌّ" کا نعرۂ کفر سوز لگاتے ہوئے کھڑے ہوجاتے:

نوائے تلخ تر می زن چوں ذوقِ نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

ہمیں اسلام کے بارے میں الحمدللہ کوئی تشویش نہیں، اس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے خود لیا ہے، اور وہ اس کی حفاظت کے لئے خود ہی اسباب بھی پیدا فرمادیتا ہے، ہمیں جس چیز نے بے چین کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ کیا جادو چل گیا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کسی سازش کا نوٹس نہیں لیتے اور ان کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے، اور وقت اپنا اٹل فیصلہ لکھ کر فارغ ہوجاتا ہے۔

ہمارے نزدیک قادیانی، صیہونی سازش کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قادیانیت کو صیہونیت کی طرح، ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم تسلیم کرتے ہوئے اس کی تمام سرگرمیوں کو خلافِ قانون قرار دیا جائے، اس تحریک کا کوئی فرد کسی اسلامی ملک میں کسی سرکاری منصب پر فائز نہ ہو، اس کے ارکان کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی جائے، اور جن افراد کا کسی بیرونی سازشی جماعتوں سے رابطہ ثابت ہوجائے، انہیں بغاوت کی سزا دی جائے۔ اور ہر مسلمان یہ نوٹ کرے کہ کوئی قادیانی کسی حالت میں بھی اسلامی ملک کا وفادار

تعبیر نہیں ہوسکتا۔ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی اسلام کے قصر کو مسمار کر کے اس پر ''احمدیت'' کا قصر تعمیر کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ تمام اعدائے اسلام سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے ارباب اقتدار کو ان فتنوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

والحمد للہ اولاً وآخراً

ربوہ سے تل ابیب تک
جواب الجواب
(حصہ دوم)

تقریب سخن:

راقم الحروف نے محرم الحرام ۱۳۹۶ھ میں ایک مختصر رسالہ بعنوان ”ربوہ سے تل ابیب تک“ مرتب کیا تھا، جس میں قادیانی یہودی روابط، قادیانی عزائم اور قادیانیوں کی خفیہ و جلی سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکنا رہنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ پورے رسالہ کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزائی قادیانی کسی حالت میں بھی اسلامی مملکت کا وفادار نہیں ہوسکتے، اس لئے کہ قادیانی اسلام کے قلعہ کو مسمار کرکے اس پر ”احمدیت“ کو تعمیر کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں، قادیانیت کی نصف صدی کی تاریخ کا ایک ایک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ قادیانی امت نے کبھی بھول کر بھی اسلام کی وفاداری اور مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں کی، ان کے اخلاص و مودت کے رابطے ہمیشہ کفر و کفار سے جڑے رہے ہیں، اور تمام معاندین مسلمانوں کی ایذا رسانی میں سب سے آگے یہودی قادیانی ٹولے کا سب سے بڑا دست راست اور حلیف رہا ہے۔ خاتمہ کے الفاظ تھے:

> ”اب جنہوں نے عقیدۂ جہاد کی تنسیخ میں ”مہربان
> انگریزی گورنمنٹ“ اور اس کی غلامی و وفاداری کی تعریف میں جو
> ”خوشامدات“ جن میں کوئی شریف آدمی کی [illegible] پر چھوڑ کر
> تعلیمات پیوند ہو رہے تھے، اب مرزا صاحب کے اخلاف ملک

کی عدم رواداری اور انگریزوں کی طرفدارانہ مذہبی پالیسی کا مقصد جو معاندانہ توہین آمیز نہ تھا تو مسلمانوں کا غیظ و غضب اور بھی مشتعل ہو گیا۔ احمدی (مرزائی) جانتے تھے کہ ان کے عقائد دوسرے اسلامی ممالک میں "اشاعت ارتداد" پر محمول کئے جائیں گے، اور یہ خیال اس وقت اور بھی پختہ ہو گیا جب افغانستان میں عبداللطیف احمدی (مرزائی) کو سنگسار کیا گیا۔ (مرزائی عبداللطیف کی سنگساری کے علل و اسباب پر مرزا بشیرالدین نے اپنے ایک خطبہ میں روشنی ڈالی ہے اور اطالوی مصنف کے حوالے سے کہتے ہیں:

"وہ (اطالوی مصنف) لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اس لئے "شہید" کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے، اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور پڑ جائے گا، اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔

اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ مگر وہ اس بڑھتے ہوئے جوش کا شکار ہو گئے، جو انہیں حکومت برطانیہ کے متعلق تھا، اور وہ واقعی ہمدردی کی وجہ سے قتل ہو گئے جو قادیان سے لے کر گئے تھے:

بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

(اخبار "الفضل" قادیان مؤرخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء ص:۳، کالم:۳، ۵... باقی)

جب بھی جنگ عظیم میں (جس میں ترکوں کو شکست ہوئی)

> تھی) بغداد پر ۱۹۱۸ء میں انگریزوں کا قبضہ ہوگیا، اور قادیان میں اس "فتح" پر جشن مسرت منایا گیا تو مسلمانوں میں شدید برہمی پیدا ہوئی، اور احمدی، انگریزوں کے پٹھو سمجھے جانے لگے۔"
>
> (منیر انکوائری رپورٹ ص:۲۰۸، ۲۰۹)

بغداد پر انگریز کا تسلط ہوا تو اس المناک سانحہ پر پورا عالم اسلام خون کے آنسو بہا رہا تھا۔ مگر قادیانیوں نے اس کو "فتح" قرار دے کر گھی کے چراغ جلائے، اور جس ناشائستہ انداز میں عالم اسلام کے زخموں پر نمک پاشی کی اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے کیجئے، اخبار "الفضل" قادیان مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

> "حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) فرماتے ہیں کہ میں مہدی ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی (بحمداللہ جھوٹے مہدی کی یہ ناپاک تلوار ٹوٹ گئی...ناقل) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس "فتح" سے کیوں خوشی نہ ہو، عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔
>
> "فتح بغداد" کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں، دیکھئے کس زمانے میں اس "فتح" کی خبر دی گئی، ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام کے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا، دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے (مرزا آنجہانی نے اپنے خدا کے دو الہامی نام بتائے ہیں، عاجی، اور ٹیچی ٹیچی۔ تذکرہ ص:۱۰۵، ۳۸۹...ناقل) جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تا کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔"
>
> (قادیانی مذہب ص:۱۰۷۰ طبع پنجم فصل:۱۳ نمبر:۳۱)

[illegible] علامہ اقبال مرحوم نے تو ایک بیان کا خلاصہ یہ تھا کہ [illegible] سے بھی زیادہ [illegible] کہ "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔" قادیانی اس بیان میں بہت سٹپٹائے [illegible] ان کا اصل چہرہ مسلمانوں کے سامنے عریاں ہو جاتا تھا۔ راقم الحروف کے محترم [illegible] رسالہ سے قادیانی بے حد پریشان ہوئے۔ اور قادیانی خلافت کے [illegible] جناب مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی [illegible] اس کے جواب میں خامہ فرسائی فرمائی۔ یہ جواب رسالہ کی شکل میں میرے سامنے ہے جس کے سرورق پر یہ نام مرقوم ہے: "جناب محمد یوسف بنوری صاحب کے رسالہ "ربوہ سے تل ابیب تک" پر تبصرہ۔"

بدحواسی:

قارئین کو شاید تعجب ہوگا کہ رسالہ "ربوہ سے تل ابیب تک" محمد یوسف لدھیانوی کی تالیف ہے اور رسالے کے ابتدائیہ میں (صفحہ ۳ پر) صاحب رسالہ نے [illegible] میں صفحہ ۳ پر جلی طباعت [illegible] ہیں [illegible] بھی مؤلف کے [illegible] محمد یوسف لدھیانوی کا نام [illegible] طور پر درج ہے۔ مگر ان تمام تصریحات کے باوجود صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اس کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری مدظلہ العالی کی تالیف بنا کر انہیں [illegible] فرماتے ہیں۔ [illegible] صاحبزادہ صاحب نے رسالہ پڑھے بغیر ہی جواب کے لئے قلم اٹھا لیا تھا۔ [illegible] مشق [illegible] کی طرح [illegible] بھی [illegible] ہے۔ [illegible] اشاعت سے قادیانی [illegible] لاحق ہوئی۔ [illegible] تعجب [illegible] مرزا ناصر احمد کے [illegible] کے علاوہ [illegible] انصار نے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ کسی نے صاحبزادہ صاحب کو متنبہ کیا کہ حضرت! جب آپ مؤلف کا نام صحیح پڑھنے سے معذور ہیں۔ "لدھیانوی" کو "بنوری" [illegible] رسالہ کے مندرجات کو کیا سمجھے ہوں گے؟ اور آپ کے جواب کی قیمت کیا ہوگی؟ کتنی عجیب بات ہے کہ قادیانی امت میں ایسے لوگوں کو امامت اور خلافت کا شرف حاصل ہے۔

قادیانی سنت:

مگر قارئین کو تعجب نہیں ہونا چاہئے، صاحبزادہ صاحب نے جو کچھ کیا یہ ان کا موروثی ورثہ اور آبائی سنت ہے، کسی چھوٹے آدمی کی تحریر کو کسی بڑے کی طرف منسوب کرکے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنا ان کی پرانی ریت ہے۔ مثلاً حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ۱۳۲۰ھ میں قادیانی وساوس کے جواب میں ایک رسالہ ''الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی والمسیح'' کے نام سے تحریر فرمایا تھا، جس کی لوح پر مصنف کا نام ''حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ'' درج ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس لاجواب رسالہ سے ایسے مبہوت ہوئے کہ بدحواسی میں مصنف کا نام ہی ذہن سے اتر گیا اور رسالہ کو حضرت گنگوہی قدس سرہ کی جانب منسوب کرکے لکھا کہ:

> ''جواب شبہات ''الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی والمسیح''
> جو مولوی رشید احمد گنگوہی کے خرافات کا مجموعہ ہے۔''
> (ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۹۹، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۷۱)

لطف یہ کہ صاحبزادہ طاہر احمد کی طرح مرزا آنجہانی نے اپنے فرضی مصنف کو گالیاں تو خوب پیٹ بھر کر دیں، مگر جواب ''الخطاب الملیح'' کی ایک سطر کا بھی نہ دے سکے۔ (کسی کو اس دعویٰ میں شک ہو تو اس رسالہ کا اور مرزا صاحب کے نام نہاد جواب کا مطالعہ کرکے فیصلہ کرسکتا ہے) بہرحال صاحبزادہ صاحب نے اپنے جد بزرگوار کی سنت ایک بار پھر تازہ کر دکھائی، قادیان کے مرزائی خاندان کی ''مراقی روایات'' (ڈاکٹر شاہنواز مرزائی کے ایک فقرے کی طرف اشارہ ہے، وہ مرزا قادیانی کے ''مراق'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''جب خاندان سے اس کی ابتدا ہوئی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (صاحبزادہ طاہر احمد کے والد گرامی) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔'' (رسالہ ریویو ص:۱۱، بابت اگست ۱۹۲۶ء) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد کو بھی اس موروثی ورثہ سے خاصا حصہ ملا ہوگا... ناقل) انہی لطیفوں سے زندہ ہیں۔

قادیانی امت اس پر جتنا بھی ناز کرے بجا ہے:

وزیرے چنیں شہریارے چنیں

قادیانی لغت:

اور "لدھیانوی" کو "خونی" بنا دینے پر تعجب اس لئے بھی نہ ہونا چاہئے کہ مرزائیوں کا "بابا آدم" ہی نرالا ہے۔ مرزائیوں کا "آدم" خود مرزا غلام احمد قادیانی ہے، آنجہانی کو دورِ جدید کے آدم ہونے کا بھی دعویٰ تھا، تریاق القلوب، تحفہ گولڑویہ اور دیگر تصنیفات میں انہوں نے اس کی تصریحات کی ہیں، مرزائی عقیدہ کے مطابق "یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ" کا خطاب مرزا آنجہانی کو ہے۔ (دیکھئے تذکرہ ص:۷۰)

مرزائیوں کی اصطلاحات ولغات سب سے جدا ہیں، جن لوگوں کی ڈکشنری میں "مرزا" کا ترجمہ "نبی" ہو، "مریم" کے معنی "چراغ بی بی کے بیٹے"، "آسمان سے اترنے" کے معنی "ماں کے پیٹ سے نکلنا" ہو، "دو چادروں" کا ترجمہ "مراق اور کثرتِ بول" ہو، جیسا کہ مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

> "دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرتِ بول۔"
>
> (ملفوظات ج:۸ ص:۴۴۵)

اسی طرح جن کے ہاں "دمشق" کا ترجمہ "قادیان" ہو، "مسیحا" سے مراد "ہسٹریا کا مریض" ہو، "احمد" کے معنی "غلام احمد" ہوں، وغیرہ وغیرہ، وہاں "اشرف علی تھانوی" کا ترجمہ "رشید احمد گنگوہی" کریں، یا "لدھیانوی" کے معنی "خونی" بنا دیں تو قادیانی لغت کے عین مطابق ہے، اس لئے مدیر صاحب سے گلہ کرنا ہی قادیانی مذہب کا بنیادی اصول ہے۔ اس نے مرزا

طاہر احمد صاحب اپنے مذہبی فلسفے کی رو سے لدھیانوی کو بنوری پڑھنے پر مجبور ہیں۔

جب پچاس کا قرض پانچ سے یہ کہہ کر چکایا جاسکتا ہے کہ پانچ اور پچاس کے درمیان صرف ایک نقطے کا فرق ہے تو لدھیانوی کا قرض بنوری سے کیوں وصول نہیں کیا جاسکتا؟ یہاں بھی ایک نقطہ کا تو فرق ہے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے "براہین احمدیہ" کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا جس کے پچاس حصے ہوں گے، اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے، مرزا نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کرکے ہضم کرلی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے کرکے چپ سادھ لی۔ ۲۳ سال بعد "نصرۃ الحق" نامی کتاب لکھی تو اسی کا دوسرا نام "براہین حصہ پنجم" رکھ دیا۔ "یک کرشمہ دو کار" اور پانچ سے پچاس بننے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی کہ:

> "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا، مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لئے پانچ سے وعدہ پورا ہوگیا۔"
>
> (دیباچہ براہین پنجم ص:۷، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۹)

پانچ سے پچاس کا قرض چکانے کا کتنا آسان نسخہ ہے!

اخلاقی جرأت:

قادیانی مسیحائی سے غلام احمد کا احمد، اشرف علی تھانوی کا رشید احمد گنگوہی اور لدھیانوی کا مولانا بنوری بن جانا تو خیر قادیانی معجزہ ہے، تاہم مرزا طاہر احمد صاحب کی اخلاقی جرأت (جو ان کے خاندان کا طرۂ امتیاز ہے) کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی، موصوف نے اپنے "تبصرہ" میں جگہ جگہ مولانا بنوری کو مخاطب فرمایا، جواب طلبی فرمائی، چیلنج پر چیلنج دیئے، مگر اخلاقی جرأت کا یہ عالم کہ اپنے مخاطب تک اپنی بات پہنچانے کی ضرورت نہیں سمجھی، نہ اس کا تکلف فرمایا، غالباً جناب صاحبزادہ صاحب کے نزدیک مولانا بنوری کی

عالم الغیب ہستی کا نام ہے، جسے آپ سے آپ ان کی نگارشات کا علم حضوری ہوگا، یا ان کے خیال میں متکلم کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنی بات اپنے مخاطب تک پہنچانے کا بھی اہتمام کرے، بلکہ شاید یہ فرض ان کے مخاطب ہی پر عائد ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ گوش بر آواز رہے کہ عالی مقام مرزا طاہر احمد صاحب اس سے کیا کیا دریافت فرمانا چاہتے ہیں۔

دنیا میں اہل عقل کا دستور تو یہی دیکھا ہے کہ جب کسی خاص شخص کو مخاطب کیا جائے تو وہ خطاب سب سے پہلے اسی تک پہنچایا جائے، مثلاً مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری نے "اول الاربعین علی الواحد من الثلاثین" لکھی، جس میں قادیانیوں سے ستر سوال کئے گئے تھے تو ان کے دونوں مرکزوں کو (لاہور اور قادیان) رجسٹری بھیجی گئی (جس کے جواب سے آج تک قادیانی اُمت عہدہ برآ نہیں ہوسکی، نہ ان شاء اللہ قیامت تک ہوگی)، البتہ قادیانی دستور ساری دنیا سے نرالا ہے۔

قادیانی جواب:

جوابدہی کے سلسلے میں بھی قادیانی لیڈروں کی ایک مخصوص البیلی ادا ہے، بطور اصول موضوعہ کے بھی نوٹ کرلینا چاہئے۔ سب سے پہلے تو وہ اپنی کتب کے حوالوں سے انکار کیا کرتے ہیں، مناظروں اور مباحثوں میں بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ کتاب کھول کر انہیں حوالہ دکھایا گیا تو کہہ دیا کہ کتاب ہی ہماری نہیں، اور یہ انکار و تردید صرف غیر معروف کتابوں سے متعلق نہیں بلکہ "حقیقۃ الوحی" اور "سیرۃ المہدی" جیسی معروف کتابوں کے بارے میں بھی یہی انداز اختیار کیا گیا۔

اگر کسی حوالے میں کوئی لفظ آگے پیچھے ہوگیا یا کتاب کے صفحوں اور اخبار کی تاریخوں کے نقل کرنے میں کسی سے ذرا بھی فروگزاشت ہوگئی، پھر تو سمجھنا چاہئے کہ اس غریب کی شامت ہی آگئی، اب اسے قادیان کی خاص ٹکسالی زبان میں سب و شتم سننے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہلکے سے ہلکا خطاب جو اسے قادیانی سرکار سے عطا ہوگا وہ "یہودی" کا ہے (صاحبزادہ صاحب نے بھی علامہ اقبال کو یہی خطاب دیا ہے)، اور اگر کوئی حوالہ

ناقابلِ انکار ہو تو اسے تاویل کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی جائے گی۔ تاویل ان کے گھر کی لونڈی ہے، ہر کفر و زندقہ کو تاویل کے ذریعہ عین اسلام ثابت کردیا جاتا ہے اور گھناؤنی سے گھناؤنی بات کو تاویل کے حسین غلاف میں لپیٹ کر عالی فہم مریدوں کو مطمئن کرلیا جاتا ہے۔ مراق، ہسٹریا، ذیابیطس، سلس البول، جہل، دوران سر وغیرہ تاویل کے زور سے مسیح کے معجزے بن جاتے ہیں۔

کسی صاف اور سیدھی بات کے مفہوم کو الٹ دینا، قطعی و یقینی امور کو مشکوک بنادینا، دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنا، ایاز کو محمود اور زنگی کو کافور بنا کر پیش کرنا بھی قادیانی لیڈروں کا خاص کرشمہ ہے۔ جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے زیر بحث ”تبصرہ“ میں ان تمام قادیانی کرشموں کو نبھایا ہے، جن کی تفصیل آئندہ سطور میں ان شاء اللہ قارئین کی نظر سے گزرے گی۔

قادیانی تحفہ:

جھوٹ، بہتان، افترا اور لعنت کی گردان قادیانیوں کا خاص تحفہ ہے، جو ان کی جانب سے عطا کیا جاتا ہے، مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی اپنے ”تبصرہ“ میں یہ قادیانی تحفہ بڑی فیاضی سے مولانا بنوری کو عطا فرمایا ہے۔ جھوٹ اور بہتان تو خیر مرزا صاحب کے گھر کی دولت ہے، اس رواں صدی میں قادیان اور ربوہ اس دولت کے سب سے بڑے معدن ہیں، وہ ساری دنیا پر بھی اسے تقسیم کردیں تب بھی ختم نہ ہوگی۔ جہاں جھوٹ اور افترا کے چشمے ابلتے ہوں وہاں دو چار چلو اگر راہ چلتوں پر بھی پھینک دیے جائیں تو کیا کمی واقع ہوتی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ، جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہے، جو لوگ اس کو ہضم کرچکے ہوں، ظاہر ہے کہ جھوٹ ان کے گوشت، پوست میں سرایت کیے ہوئے ہوگا، اور انھیں ہر سو جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا۔

باقی رہی لعنت! تو یہ جھوٹ کا خاصہ لازمہ ہے، یہی وجہ ہے کہ مرزا آنجہانی کے گھر اس کی بھی بڑی فراوانی تھی، اور اس کی داد و دہش میں بھی وہ بڑے سخی تھے، دس دس،

تین تین اشخاص میں تو معمولی بات ہے، ان کا معمول تھا، وہ بھی دو دو تین آنے تو کبھی کبھی ہزار ہزار اشخاص ایک مجلس میں تقسیم کر کے اٹھتے۔ افسوس ہے کہ یہ دولت کی تقسیم میں مرزا آنجہانی جیسی فیاضی اب مرزائی خاندان میں نہیں رہی، تاہم یہ دولت مرزا صاحب کے خاندان اور متعلقین میں تقسیم ہو کر رہ گئی، جناب مرزا طاہر احمد صاحب کو بھی حصہ رسدی ملا ہوگی، اس لئے انہوں نے مولانا انوری کو اس کا عطیہ دینے میں اپنے جد بزرگوار کی سی فیاضی کا مظاہرہ تو نہیں کیا، تاہم کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا، اپنی بساط اور مقدور کے موافق انہوں نے خوب لعنت برسائی ہے، دعا کرنی چاہئے کہ حق تعالیٰ ان کی اس خاندانی دولت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی فرمائے اور دنیا و آخرت میں انہیں اس بیش بہا دولت سے مالا مال رکھے۔

یہ لعنت کے سلسلہ میں جناب مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک بہت ہی مخلصانہ و خیر خواہانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں، مشورہ ذرا دقیق سا ہے، امید ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں گے۔ مشورہ یہ ہے کہ وہ لوگوں پر لعنت برسانے کا شوق تو ضرور فرمایا کریں کہ یہ ان کا آبائی ترکہ ہے، اور کسی کو حق نہیں کہ انہیں اس میراث سے محروم کرے، مگر اس کے لئے قرآن کریم کی آیت: "لعنة الله على الكاذبين" نہ پڑھا کریں، وجہ اس کی یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

"رب قارئ قرآن والقرآن یلعنه" (مشکوٰۃ)

ترجمہ:... "بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔"

اس حدیث کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ایک شخص خود ظالم ہے، اور وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے پڑھتا ہے: "الا لعنة الله على الظلمين" (خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت) تو درحقیقت وہ قرآن کی زبان سے خود اپنے آپ پر لعنت کر رہا ہے۔ اسی طرح ایک شخص خود جھوٹا ہے اور وہ آیت کریمہ: "لعنة الله على الكاذبين" پڑھتا ہے تو نادانستہ اپنے اوپر لعنت کرتا ہے۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مرزا آنجہانی کو نبی، مسیح، احمد اور محمد رسول اللہ کہنا یکسر خلاف واقعہ ہے (اسی کو جھوٹ کہتے ہیں)، اسی لئے ان عقائد کے باوجود صاحبزادہ صاحب کا اس آیت کی تلاوت کرنا، حدیث ہاہا کا مصداق ہے۔ بزعم خود وہ یہ دولت دوسروں کو تقسیم کرتے ہیں مگر یہ آیت خود ان کے حق میں اس دولت کے اضافے کا باعث بنتی ہے۔ گویا صاحبزادہ صاحب جس آیت کو پڑھ کر خود اپنے اوپر بددعا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں، امید ہے وہ یہ خیرخواہانہ مشورہ قبول کر کے آئندہ "لعنة الله على الكاذبين" کا مورد بننے سے احتراز فرمائیں گے جتنی اب تک اتر چکی ہے، وہی بہت ہے۔

چڑنے کا فلسفہ:

ان تمہیدی معروضات کے بعد اب جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے "تبصرہ" کا حال سنئے! راقم الحروف نے اپنے رسالہ میں "قادیانی" اور "قادیانیت" کا لفظ استعمال کیا، مجھے خیال تک نہ تھا کہ اس سے کسی کو چڑ ہوگی، مجھے افسوس ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب اس سے چڑ گئے، وہ لکھتے ہیں:

> "غالباً قادیانیت سے مولانا کی مراد احمدیت ہے اور مولانا احمدیت کو قادیانیت لکھتے وقت اس ارشاد خداوندی سے ناواقف تھے کہ "ولا تنابزوا بالالقاب"۔
>
> ترجمہ: "ایک دوسرے کو (چڑانے کی خاطر) غلط ناموں سے نہ پکارا کرو۔" یا پھر عمداً اس ارشاد کی تعمیل ضروری نہیں سمجھتے (بہرحال یہ ان کا ذاتی فیصلہ ہے)۔"
>
> (مرزا صاحب کا پمفلٹ تبصرہ ص:۳)

الف:... میرا مقصد چڑانا تھا یا نہیں؟ یہ بحث تو الگ رہی، اور یہ بحث بھی فی الحال رہنے دیجئے کہ میں ارشاد خداوندی سے ناواقف تھا یا عمداً اس کی تعمیل نہیں کی۔ سب

سے بچے صاحب؟ اور یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ وہ قادیانی کے لفظ سے کیوں چڑ جاتے ہیں؟ مرزا آنجہانی کے ماننے والوں کو عموماً "مرزائی" یا "قادیانی" کہا جاتا ہے، مرزا غلام احمد کی نسبت سے "غلامدی" بھی کہتے ہیں، "مرزائی" مرزا کی طرف نسبت ہے، اور یہ صرف ان کے پیشوا کا خاندانی لقب ہے، بلکہ الہامی بھی ہے (دیکھئے تذکرہ ص:۳۴۳ طبع دوم)۔ اسی طرح "قادیانی" ان کے مرکز کی نسبت ہے اور ان کی مسیحیت کی نشانی بھی۔ (دیکھئے ازالہ اوہام ص:۱۸۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۰)۔ دنیا کی تمام قومیں اپنے وطن، مذہب اور اپنے ملّی و روحانی پیشواؤں کی طرف انتساب پر فخر کرتی ہیں، مگر دنیا کی تاریخ میں بدقسمتی سے مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسا مذہبی پیشوا ہے، جس کے پیرو بھی تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس کی طرف انتساب موجب ننگ و عار سمجھتے ہیں، اور اس سے چڑتے ہیں، فیا للعجب!

جواب: اہل فہم واقف ہیں کہ الفاظ میں حسن و خوبی، قباحت و شناعت ان کے مفہوم و معنی کی وجہ سے ہوتی ہے، معنی اچھے ہوں تو لفظ حسین ہے، اور معنی برے ہوں تو لفظ قبیح ہے، اور نسبت کی اچھائی برائی منسوب الیہ کی اچھائی برائی پر موقوف ہے، جس کی طرف نسبت کی جائے اگر وہ اچھا ہو تو نسبت قابل فخر ہے، اور اگر برا ہو تو نسبت موجب ننگ و عار سمجھی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کی طرف نسبت پر ہر شخص فخر کرتا ہے، اور رسوائے زمانہ شخصیتوں کی طرف نسبت کو گالی تصور کیا جاتا ہے۔ مرزا طاہر احمد صاحب کو مرزائی، قادیانی اور غلامدی کے الفاظ سے جو تکلیف ہے، دراصل اس کا سبب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت بہت ہی بدنام اور رسوائے زمانہ ہے، کون باعزت جماعت اس کی طرف منسوب ہونا گوارا کرسکتی ہے۔

س: مرزا آنجہانی نے ایک الہام میں کہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیری رسوائی کی باتوں کا ذکر بھی نہیں چھوڑوں گا۔ "ولا نبقی لک من المخزیات ذکراً"۔ مرزا آنجہانی کا یہ الہامی وعدہ تو کیا پورا ہوتا، خدائی قدرت کا کرشمہ کہ خود مرزا آنجہانی کی ذات، ذلت و رسوائی کا نشان بن کر رہ گئی، اس سے بڑھ کر رسوائی وہ کیا

ہوتی کہ جس طرح فرعون، ابوجہل، مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی طرف منسوب ہونے کو کوئی شخص برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح قادیانی کی نسبت بھی کسی کو گوارا نہیں۔ اسی بناء پر مرزائی ذریت قادیانی کے لفظ سے چڑتی ہے۔

۱۵:۔ مرزا بشیر احمد صاحب تو ''مرزائی اور قادیانی'' کے لفظ سے چڑتے ہیں، مگر ان کے اسلاف بطور فخر ان الفاظ کو خود استعمال کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں چند حوالے پیش کرتا ہوں:

۱:۔ اخبار الحکم قادیان جلد:۱۰ نمبر:۱۹ ص:۹ مورخہ ۳۱؍مئی ۱۹۰۶ء میں حکیم نورالدین کا ایک خط ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے نام شائع ہوا، جس میں حکیم صاحب نے بار بار ''مرزا'' اور ''مرزائی'' کا لفظ استعمال کیا۔

۲:۔ ۵؍جولائی ۱۹۰۷ء کو حکیم صاحب نے کسی سائل کے جواب میں ایک خط لکھا، جسے مرزا بشیر احمد ایم اے نے کلمۃ الفصل (مندرجہ رسالہ ریویو بابت مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء) میں نقل کیا ہے، اس کے آخر میں حکیم صاحب لکھتے ہیں: ''میرے خیال میں میں اور آپ مخلص مرزائی ہیں مانتے۔۔۔'' (ص:۱۵۱)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا کو ماننے والے مرزائی ہیں اور یہ کہ ان کی دو قسمیں ہیں، مخلص اور بے عقل دیوانا، مؤخر الذکر قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جو مرزائی کہلانے سے چڑتے ہیں۔

۳:۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں قادیان کے سالانہ جلسے کے موقع پر میر قاسم علی نے مرزا کے حواریوں کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا، مسٹر محمد علی لاہوری کی مدح میں اس کا یہ شعر تھا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے مرزائیت کا
یہی وہ ہیں، یہی وہ ہیں، یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر ۵؍جنوری ۱۹۰۸ء بحوالہ مرزائیت ص:۱)

اس حوالے سے دو نکتے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جس طرح میر قاسم علی کا مرزائیت

کہنا کوئی اعتراض نہیں، اسی طرح مرزائیوں کے دینی مذہب کو "مرزائیت"، "قادیانیت" یا "غلامیت" کہنا بھی کوئی بری بات نہیں، مرزا طاہر احمد صاحب اس سے خواہ مخواہ چڑتے ہیں۔ دوم یہ کہ مرزا کے ماننے والے مرزائی ہیں، ان میں سے کچھ تو مسٹر محمد علی ایم اے کی طرح کچے مرزائی تھے اور کچھ مرزا طاہر احمد صاحب کی طرح پکے مرزائی ہیں، مرزائی کے لفظ سے چڑنا ان کے کچے پن کی دلیل ہے۔

۴:... اخبار بدر جلد: ۲ نمبر: ۳۸ ص: ۵،۴ مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء میں خلیفہ رشید الدین صاحب (مرزا طاہر احمد صاحب کے جد فاسد) کا ایک نصیحت نامہ بنام مرقومہ ڈاکٹر شائع ہوا، اس میں خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:

> "اس زمانے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
> حضرت اقدس مرزا صاحب کی شکل میں بروز کیا ہے تو اس وقت مرزائی
> توحید ہی محمدی توحید ہے، اور اسی سے نجات ہے۔" (ص:۵ کالم:۲)

۵:۔ مرزائیوں کی احمدیہ جنتری بابت ۱۹۲۱ء جو قادیان سے شائع ہوئی، اس کے دوسرے صفحہ پر مفتی محمد صادق قادیانی کا ایک مضمون شائع ہوا، جس کا عنوان تھا: "ہم قادیانی کیوں کہلاتے ہیں؟" اس میں موصوف نے زوردار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مرزا آنجہانی کو ماننے والے قادیانی ہیں، اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:

> "جب ہمارے مرشد وحی الٰہی کے مطابق قادیانی تھے تو
> ہم بھی قادیانی ہی کہلاتے ہیں۔"

ان تمام حوالوں سے واضح ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اسلاف مرزائی اور قادیانی کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے، اب اگر وہ ان ناموں سے چڑتے ہیں تو گویا اپنے سلف کی روایات سے انحراف کرتے ہیں۔

۶:... اب میں اس آیت کو لیتا ہوں جس کا حوالہ صاحبزادہ صاحب نے دیا ہے، یہ تو ہر طالب علم جانتا ہے کہ اس آیت کا خطاب مسلمانوں سے ہے، اور انہی کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کیا کریں، ادھر

قادیانی مسلمان ہی نہیں، بلکہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے پیرو ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے آیت کا مصداق غیر مسلموں کو شامل ہی نہیں، فرض کیا کہ قادیانی نسبت ہی برا نام ہے، جیسا کہ صاحبزادہ صاحب کے کلام سے مترشح ہے، اور قادیانی اس نام سے واقعی چڑتے ہیں، تب بھی اس میں راقم الحروف کا کیا قصور ہے؟ قصور اگر ہے تو مرزا قادیانی کا ہے، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا، تیس دجالوں میں نام لکھوایا، اور کفر و ارتداد کی طرح ڈالی، یا پھر اس کے ماننے والوں کا قصور ہے، جو اسلام کے دائرے سے نکل کر ایک رسوائے زمانہ مدعی نبوت کے کیمپ میں شامل ہوئے، راقم الحروف کا قصور کیا تھا ہے کہ اس نے قادیانی کے ماننے والوں کو ان کے پیشوا کی طرف منسوب کردیا، اور یہ نسبت عقلاً و شرعاً و عرفاً لازم ہے، قیامت کے دن بھی سب لوگوں کو ان کے پیشوا کی نسبت سے پکارا جائے گا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: "یوم ندعوا کل اناس بامامهم" (جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ)۔ مرزا طاہر احمد صاحب شاید خدا کو بھی یہی کہیں گے کہ آپ ہمیں چلانے کے لئے قادیانی کی نسبت سے پکار رہے ہیں (بہرحال یہ ان کا ذاتی فیصلہ ہے)۔

۹: صاحبزادہ صاحب کو شاید علم ہوگا کہ عمرو بن ہشام کو لقب جاہلیت میں ابوالحکم تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا لقب ابوجہل رکھا، اور یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ بہت سے لوگوں کو اس کا اصلی نام بھی یاد نہ رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا کا نام عبدالعزیٰ تھا، قرآن کریم نے اس کا لقب ابولہب رکھا، ظاہر ہے کہ یہ لوگ ان القاب سے خوش نہیں ہوتے ہوں گے بلکہ مرزا طاہر احمد صاحب کی طرح ضرور چڑتے ہوں گے، افسوس ہے مرزا طاہر احمد صاحب اس وقت نہیں تھے، ورنہ خدا اور رسول کو "ولا تنابزوا بالالقاب۔" (اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو) کی آیت معہ ترجمہ یاد دلاتے۔

۱۰... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے خلاف واقعہ لقب ابوالحکم کو ابوجہل سے تبدیل کردیا، اسی طرح امت اسلامیہ نے سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے مرزائیوں کے تجویز کردہ خلاف واقعہ نام "احمدی" کو "مرزائی" اور "قادیانی" سے بدل

دیا۔ "احمد" ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام ہے، اور ایک مرتد ٹولے کا اپنے آپ کو اس مقدس نام کی طرف منسوب کرنا اس نام کی بے حرمتی ہے جو کسی طرح قابل برداشت نہیں، نیز مرزائیوں کا احمدی کہلانا دراصل اس عقیدے پر مبنی ہے کہ مرزا احمد ہے اور یہ کہ قرآن کریم میں جس "احمد" کے بارے میں حضرت عیسیٰ کی بشارت ہے اس سے مراد بھی غلام احمد قادیانی ہے، اب کوئی ناواقف ہی ہوگا جو مرزائیوں کو احمدی کہہ کر ان کے اس عقیدے کی تصدیق کرے۔ پس جس طرح ابوجہل کو ابوالحکم کہنا جائز نہیں، اسی طرح مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو احمدی کہنا بھی قطعاً صحیح نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ حقیقت واقعیہ سے بے خبر ہیں۔

دامن کو ذرا دیکھ!

قادیانی کا لفظ جو مرزائیوں کے مرشد کا مقدس نام ہے اس پر تو صاحبزادہ صاحب چڑتے ہیں، خفا ہوتے ہیں، قرآن کریم کی آیت یاد دلاتے ہیں، اس کا ترجمہ سناتے ہیں، مگر ان کے باپ دادا نے انبیائے کرام، صحابہ عظام اور علماء و صلحاء پر جو دُرفشانیاں کی ہیں، ان پر کبھی صاحبزادہ صاحب کا سر ندامت سے کبھی جھکا؟ کبھی جبین خجالت عرق آلود ہوئی؟ کبھی دامن مقدس پر نظر پڑی؟ کبھی آیت: "ولا تنابزوا بالالقاب" یاد آئی؟ کتنی عجیب بات ہے قادیانی کے لفظ پر احتجاج کرتا ہے وہ شخص جس کے باپ دادا کا پیشہ ہی گالی گلوچ تھا، اور جس کی تین پشتوں سے انبیاء و صلحاء کے حق میں فحش کلامی، ہجوگوئی، دشنام طرازی اور بدتمیزی کی روایت چلی آتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کو یاد نہ ہو تو ملفوظات مرزا میں اپنے دادا کی دُرفشانیوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیں، کتے، گدھے، سور، خنزیر، اور گوہ کے کیڑے تو مرزا قادیانی کے منہ میں ہر وقت رہتے تھے، کمینے اور حرامزادے بھی بہت مرغوب تھے، منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے کبھی کبھی شتر مرغ، بنگالی، سانپ، بچھو اور بھیڑیئے سے بھی شغل فرمالیا کرتے تھے بطور نمونہ اس تہذیب کلامی کے چند تحفے یہاں نقل کردیتا ہوں:

"عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔"

(کشتی نوح ص:۶۵، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۷۱)

"مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔"

(مکتوبات احمدیہ ج:۳ ص:۲۳، ۲۴)

"جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔" (ازالہ اوہام ص:۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۰۶)

"یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔" (ست بچن حاشیہ ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۵)

"بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۲۰، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۲۸۵)

"ان العدی صاروا خنازیر الفلا ونساءهم من دونهن الاکلب۔"

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"

(نجم الہدیٰ ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۱۴ ص:۵۳)

"جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص:۳۰، روحانی خزائن ج:۹ ص:۳۱)

اردو کے مندرجہ حوالہ جات سے عربی متن بھی ملاحظہ فرمائیں:

ومن اللئام أری رجیلا فاسقا
غولا لعینا نطفة السفهاء

شکس خبیث مفسد و مزوّر
نحس یسمّی السعد فی الجہلاء
(انجام آتھم ص:۲۸۱، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۱)

آذیتنی خبثاً فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء
(انجام آتھم ص:۲۸۲، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۲)

کیا مرزا طاہر احمد صاحب پسند کریں گے کہ یہ پاکیزہ القاب جو مرزا آنجہانی کے زبان و قلم سے نکلے، ان کو، ان کی جماعت کو اور ان کے خاندان کو واپس لوٹا دیئے جائیں اور قادیانی کا یہ لقب ان سے واپس لے لیا جائے؟ ”اس کو برا کہو تو برا منانا کیوں“

قادیانی یہودی عناصر:

راقم الحروف نے اپنے رسالہ میں یہودیت اور قادیانیت کے درمیان مماثلت کی دس وجوہ ذکر کی تھیں (جن میں پہلی تین علامہ اقبال مرحوم سے نقل کی تھیں) مرزا طاہر احمد صاحب نے بڑے طمطراق سے ایک ایک کا جواب دیا ہے، ان کے جوابات کا حال تو ابھی معلوم ہوگا، اس ضمن میں دلچسپ لطیفہ یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب نے صرف قادیانیت کی طرف سے دفاع کی کوشش نہیں کی، بلکہ وہ یہودیت کی طرف سے بھی وکیل صفائی کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں۔ یہ بھی غالباً بقول اقبال قادیانیت کے یہودی عنصر کا کرشمہ ہے۔ یہودیت لائق مبارکباد ہے کہ اسے مرزا طاہر احمد کی شکل میں ایک اچھا وکیل ہاتھ آیا، اور مرزا طاہر احمد صاحب مستحق تبریک ہیں کہ انہیں راقم الحروف کے چھوٹے سے رسالہ کی بدولت یہودیت کی وکالت کا شرف نصیب ہوا، نعم الوفاق وحبذا الاتفاق:

”ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو؟“

قادیانی اور تصور خدا:

علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیت کے حاسد خدا کے تصور ہی کے متعلق بھی لکھا ہے

تخیل اور روحِ تاریخ کے تسلسل کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ:

> ”قادیانیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔“
>
> (حرفِ اقبال ص: ۱۲۳)

مرزا طاہر صاحب مرزائی روایات کے عین مطابق — علامہ کے ان لطیف اشارات کو سمجھنے سے قاصر رہے اور اپنی طرف سے کچھ کا کچھ مطلب گھڑ کے اس پر مشقِ تنقید فرمانے لگے۔ تصورِ خدا کے بارے میں علامہ مرحوم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا جو تصور پیش کرتا ہے وہ اس تصور سے یکسر مختلف ہے جو یہودیت پیش کرتی ہے، اور جس کی نقالی کا شرف قادیانیت کو حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفاتِ جلال و جمال سے کسی عاقل کو انکار نہیں ہو سکتا ہے مگر اسلام ایک ایسے خدائے رحمٰن و رحیم کا تصور پیش کرتا ہے جس کی رحمت کسی خاص نسل یا طبقے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اس کی رحمتِ عامہ ہر چیز کو محیط ہے۔ اور اس کی رحمتِ خاصہ بلا امتیاز رنگ و نسل تمام اہلِ ایمان و تقویٰ کو عام ہے۔ الغرض اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ ”ان رحمتی سبقت غضبی“ حدیثِ قدسی ہے۔

برعکس اس کے بگڑی ہوئی یہودیت خدا کا جو تصور پیش کرتی ہے اس کی ساری دلچسپیاں اسرائیل کے ساتھ مخصوص ہیں، اور اس کے دشمنوں کے لئے قہر و غضب اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے تاریخِ ادیان کا کوئی طالب ناواقف نہیں، اسی کو علامہ اپنی خاص اصطلاح میں، حاسد خدا کا تصور قرار دیتے ہیں جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلوں اور بیماریوں کی بھرمار ہے۔

ادھر قادیانیت جس خدا کا تصور پیش کرتی ہے اس کی ساری دلچسپیاں مرزا اور مرزائی ذریت پر مرکوز ہیں، اور مرزا کے دشمنوں کے لئے اس کے پاس لاتعداد بیماریاں اور زلزلے ہیں۔ بطورِ نمونہ چند الہامات ملاحظہ کیجئے:

٭… ”خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے، خدا تیری

تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔"

(انجام آتھم ص:۵۵ مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۵۵)

◆:... "میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں، میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا۔" (تذکرہ ص:۷۳۳ طبع چہارم)

◆:... "میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔" (تذکرہ ص:۷۳۲ طبع چہارم)

◆:... "اور تیرے خاص دوست بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔" (تذکرہ ص:۸۰۳ طبع چہارم)

◆:... "میں چھپ کر آؤں گا، میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا۔"

(تذکرہ ص:۵۳۵ طبع چہارم)

◆:... "جس نے تیری دشمنی اور مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔" (تذکرہ ص:۱۳۳ طبع چہارم)

◆:... "جو شخص اس (مرزا کی) کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا، اور جو انکار کرے گا اس کے لئے موت در پیش ہے۔" (تذکرہ ص:۱۹۶ طبع چہارم)

◆: "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تذکرہ ص:۲۳۶ طبع چہارم)

◆:... "جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔"

(تذکرہ ص:۳۲۸ طبع چہارم)

❁: ”اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔“

(تذکرہ ص ۱۰۲ طبع چہارم)

اس سے قطع نظر کہ مرزا کے یہ ”الہامات“ حقائق و واقعات کی رو سے کیا وزن رکھتے ہیں اور یہ کہ وہ قادیان کی آفت ہے جو مسلمانوں پر نازل ہوئی، مگر مرزا اور مرزائی ذریت اس سے محفوظ و مصئون رہی؟ ان ”الہامات“ میں جو چیز توجہ طلب ہے وہ صرف مرزا اور مرزائی ذریت کے لئے خدائی رحمتوں کی الاٹمنٹ ہے۔ قادیانی خدا کی ساری مہربانیاں صرف مرزا کے گھر کی چاردیواری تک محدود ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی امت مرحومہ کے لئے اس کے پاس وباؤں، آفتوں، زلزلوں کے سوا کچھ نہیں۔

قادیانی لٹریچر کا مطالعہ بتاتا ہے کہ قادیانی الہیات کو تالمودِ یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہب باطلہ کے ملغوبے سے تیار کیا گیا ہے، جس میں لوگوں کو احمق بنانے کے لئے جا بجا اسلام کی پیوندکاری کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ یہ موضوع ایک مستقل تصنیف کا متقاضی ہے، تاہم یہاں چند اشارات پر اکتفا کروں گا۔

قادیانی الہامات میں خدا کے لئے ”رب الافواج“ کی تعبیر اختیار کی گئی ہے (دیکھئے تذکرہ ص ۱۰۲، ۱۰۶، ۲۰۳، ۳۴۵) جس سے اسلامی ادب ناآشنا ہے، اور یہ اصطلاح بائبل (عہد عتیق) سے لی گئی ہے۔

بائبل کے بہت سے مقامات میں خدا کے لئے جسمیت ثابت کی گئی ہے (تفصیل کے لئے اظہار الحق مؤلفہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا باب چہارم دیکھئے) اس کی تقلید میں قادیانیت خدا کا جسمانی تصور اس طرح پیش کرتی ہے:

> ”قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس

وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔"

(توضیح مرام ص:۷۵ مندرجہ روحانی خزائن ج:۳ ص:۹۰)

("قیوم العالمین" کی یہ جاہلانہ تشبیہ بیک وقت دین ومذہب اور عقل ودانش کا ماتم ہے۔)

"جبریل کو بھی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور کی طرح خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتا ہے اس طرف ساتھ ہی حرکت کرنی پڑتی ہے، یا یوں کہو کہ خدائے تعالیٰ کی جنبش کے ساتھ ہی وہ بھی بلااختیار و بلاارادہ اسی طور سے جنبش میں آجاتا ہے کہ جیسا کہ اصل کی جنبش سے سایہ کا ہلنا طبعی طور پر ضروری امر ہے... تو معاً اس کی ایک عکسی تصویر جس کو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہئے محب صادق کے دل میں منقش ہوجاتی ہے۔"

(توضیح مرام ص:۷۸ مندرجہ روحانی خزائن ج:۳ ص:۹۳)

بائبل میں کہیں خدا کو غلطی کرتا کہا گیا ہے، اور کہیں اس کی طرف "پچھتانا" منسوب کیا گیا ہے، قادیانیت اس کی تقلید میں خدا کے لئے خطا وصواب اور صوم وافطار تجویز کرتی ہے، جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: "اخطی و اصیب۔" (تذکرہ ص:۳۶۲ طبع چہارم)، "افطر و اصوم۔" (تذکرہ ص:۲۲۰ طبع چہارم)۔

بائبل میں خدا کی طرف سونا جاگنا منسوب کیا گیا ہے (زبور ۴۴:۲۳۔ ۳۵:۲۳۔ ۷:۶۔ ۵۹:۴،۵۔ ۷۸:۶۵۔ یرمیاہ ۳۱:۲۶)۔ قادیانیت بھی خدا کو جگاتی سلاتی ہے اور سلا کر جگاتی ہے، جیسا کہ تذکرہ میں ہے:

"اسہر و انام، میں سوتا ہوں اور جاگتا ہوں۔"

(تذکرہ ص:۳۶۰ طبع چہارم)

بائبل، حضرت یعقوب علیہ السلام سے خدا کی کشتی کراتی ہے، (پیدائش ۳۲:۲۲-۳۰) تو قادیانیت خدا کو ایسی حالت میں پیش کرتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد سے ٹھٹھا مخول کر رہا

ہے۔ مرزا آنجہانی "امام الزمان" کے بارے میں لکھتا ہے کہ ایسے لوگوں سے:

"خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے، اور کسی قدر پردہ اپنے پاک روشن چہرے پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے، اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی، بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔"

(ضرورۃ الامام ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۴۸۳)

یہ خدا نہیں بلکہ ابلیس کی ذریت شریفہ تھی جو قادیانی امام الزمان کے سامنے نورانی شکل میں متشکل ہو کر اس سے ٹھٹھا کرنے لگی، اور جسے مرزا آنجہانی نے "خدا کا پاک چہرہ" سمجھ لیا۔ مرزا سے پہلے بھی بہت سے خام عقل اس "نورانی سراب" میں بھٹک کر الحاد و زندقہ کی وادیاں عبور کر چکے ہیں۔ قاتلهم الله انی یؤفکون۔

یہودیت حضرت عزیر علیہ السلام کو "خدا کا بیٹا" کہتی ہے، اور قادیانیت خدا کو مرزا کے بیٹے کی شکل میں آسمان سے نازل ہوتا ہے، جیسا کہ تذکرہ میں ہے:

"انا نبشرک بغلام حلیم، مظهر الحق والعلاء، کأن الله نزل من السماء، اسمه عمانوایل۔"

(تذکرہ ص:۱۸۱ طبع چہارم)

لطف یہ کہ "عمانوایل" کا لفظ بھی عیسائیوں سے سرقہ ہے۔

یہود بڑے زور سے نعرہ لگاتے تھے کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، یہی نعرہ قادیانیت نے اپنایا:

"تو مجھ سے بمنزلہ بیٹے کے ہے۔"

(تذکرہ ص:۶۳۶ طبع چہارم)

"اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن!"

(البشریٰ ج:۱ ص:۴۹)

"تو مجھ سے ہے، اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔"

(تذکرہ ص:۲۰۰ طبع چہارم)

"تو ہمارے قدیم پانی سے ہے اور لوگ فشل (بزدلی) سے۔"

(تذکرہ ص:۲۰۳ طبع چہارم)

باپ بیٹا ہونے کے لئے ازدواجی رشتہ لازم و ملزوم ہے، قادیانیت اس معمہ کا حل اس طرح پیش کرتی ہے:

"جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔"

(اسلامی قربانی ص:۱۲ مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی، بی او ایل پلیڈر)

اور کبھی قادیانی خدا کو مرزا آنجہانی پر زیادہ پیار آتا ہے تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ:

"آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا)۔" (تذکرہ ص:۲۱ طبع چہارم)

اگر اس "قادیانی لغویات" پر کسی کو یہ اشکال ہو کہ ایک ہی شخص قادیانی خدا کا بیٹا، اس کا باپ، اس کی بیوی اور پھر اس کا خدا خود کیسے ہوگیا؟ تو اسے معلوم رہنا چاہئے کہ قادیانی دین و مذہب کا انحصار ایک نئے "واحد الوجودی" فلسفہ پر ہے جس کے مطابق ایک ہی شخص "مرزا" بیک وقت مختلف اور متضاد حیثیات کا حامل ہوسکتا ہے۔ مرزا آنجہانی اس فلسفہ کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی، اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا، پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا (یعنی: خود گل و خود کوزہ و خود کوزہ گر است گل)۔" (کشتی نوح ص:۴۷،۴۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۵۰)

اس فلسفہ کی مزید تشریح اخبار "الفضل" قادیان (مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء) اس طرح کرتا ہے:

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا ایک فرد اور "واحد وجود" ایسا بھی ہوگا جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا "واحد مظہر" اور "بروز" ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا۔ اگر وہ حسب ذیل کلام سے اپنے متعلق حقیقت کو بیان فرمائے تو کچھ خلاف نہ ہوگا، یعنی:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص:۱۰۰، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۴۷۸)

"میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار"

(براہین پنجم ص:۱۰۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۳۳)

"منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد"

(تریاق القلوب ص:۳، روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۱۳۴)

قادیانیت کا یہی فلسفہ "واحد الوجود" ہے، جو مرزا آنجہانی کو کرشن بھی بناتا ہے اور بے سنگھ بہادر بھی، رودر گوپال بھی اور کلکی اوتار بھی، نعوذ باللہ مسیح بھی اور محمد رسول اللہ بھی۔ اور پھر یہی ان کو خدا کا بروز بھی بناتا ہے اور خدا کا ظہور بھی، خدا کا اسم اعلیٰ بھی اور خدا کی توحید و تفرید بھی، خدا کی روح بھی اور خدا کی آنکھ، کان بھی، خدا کا عرش بھی اور خدا کا وقار بھی، خدا کا بیٹا بھی اور خدا کا باپ بھی، خدا کا مدلول بھی اور اس کی قوت رجولیت کا مظہر بھی، خدا کی مانند بھی اور عین خدا بھی، نعوذ باللہ۔ ظاہر ہے کہ "الٰہیات" کا یہ قادیانی گورکھ دھندا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا، بلکہ یہودیت اور دیگر ادیانِ باطلہ کا مسروقہ مال ہے

جو قادیانی دکان الہام میں بے قرینہ ڈھیر کردیا گیا ہے:

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں؟ کل مجھے کس کے گھر ملے!

قادیانیت اور تخیل نبوت:

علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیت پر دوسری تنقید یہ کی کہ وہ نبی کے متعلق نجومی کا تخیل رکھتی ہے جو یہودیت سے مستعار لیا گیا ہے۔ صاحبزادہ طاہر احمد صاحب اپنی موروثی فہم و ذکاوت کی بنا پر علامہ کے اس اشارے کو بھی نہیں پا سکے۔ علامہ مرحوم کے مدعا کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم مرزا آنجہانی سے نبوت کے معنی دریافت کریں۔ پھر یہ دیکھیں کہ قادیانی تخیل نبوت عقل و شرع کی کسوٹی پر صحیح ثابت ہوتا ہے یا غلط؟ اور یہ کہ مرزا آنجہانی نے یہ تخیل کہاں سے اخذ کیا؟

مرزا آنجہانی نے "نبی اور نبوت" کا جو مفہوم پیش کیا ہے وہ ان کی حسب ذیل چند عبارتوں سے واضح ہے:

> "جس شخص پر پیش گوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہوا سے "نبی" کہا جاتا ہے۔"
>
> (ملفوظات احمدیہ ج:۱۰ ص:۳۵۱ طبع ربوہ)
>
> "عربی اور عبرانی زبان میں "نبی" کے معنی صرف پیش گوئی کرنے والے کے ہیں، جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیش گوئی کرے۔۔۔ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔ صرف ایسی نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہے۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۸۰، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۱، ۳۵۲)
>
> "یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر

> ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے ہیں، پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیش گوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔"
>
> (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص:۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۹)
>
> "ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے، لکل ان یصطلح، سو خدا کی یہ اصطلاح ہے، جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے "نبوت" رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔"
>
> (چشمہ معرفت ص:۳۲۵، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۴۱)

ان حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا کے نزدیک نبوت پیش گوئیوں کا نام ہے اور جس شخص کو پیش گوئیوں کے الہام کثرت سے ہوتے ہوں وہ "نبی" ہے، اسی بنا پر پہلے نبی، نبی کہلاتے تھے۔ یہی قادیانی مذہب کی اصطلاح ہے، اور اسی کے مطابق مرزا آنجہانی کو نبوت کا ادعا ہے۔ قادیانیت کا یہ تصور نبوت یکسر غلط اور نبوت کے رفیع و ارفع منصب کی تذلیل ہے۔ کیونکہ اول تو نبوت کو پیش گوئیاں ٹھہرانا ہی غلط ہے۔ پیش گوئیاں نہ تو نبوت کی حقیقت میں داخل ہیں، نہ نبوت کو ان کا ہونا لازم ہے (کہ کوئی شخص الہام کے دعویٰ کے ساتھ پیش گوئیاں کیا کرے تو نبی کہلائے، اور نہ کرے تو نبی نہ ہو) کون نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار حرا میں جب پہلی وحی ہوئی تو وہ منصب نبوت پر فائز تھے حالانکہ انہوں نے نہ پیش گوئیاں کی تھیں، نہ پیش گوئیوں کا انہیں کوئی الہام ہوا تھا۔ قادیانی تخیل نبوت کے مطابق وہ معاذ اللہ نبی نہیں ہوں گے۔

دوم:… قرآن مجید میں حضرات انبیائے کرام کے اوصاف و اخلاق، ان کے فضائل و کمالات ان کے منصب و مرتبہ اور ان کی تعلیمات و ہدایات کی مفصل تشریح فرمائی گئی ہے مگر کسی جگہ ادنیٰ اشارہ تک نہیں کیا گیا کہ نبوت پیش گوئیوں کا نام ہے، نہ کسی نبی نے کبھی دعویٰ کیا کہ چونکہ میں الہام کے ذریعہ بکثرت پیش گوئیاں کرتا ہوں اس لئے مجھے نبی مان لو۔

سوم:۔۔ حدیث، تفسیر اور اصول و کلام کے ضخیم ترین اسلامی ذخیرہ میں بھی اس قادیانی تخیل کا پتہ نشان نہیں ملتا کہ وہ نبی ہے جو الہامی پیش گوئیوں کی باڑھ لگادے۔

چہارم:۔ اُمت مرحومہ میں دور صحابہ سے لے کر آج تک ہزاروں افراد موجود رہے ہیں جو الہام خداوندی اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز تھے۔ ان میں سے بعض حضرات نے بذریعہ الہام بہت سی پیش گوئیاں بھی کیں جو حرف بحرف صحیح نکلیں۔ مگر مرزا آنجہانی کی طرح نہ کسی کے سر میں دعویٰ نبوت کا سودا سمایا، نہ امت کے کسی فرد نے ان الہامی پیش گوئیوں کی بنا پر انہیں "نبی" مانا۔

پنجم:۔۔۔ قادیانیت کہتی ہے کہ نبی وہ ہے جو بذریعہ الہام کثرت سے پیش گوئیاں کرے مگر وہ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ اس "کثرت" سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ ایک شخص کم از کم کتنی الہامی پیش گوئیاں کرکے نبی بن جاتا ہے؟ اس کے لئے قادیانیت کوئی پیمانہ تجویز نہیں کرتی۔ ایسی صورت میں کثرت الہام کے ہر مدعی کے لئے نبوت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

ششم:۔ قادیانی تخیل نبوت کی رو سے ہر کاہن اور نجومی الہام کے دعوے سے نبی بن سکتا ہے، کیونکہ پیش گوئیاں یہ لوگ بھی کرتے رہتے ہیں، انہیں شیطان "الہام" بھی کرتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم۔" اور جیسا کہ احادیث نبویہ میں ہے، ان "الہامات" میں انہیں آئندہ کی خبریں بھی القا کی جاتی ہیں۔ یہ ہے قادیانیت کا نبی کے بارے میں نجومی کا تخیل ——— جس کی علامہ اقبال مرحوم شکایت فرمارہے ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق رسالت و نبوت صرف پیش گوئیاں کرنے کا نام نہیں، جیسا کہ مرزا صاحب نے سمجھا ہے، بلکہ یہ ایک رفیع الشان منصب کا نام ہے، جسے ہمارے علم عقائد میں "سفارۃ بین اللہ و بین الخلق" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیب الغیب ہے۔ اس کے احکام و مرضیات کی اطلاع ہر کس و ناکس کو نہیں ہوسکتی۔ خدا تعالیٰ کے احکامات و مرضیات بندوں تک پہنچانے کے لئے جن برگزیدہ

خصوصیتوں کو جن میں پایا جاتا ہے، انہیں نبی و رسول کہتے ہیں۔ اور اس پیغام ربانی کے منصب پر فائز کرنے کا نام نبوت و رسالت ہے۔ نبی صرف پیش گوئیاں کرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ بندوں کو دنیا و آخرت کے تمام مصالح (جو ان کی عقل سے بالاتر ہیں) بتانے کے لئے ان کو مبعوث کیا جاتا ہے۔ ان مصالح میں احکام شرعیہ، عبادات، آداب و معاملات کی وہ تمام چیزیں داخل ہیں جن کا تعلق بندوں کی صلاح و فلاح سے ہے اور یہی وہ امور غیبیہ ہیں جن کو آیت: "وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب" اور "فلا یظہر علی غیبہ احدا" میں ارشاد فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ چونکہ دین کی تکمیل ہوچکی، مرضیات الٰہی کا مکمل دستور انسانیت کو عطا کردیا گیا، اور دنیا و آخرت کے تمام مصالح بیان فرمادیے گئے اس لئے منصب نبوت کے ختم ہوجانے کا اعلان فرمادیا گیا:

> "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۱ باب الرؤیا)
>
> ترجمہ: "رسالت و نبوت قطع ہوچکی، پس میرے بعد کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔"

مرزا غلام احمد صاحب چونکہ منصب نبوت سے نا آشنا تھے، ادھر بائبل میں کہیں دیکھ لیا کہ نبوت کا لفظ پیش گوئی کے حق میں استعمال کیا گیا ہے (بائبل میں نبی کا لفظ اسی اصطلاح میں مستعمل ہوتا ہے) اور مرزا صاحب کو ۱۹۰۱ء میں اسی اصطلاح سے غلطی لگی ہے کہ اس سے انہوں نے سمجھا کہ بس نبوت وہ پیش گوئیاں ہیں جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے ہیں۔ (ایک غلطی کا ازالہ) چونکہ یہ حقیقت واضح نہ تھی کہ مرزا صاحب کی مقام نبوت سے ترقی یا تبدیلی کا تذکرہ کہ مرزا صاحب ایک زمانہ تک لفظی نبوت کے معتقد رہے، بعد میں خود نبوت کے مدعی بن بیٹھے اس تبدیلی کی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

> "حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) مختلف اوقات میں نبی کی مختلف تعریفیں کرتے رہے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے

نبی کی اور تعریف کرتے تھے، اور بعد میں آپ نے جب خدا تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا، اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی۔“ (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۲)

”اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا۔“ (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۱)

یعنی ۱۹۰۱ء تک تو مرزا صاحب کو نہ ”متواتر وحی“ پر غور کرنے کا موقع میسر آیا تھا، نہ انہیں کبھی قرآن کریم کو غور سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا، نہ ان پر مقام نبوت کھلا تھا، یہ ساری سعادتیں مرزا صاحب کو، بقول میاں صاحب، ۱۹۰۱ء کے بعد میسر آئیں، کیسے آئیں؟ اس کی سرگزشت میاں صاحب یوں بیان فرماتے ہیں:

”اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت ”اشتہار ایک غلطی کا ازالہ“ سے معلوم ہوتا ہے جو پہلا تحریری ثبوت ہے، ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات جمعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہوگیا تھا، گو پورے زور اور پوری صفائی سے نہ تھا، چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو مرسل اللہ ثابت کیا، اور ”لا نفرق بین احد منہم“ والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند بھی فرمایا، اور یہ خطبہ اسی سال کے الحکم میں چھپ چکا ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پورا فیصلہ اس عقیدہ کا ۱۹۰۱ء میں ہی ہوا ہے۔“ (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۴)

”اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے (الفضل، میں میاں صاحب نے ایک سال کی اور توسیع فرمادی ہے، اور تبدیلی عقیدہ کا سال ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء تجویز فرمایا ہے۔ ناقل) اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے

جو وقتی خیالات تھے، ان میاں صاحب نے گویا پرچہ فصل کی ہے۔"

[حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۱]

میاں صاحب کی اس تحریر کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء تک نبوت کی حقیقت اور "نبی" کی تعریف سے ناواقف تھے، اس لئے اپنے نبی ہونے سے انکار فرماتے تھے۔ مولوی عبدالکریم کے خطبات کے دوران نبوت کے خیالات کا اظہار شروع ہوا، ایک سال تک ذہنی کشمکش رہی کہ نبوت کا اقرار کیا جائے یا انکار، بالآخر ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب پر مسئلہ نبوت منکشف ہوا تو ان کی نبوت کا تصفیہ ہوا، اور وہ پورے ۱۹۰۱ء کے مطابق سے نبی کہلانے لگے۔ میاں صاحب کی اس تحریر سے مرزا صاحب کی اس ذہنی کشمکش کا جو نقشہ قادیانی کے ذہن پر مرتسم ہوتا ہے اسے مرزائی لاہوری جماعت کے ترجمان "پیغام صلح" کی زبانی سننا بہتر ہوگا:

> "جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی یہ عظیم الشان تبدیلی ذہنی کے ذریعے ہی آئی ہے کہ ___ تیرہ برس تک نعوذ باللہ ___ نعوذ باللہ جاہل مرکب تھے جب کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف نہ جانتے تھے، مگر حالت یہ تھی کہ جب کسی نے آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا اور آپ کے دل میں نبوت پر انقباض کرنے والا شخص ایک بات کو بھی جانتا (جیسا کہ بقول میاں صاحب مرزا صاحب نبوت کو نہیں جانتے تھے، بالکل) اور پھر آپ کے علم میں کیا قدر اصرار سے لعنتوں اور ملامتوں پر اتر آتے تھے۔ اس سے بڑھ کر نفسیاتی "جہل مرکب کا وارث" کون ہو سکتا ہے؟ ... ہیں اور مجھ سے پوچھیں کہ میں نبی ہوں، مگر بار بار ... اور "جاہل مرکب" کے ... آپ (مرزا صاحب) دعویٰ نبوت پر بار بار لعنتیں بھیجی، خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجنے میں زبان کھول دیتے

> ___ یہ بھی تو قابل تعجب ہے کہ جب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی تحریر ہے کیا اس قابل ہے کہ کسی عقل مند کے سامنے پیش کی جائے؟"
>
> (پیغام صلح ۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء، ص: ۳ کالم: ۱)

بہر حال مرزا بشیر الدین صاحب کے نزدیک مرزا صاحب ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء تک نبوت کی حقیقت سے ناآشنا اور نبی کی صحیح تعریف سے ناواقف تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد کے چھ سات سالوں میں بھی ان کے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، اس لئے آخر دم تک وہ اپنی نبوت کے معنی "ایسی چیز کو بیان کرنا" بتاتے ہیں تو وہ پیغامی (یا "پیغام صلح" کے الفاظ میں "حضرت صاحب" کے ہاتھوں مجبور ہیں، بیچارے قادیانی (جو آپ نے ابن صیاد سے فرمایا تھا) ان پر پوری طرح صادق آتا ہے: "اخسأ فلن تعدو قدرک"۔

مرزا آنجہانی نبی تھے یا نجومی:

مرزا صاحب نے "نبی" اور "نجومی" کے درمیان جو فرق و امتیاز بیان کیا ہے اس کا خلاصہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب حسب ذیل نقل کرتے ہیں:

> "اگرچہ نجومی بھی تکے سے پیشگوئیاں کرتے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ان کی سچی بھی نکل آتی ہیں، لیکن انبیاء کے برعکس کبھی غیب پر غلبہ عطا نہیں کیا جاتا۔ اور ان کی اکثر پیشگوئیاں جھوٹی اور خیالی نکلتی ہیں۔ نیز ان میں کہیں بھی حضرت باری تعالیٰ کی جھلک نہیں پائی جاتی۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں ان کے غلبہ کے آثار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے روشن نشانات ملتے ہیں۔ مزید برآں نجومی غیب کی خبریں خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے جبکہ انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں اپنی

> طرف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاتے ہیں، وہ تعالیٰ کے
> بکثرت نشان اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔"

(ربوہ سے تل ابیب تک [illegible] ص:۲۱)

اس سے قطع نظر کہ مرزا صاحب کی اس عبارت میں کتنی غلطیاں ہیں، جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اور ان کی جماعت کی توجہ صرف ایک نکتہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ مرزا صاحب خود اپنے مقرر کردہ معیار پر "نبی" ثابت ہوتے ہیں یا "متنبی"؟ مرزا طاہر احمد صاحب اپنے جد امجد کی کوئی ایسی تین پیش گوئیاں پیش کریں جو اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے بالکل واضح اور قطعی ہوں، اور جن کو مرزا صاحب نے اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا ہو، اور پھر وہ ٹھیک ٹھیک تفصیل کے ساتھ پوری ہوگئی ہوں۔ میں بحول اللہ و قوتہ ایک ایک کے مقابلہ میں ان کی ایسی دو دو پیش گوئیاں پیش کرتا جاؤں گا جو کبھی بھی وقوع پذیر نہیں ہوئیں، نہ قیامت تک ہوں گی۔ اس کے بعد میں جناب مرزا طاہر احمد صاحب ہی کو منصف ٹھہراؤں گا کہ آیا مرزا صاحب کی حیثیت ایک نبی کی ثابت ہوتی ہے یا ایک متنبی کذاب کی؟ کیا صاحبزادہ صاحب اور ان کے رفقائے جماعت کے لئے اس میں عبرت و موعظت کا کوئی سبق ہے؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

تناسخِ روحِ مسیح کا عقیدہ:

مرزا غلام احمد قادیانی "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں لکھتے ہیں:

> "حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ صورت پیش آئی۔ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا، اول جبکہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گزر گئے۔ تب [illegible] مسیح کی روحانیت جوش میں آئی۔۔۔ اور خدا تعالیٰ سے اپنا قائم مقام چاہا، تب ہمارے نبی مبعوث ہوئے۔ دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں

> آئی...... اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں اپنا نزول چاہا...... تو خدا تعالیٰ نے اس کی خواہش کے موافق...... ایسا شخص بھیج دیا جو اس کی روحانیت کا نمونہ تھا، وہ نمونہ مسیح علیہ السلام کا روپ بن کر مسیح موعود کہلایا، کیونکہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا...... اس لئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی روحانیت نے قادر مطلق عزاسمہ سے بوجہ اپنے جوش کے اپنی ایک شبیہ چاہی، اور چاہا کہ حقیقت عیسویہ اس شبیہ میں رکھی جائے تا اس شبیہ کا نزول ہو...... اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد...... پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی، تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب آخر ہوگا، اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ...... مسیح کی روحانیت کے لئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔“

مرزا آنجہانی کے اس اقتباس سے واضح ہے کہ وہ مسیح کی روحانیت کے تین بار دنیا میں نازل ہونے اور تین مختلف قالبوں میں حلول کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ قادیانیت، یہودی تقلید میں روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ رکھتی ہے، صاحبزادہ طاہر احمد صاحب اس کو سراسر لغو، مہمل اور بے بنیاد عقیدہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ محض ایک فرضی قصہ ہے، جو معترض کا ایجاد کردہ ہے، ورنہ نہ تو یہود اس کے قائل ہیں، نہ مسلمان، نہ عہد نامہ قدیم میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے، نہ قرآن و حدیث میں۔“ (دعوت کی ایک تحریک پر تبصرہ، ص:۲۴)

ہمیں صاحبزادہ صاحب کی اس تحقیق سے اتفاق ہے، البتہ ہم معترض کی جگہ ”مرزا

انجہانی" کا لفظ تجویز کرتے ہیں، کیونکہ وہی ان کے فرضی عقیدہ کا صحیح مصداق ہے۔

قادیانی نظریات اور قرآن و حدیث:

رفع مسیح کے تسلسل کی بحث میں صاحبزادہ صاحب نے چند نئے نکتے بھی اٹھائے ہیں، بے انصافی ہوگی اگر ان کے ان جدید نکات کا تجزیہ نہ کیا جائے۔ سب سے پہلا نکتہ موصوف کا یہ ارشاد ہے کہ:

> "احمدیت کے نظریات چونکہ سراسر قرآن و حدیث پر مبنی ہیں لہٰذا احمدیت کے لئے ایسے غیر اسلامی عقیدہ پر ایمان رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" (ربوہ سے تل ابیب تک پر تبصرہ ص:۲۲)

صاحبزادہ صاحب کے اس خلاف واقعہ ادعا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ عیسائی صاحبان تین خدا ماننے کے باوجود یہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم توحید کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ قادیانیوں کو نہ قرآن کریم پر ایمان ہے، نہ حدیث نبوی پر، نہ اجماع امت پر۔ قرآن کریم پر ان کو اس لئے ایمان نہیں کہ ان کے عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل ہوا تھا وہ ۱۸۵۷ء (مطابق ۱۲۷۴ھ) میں دنیا سے اٹھ گیا تھا۔ (دیکھئے ازالہ اوہام ص:۷۲۶ حاشیہ، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۴۹۰)

مرزا طاہر احمد صاحب کے چچا جناب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین احمد ایم اے نے قرآن کی گمشدگی کی توجیہ یوں کی ہے:

> "ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہوگیا؟ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کرکے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔"
>
> (کلمۃ الفصل ص:۱۷۳، مندرجہ رسالہ ریویو ج:۱۴ بابت اپریل ۱۹۱۵ء)

قادیانی صاحبان کو قرآن کریم پر ایمان کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ ان کے پیشوا مرزا آنجہانی قرآن کریم کی غلطیاں نکالنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جو بقول گلاب شاہ مجذوب کے تفسیر والوں کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہیں۔ (دیکھئے ازالہ اوہام ص:۷۰۸)

قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی پر بھی قادیانی صاحبان کو ایمان نہیں، مرزا آنجہانی نے لکھا ہے:

> ۱:… "خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں، اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہوکر آیا ہے (یعنی خود بدولت مرزا آنجہانی۔ ناقل) اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کردے۔"
>
> (اربعین ۳ ص:۱۵، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۱)
>
> ۲:… "اور ہم… خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں، بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی ہے، ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔" (اعجاز احمدی ص:۳۰، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۴۰)
>
> ۳:… "جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر، تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں، جس کی حق الیقین پر بنا ہے۔"
>
> (اربعین ۴ ص:۱۹، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۵۴)

ان حوالوں سے واضح ہے کہ قادیانی نظریات کی اصل بنیاد مرزا آنجہانی کی وحی ہے، جو بقول ان کے "حق الیقین" ہے، اس کے مقابلہ میں احادیث متواترہ اور دین اسلام کے بنیادی عقائد کی ان کے نزدیک کوئی قیمت نہیں، نہ ان پر کسی قادیانی کا ایمان ہوسکتا ہے۔ ہاں! مرزا طاہر احمد صاحب اس قرآن پر اپنے نظریات کو مبنی قرار دیتے ہیں جو قادیان کے قریب نازل ہوا اور اس حدیث پر جو بذریعہ کشف وغیرہ مرزا آنجہانی پر "وحی" کی جاتی تھی تو بجا اور درست ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس پر قرآن دوبارہ نازل ہوا ہے، اسی لئے قادیانی صاحبان یہ گیت گایا کرتے ہیں:

"پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی"

(الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

یہی قادیانی قرآن ہے جس کے بارے میں قادیانی خدا کہتا ہے: "انا انزلناہ قریبا من القادیان"۔ (حقیقۃ الوحی ص:۸۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۹۱)

اور یہی وہ قادیانی قرآن ہے جس میں مرزا غلام احمد کی قرأت کے مطابق قادیان کا نام لکھا ہوا مرزا آنجہانی نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا۔

(ازالہ ص:۷۷ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰ حاشیہ)

اسی قادیانی قرآن میں یہ دو آیتیں درج ہیں، جو مسلمانوں کے قرآن میں نہیں:

"خسف القمر والشمس فی رمضان فبای آلاء ربکما تکذبان۔" (تذکرہ ص:۴۳۳ طبع چہارم)

اسی قادیانی قرآن کی شان میں مرزا آنجہانی قصیدہ خوانی کرتے ہیں:

"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات
واں یقینہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین“

(نزول المسیح ص:۹۹، ۱۰۰ روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۴۷۷، ۴۷۸)

ترجمہ: ”میں خدا کی جو وحی سنتا ہوں خدا کی قسم اسے خطا سے پاک جانتا ہوں۔ قرآن کی طرح خطاؤں سے منزہ سمجھتا ہوں یہی میرا ایمان ہے۔ بخدا یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے۔ جو یقین عیسیٰ کو اپنی وحی پر، موسیٰ کو تورات پر اور حضور کو قرآن پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔“ (دریں چہ شک؟ ناقل)

اسی قادیانی قرآن کے بارے میں مرزا آنجہانی نے کہا ہے کہ:

”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص:۷۷ طبع چہارم)

دوسری جگہ مرزا آنجہانی کو وحی ہوتی ہے کہ:

”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں، اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔“

(تذکرہ ص:۳۴۶ طبع چہارم)

ظاہر ہے کہ اس قادیانی وحی کے بعد مرزا طاہر احمد مسلمانوں کے قرآن و حدیث

کی ضرورت نہیں رہ جاتی کیونکہ ان کے مقابلے میں ان کے اپنے گھر کا قرآن موجود ہے، لیکن اگر صاحبزادہ صاحب بضد ہوں کہ ان کے نظریات مسلمانوں کے قرآن و حدیث پر مبنی ہیں تو میں ان سے یہ دریافت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ:

الف:... پھر ان کے نظریات مسلمانوں سے علیحدہ کیوں ہیں؟

ب:... قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے انہیں قادیان میں نیا نبی گھڑنے کی کیوں ضرورت ہوئی؟

ج:... مرزا آنجہانی کی قرآن کی مثل وحی پر ایمان لانے کا حکم کس قرآن و حدیث میں لکھا ہے؟

د:... یہ کس قرآن و حدیث کا حکم ہے کہ محمد عربی کی پیروی نجات کے لئے کافی نہیں بلکہ تیرہویں صدی کے بعد مرزا آنجہانی کی پیروی مدارِ نجات ہے؟

ہ:... یہ کس قرآن و حدیث میں لکھا ہے کہ ”ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا مرتبہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

و:... یہ کس قرآن و حدیث میں لکھا ہے کہ تیرہویں صدی کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ تصور کیا جائے اور آنحضرت کی بعثت کو تیرہویں صدی تک محدود سمجھا جائے؟

ز:... یہ کس قرآن و حدیث میں لکھا ہے کہ مرزا کے منکر کافر اور جہنمی ہیں؟

ح:... یہ کس قرآن و حدیث میں لکھا ہے کہ مسیح مرزا غلام احمد کے بروزی روپ میں آئے گا؟

ط:... یہ کس قرآن و حدیث میں ہے کہ مسیح کی روحانیت تین بار دنیا میں نازل ہوگی؟

ی:... یہ کس قرآن و حدیث میں لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد اور اس کی ذریت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا؟

حضرت عیسیٰؑ کا مشن:

صاحبزادہ طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں:

> "احمدیت کا عقیدہ یہود کے عقیدہ کے بالکل برعکس ہے کہ جس مسیح کے ظہور کی خبر بائبل میں دی گئی تھی وہ مسیح تو ظاہر ہوکر اور اپنا مشن پورا کرکے فوت بھی ہوچکے ہیں۔"
>
> (ربوہ سے تل ابیب تک پر مختصر تبصرہ ص:٤٠)

صاحبزادہ صاحب نے غالباً قسم کھا رکھی ہے کہ وہ جو کچھ لکھیں گے اپنے مرشد کی تحقیق کے قطعاً خلاف لکھیں گے، صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اس کے برعکس مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

> ١: "حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔"
>
> ٢: "اور حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔" (ازالہ اوہام ص:٣١٠، ٣١١ حاشیہ، روحانی خزائن ج:٣ ص:٢٥٨ حاشیہ)
>
> ٣: "مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا... وہ صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ پہنچ نہ سکا بلکہ اسکی نبوت کا تخم دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلا اور فتنہ بڑھ گیا۔" (اتمام الحجہ ص:١٣، روحانی خزائن ج:٨ ص:٢٨٨)

صاحبزادہ صاحب! یہی حضرت مسیح کے مشن کی کامیابی تھی جس کا نقشہ مرزا آنجہانی نے مندرجہ بالا اقتباسات میں کھینچا ہے؟ یعنی نبی کی تربیت ناقص، تعلیم ناکام، روحانی فائدہ معدوم، اور ان کی نبوت مشتبہ اور مشکوک قرار۔ اگر یہی بات ہے تو مسیح پر کیسا ایمان ہے جو "حضرت" کہتے ہیں؟

حضرت عیسیٰ اور مرزا قادیانی:

صاحبزادہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

> "احمدیت یہود کے اس الزام کو باطل قرار دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔"
>
> (دعوت الامیر ایڈیشن پنجم ص:۲۷)

صاحبزادہ طاہر احمد صاحب کو یہاں غلط فہمی ہوئی ہے یا انہوں نے جان بوجھ کر غلط بیانی سے کام لیا ہے، ورنہ حضرت مسیح کے بارے میں مرزا کا وہی عقیدہ ہے جو یہود کا تھا، اور مرزا آنجہانی کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

> ۱:... "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔"
>
> (اعجاز احمدی ص:۱۴ روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۱)
>
> ۲:... "یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"
>
> (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۹)
>
> ۳:... "اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے، اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے، لیکن

> وجہ سے یہ یہودی بھی ان کی بیماری بہت خوش ہوتے ہیں۔“
>
> (ضمیمہ انجام آتھم ص:۷ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

مرزا قادیانی کے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام جھوٹے تھے، جھوٹی پیشگوئیاں کیا کرتے تھے اور ان کی تعلیم ظاہر ہے ناقص تھی۔ ٹھیک یہی عقیدہ یہود کا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> ”یہی تو یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں طالمود
> میں سے لفظ بلفظ چرائی گئی ہیں۔“
>
> (نزول المسیح ص:۱۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۴۲۳)

اب صاحبزادہ صاحب غور فرمائیں کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا قرار دینے میں قادیانی یہود سے چند قدم آگے نہیں؟

اسلامی عقیدہ مرزائیوں کے ہاتھوں میں

مرزا طاہر احمد صاحب اسلامی عقیدہ حیات عیسیٰ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”یہ خود آپ کا عقیدہ ہے کہ باقی تمام نبیوں کی روحیں تو
> جسم عنصری سے جدا ہوگئیں صرف ایک حضرت عیسیٰ کی
> روح ہے جو مسلسل بلا انقطاع اسی مادی جسم سے وابستہ چلی آرہی ہے
> اب فرمایئے کہ اس عقیدہ کا نام روح کی تناسخ کا عقیدہ رکھا جا
> سکے گا؟ کیا آپ کو پتہ نہیں کہ مسلمان اپنے عقیدہ پر نہایت عمدگی
> سے چسپاں ہونے والی کبھی نظر نہیں آئی!! اب پوچھتے ہیں اس اصطلاح پر
> ایک دوبارہ نظر ڈالی جائے تو سب الفاظ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعینہ
> ہی آپ کے عقیدہ کے لئے ہی گھڑی گئی ہے کوئی تعجب کی بات ہے
> کسی ایسے رازی نے آپ کا چربہ اتارا ہو۔“
>
> ([illegible] ص:[illegible])

مرزا جی! صاحب تو دلی اردو ہی کے محاورے سے [illegible] بھی مسیح کی اصطلاح نہیں جانتے تھے، مگر ان کی قسمت میں [illegible] ضرور ہو گا۔ [illegible] طول حیات سے تعبیر کیا کرتے ہیں ــــــ ہاں! جو شخص اب [illegible] بات ہے، آپ [illegible] حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے سے اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے، [illegible] شیطان کا بھی ہے، لہٰذا آپ یہاں بھی "مسیح" کی اصطلاح چسپاں کرتے تو [illegible] آپ نے ذرا دیکھا [illegible] آپ کی [illegible]۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ جس عقیدہ کو اپنے طنز و مذاق کا نشانہ بنا رہے ہیں وہ صرف میرا عقیدہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام امت کا متواتر اور اجماعی عقیدہ ہے، یقین نہ آئے تو اپنے مرزا بشیر الدین صاحب کا اعتراف پڑھئے، وہ لکھتے ہیں:

> "پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے سے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء و صلحاء گزرے ہیں ان میں سے ایک بڑا گروہ اسی عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔"
>
> (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۴۲)

الغرض میری گزارش کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تیرہ صدیوں تک تمام مسلمانوں کا تھا، اور جس پر صحابہ، تابعین، ائمہ مجددین اور بڑے بڑے اولیاء اللہ فوت ہوئے ہیں، تو کیا مرزا قادیانی کی

جب تک مسلمان تھا اسی عقیدہ کا قائل تھا، چنانچہ براہین احمدیہ حصہ چہارم میں قرآن کریم کی آیت: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا اس میں وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا...... حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے۔"

اسی کتاب میں ایک جگہ اپنا الہام درج کرکے اس کی تشریح اس طرح کرتا ہے:

> "یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی...... وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب...... حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔"

مگر جب مرزا آنجہانی نے حلقۂ اسلام سے نکل کر اپنی جھوٹی نبوت کی چھتری جمائی تو خود مسیح بن بیٹھا، اور قرآن کریم، احادیثِ متواترہ، اجماعِ امت اور خود اپنے الہامات کو پسِ پشت ڈال کر موتِ مسیح کا عقیدہ ایجاد کرلیا۔ فضل واضل!

اجمالی گستاخانہ اعتراضات:

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں:

> "مسیح موعود کے نزول کی پیش گوئی تو خود سید ولدِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی جس کا بکثرت احادیثِ صحیحہ میں ذکر ملتا ہے...... اس لئے کسی مسلمان کی طرف سے اس عقیدہ کو محلِ اعتراض ٹھہرایا جانا ایک انتہائی گستاخانہ امر ہے

اور حدیث نفس کے متعلق وحی کے امکانات ہیں یا تو وہ احادیث نبویہ کا
سرے سے منکر ہے اور اہل قرآن کے فرقے سے تعلق رکھتا ہے جس
کے مشہور سربراہ آج کل غلام احمد صاحب پرویز آف لاہور ہیں یا پھر وہ
حدیث کو تو صحیح تسلیم کرتا ہے لیکن نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
پر اعتراض کی جسارت کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔“

(ربوہ سے تل ابیب تک پر تبصرہ، ص:۴۹)

صاحبزادہ صاحب! مرزا قادیانی کو آپ کس فرقے میں شمار کرتے ہیں؟ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے متعلق پیش گوئی پر انتہائی گستاخانہ اعتراضات کرکے اپنی اور اپنے مریدوں کی عاقبت خراب کی؟ آپ غلام احمد پرویز کو منکر احادیث ٹھہراتے ہیں، حالانکہ اس کے بھی امام غلام احمد قادیانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر جو سوقیانہ اعتراضات کئے اس کی مثال غلام احمد پرویز کیا کسی منکر سے منکر حدیث کے یہاں بھی مشکل سے ملے گی، مرزا قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب جس جس انداز سے کی ہے اس کی تفصیل کے لئے ضخیم دفتر بھی ناکافی ہے، یہاں صاحبزادہ صاحب کی عبرت کے لئے چند نمونوں پر اکتفا کروں گا۔

پہلی صورت:

تکذیب کی ایک صورت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کا اثبات کیا ہو اس کی نفی کی جائے، مثلاً ارشاد نبوی ہے:

”ان عیسیٰ لم یمت، وانہ راجع الیکم۔“

(درمنثور ج:۲ ص:۳۶)

ترجمہ: ”یقیناً عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ
تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔“

اب مرزا قادیانی کی گستاخی دیکھئے کہ وہ صراحتاً اس ارشاد کی نفی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ابن مریم ہے مرزا حق کی قسم"

(ازالہ اوہام ص:٣٩٥، روحانی خزائن ج:٣ ص:٣١٣)

دوسری صورت:

تکذیب کی ایک صورت یہ ہے کہ ارشادِ نبوی کو نعوذ باللہ... تضحیک و تمسخر کا نشانہ بنایا جائے، اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

الف:... احادیثِ متواترہ میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اس پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

> "یہ بات بالکل غیرمعقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا، اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا، اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا، اور شراب پیئے گا، اور سور کا گوشت کھائے گا، اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا۔"
>
> (حقیقۃ الوحی ص:٢٩، روحانی خزائن ج:٢٢ ص:٣١)

یہ عبارت اگر ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ "پیش گوئی" سے خبیث ترین مذاق ہے تو دوسری طرف کذب و افترا اور کفر و ضلال کا کھلا مظاہرہ ہے، مرزا قادیانی نے اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شراب پینے، سور کھانے اور حلال و حرام کی پروا نہ رکھنے کی بہتان تراشی کی ہے، جو اس کی اپنی سیرت کا آئینہ ہے۔

ب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص:٤٢٤) مرزا اس ارشادِ مقدس کو یوں ہدفِ استہزا بناتا ہے:

"صرف ضعیف اور متناقض اور مشکوک روایتوں سے کام نہیں چل سکتا۔ سو یہ امید مت رکھو کہ سچ مچ اور درحقیقت تمام دنیا کو حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اترتے ہوئے دکھائی دیں گے، اگر اسی شرط سے اس پیشگوئی پر ایمان لانا ہے تو پھر حقیقت معلوم، وہ اتر چکے، تم ایمان لا چکے، ایسا نہ ہو کہ کسی غبار (دخان) کے پیچھے چلنے والے اور پھر تمہارے سامنے اترنے والے کے دھوکہ میں آجاؤ سو ہوشیار رہنا آئندہ اپنے گھڑے ہوئے خیال کی امید سے کسی ایسے اترنے والے کو ابن مریم نہ سمجھنا۔"

(ازالہ اوہام ص:۲۸۳ روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۴۳)

حدیث نبوی سے ایسا سوقیانہ مذاق کوئی بدتر سے بدتر دہریہ بھی کرسکتا ہے؟

۵: ارشاد نبوی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، مرزا قادیانی اس کا یوں مذاق اڑاتا ہے:

"اب جائے تعجب ہے کہ صلیب کے توڑنے سے اس کا کون سا فائدہ ہے؟ اور اگر اس نے مثلاً دس بیس لاکھ صلیب توڑ بھی دی تو کیا عیسائی لوگ جن کو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے، اور صلیبیں بنوا نہیں سکتے؟ اور دوسرا فقرہ جو کہا گیا ہے کہ خنزیروں کو قتل کرے گا۔ یہ بھی اگر حقیقت پر محمول ہے تو عجیب فقرہ ہے، کیا حضرت مسیح کو زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے، اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور ساسیوں اور گنڈیلوں وغیرہ کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی..... پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اول تو شکار کھیلنا ہی کار بیکاراں ہے اور اگر حضرت مسیح کو شکار ہی کی طرف رغبت ہوگی

> اور دن رات جس کا کام یہ تھا آئے گا تو پھر کیا یہ باتیں جو خود ہیں بے بنیاد اور کوری اور فضول نہ ہوں گی؟ کیا یہ حکم ہیں کہ ایک پاک جانور کے خون سے بھرا ہوا کریں۔"

(ازالہ اوہام ص: ۲۰، ۲۱، روحانی خزائن ج: ۳ ص: ۱۲۳، ۱۲۴)

ایک اور جگہ ان ارشاداتِ نبویؐ کی تکذیب کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "کیا ان احادیث پر صحت ثابت ہو سکتی ہے کہ مسیح آکر جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھرے گا، اور دجال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور اپنے مرض بیماروں کی طرح دو آدمیوں کے کاندھے پر ہاتھ دھر کے فرض طواف حج بجا لائے گا؟ کیا معلوم نہیں کہ جو لوگ ان حدیثوں کی شرح کرنے والے گزرے ہیں وہ کیسے بے ٹھکانا اپنی اپنی کہہ رہے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص: ۲۴۲، ۲۴۳، روحانی خزائن ج: ۳ ص: ۲۲۱)

فرمایئے! حدیث محمدیہ پر "گستاخانہ اعتراضات" کرنے کا ناپاک عمل کون شخص کر رہا ہے؟ اور "سرے سے منکر حدیث" ہونے کی حیثیت کا شرف کس کو حاصل ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کو یا غلام احمد پرویز کو؟

تیسری صورت:

تکذیب کی ایک صورت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات [illegible] کی [illegible] معنوں سے مسخ کر دیا جائے، مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف (آسمان پر) اٹھا لیا، جس کے معنی باتفاق امت رفع جسمانی کے ہیں۔ خود مرزا آنجہانی کو بھی اس کا اعتراف ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

> "ہم بھی کہتے ہیں کہ مسیح کی روح آسمان پر اٹھایا گیا۔"

([illegible] ص: ۲۱۳، روحانی خزائن ج: ۱۷ ص: ۳۹۰)

اس کے باوجود قرآن کریم پر "کتنا فاش اعتراض" کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''مسیح کے بارے میں یہی سوچنا چاہئے کہ نیز یہی امر
> مستقر لئے اسی خیال پر نہیں ہیں کہ جب تک ہم نہ چاہیں جا
> فیہ تحیون سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت
> مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے اور وہاں یہ
> تقاضوں کے سے بچنے کی جگہ نہیں ہوگی۔''
>
> (ازالہ اوہام ص ۱۳۸ ۔ روحانی خزائن ج ۳ ص ملخصاً)

اس تاویل فاسد اور مجتہدانہ موشگافی کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہے کہ جس شخص کی فکری پرواز بھی چاند ستاروں کی حدود کے تصور سے قاصر ہو اس کی عقل و دانش کا ماتم کیا جانا ضرور کرنا چاہئے جو ایسی مجہول تاویلات کر کے ارشادات کا تمسخر اڑاتا ہو۔

چوتھی صورت:

تکذیب نبوی کی ایک صورت یہ ہے کہ آیات قرآنی و حدیث کے نصوص میں کسی رائج اور دور از کار تاویل کرے جو ثبوت محکم سے قطعاً خارج ہوں اور جن کی طرف عقول کا بھی کسی کا ذہن نہ جاتا ہو۔ جیسا کہ امام غزالی لکھتے ہیں:

> ''وكل ما لا يحتمل التأويل في نفسه وتواتر
> نقله ولم يتصور أن يقوم برهان على خلافه فمخالفته
> تكذيب محض ... ولا بد من التنبيه على قاعدة
> أخرى، وهي أن المخالف قد يخالف نصا متواترا
> ويزعم أنه مؤول ولكن ذكر تأويله لا انقداح له أصلا
> في اللسان، لا على بعد، ولا على قرب، فذلك كفر،
> وصاحبه مكذب، وإن كان يزعم أنه مؤول۔''
>
> (فيصل التفرقة في الاسلام والزندقة ص ۱۹۲، ۱۸۸ ملخصاً)

ترجمہ: ”ہر ایسی نص جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو اور وہ قطعی تواتر سے ثابت ہو اور اس کے خلاف کوئی قطعی دلیل نہ پائی جاتی ہو، اس کی مخالفت کرنا تکذیب نص ہے... یہاں ایک اور قاعدہ بھی سمجھنا ضروری ہے وہ یہ کہ ایک شخص کسی نص صریح کی مخالفت کرتا ہے، وہ یہ تو خود سمجھتا ہے کہ اس کا دعویٰ یہی کر رہا ہے مگر تاویل ایسی کرتا ہے جس کو دین اور محاورے کے تقاضے سے دور و نزدیک کوئی واسطہ نہیں ہوتا، پس ایسی تاویل صریح کفر ہے، وہ گویا مخبر صادق کی تکذیب ہے خواہ وہ یہی کہتا رہے کہ وہ تکذیب نہیں کر رہا بلکہ تاویل کر رہا ہے۔“

مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث کی نصوص میں ایسی بے شمار تاویلیں کی ہیں جنہیں دین اور محاورے سے دور و نزدیک کا کوئی تعلق نہیں، اور جن کے ساتھ قرآنی نصوص کے پرخچے اڑا دیئے ہیں، اور انہیں بازیچۂ اطفال بنادیا ہے۔ یہاں تو ان سب کا احاطہ کرنا مقصود نہیں، صرف دو مثالیں پیش کرتا ہوں:

الف: عیسیٰ بن مریم کی آمد:

احادیث صحیحہ متواترہ میں ارشاد ہے کہ: ”تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔“

انسانی تاریخ ”عیسیٰ بن مریم“ کے نام سے صرف ایک ہی شخصیت کو جانتی ہے، یعنی حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہوئے، جن کے نام سے تمام دنیا واقف ہے، جن کے آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر قرآن کریم نے دی ہے، اور جن کی دوبارہ تشریف آوری کو قرآن کریم نے قیامت کی نشانی بتایا ہے: ”وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها“ (الزخرف: ۶۱) اسی لئے امت محمدیہ کے تمام اکابر نے انہی ”عیسیٰ بن مریم“ کا دوبارہ نازل ہونا مراد لیا، اور تواتر آنحضرت صلی اللہ علیہ

بلکہ سے تہہت کی احادیث نبویہ میں ذکر کردہ آنے والے کی جس "عیسیٰ بن مریمؑ" کے نازل ہونے کی پیش گوئی کی ہوئی ہے اس سے مراد میں "غلام احمد بن مریمؑ" ہیں جو آپ سے کئی صدیاں بعد ہوئے تھے۔ یعنی مرزا قادیانی نے اس متواتر پیش گوئی کی تحریف کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ بن مریمؑ سے مراد "غلام احمد" ہے، اور اس کے لئے یہ دلیل بنائی کہ:

> "دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی، اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا، پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا، اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص:۴۶، ۴۷ روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۵۰)

مرزا صاحب! کیا عیسیٰ بن مریمؑ بننے کی یہ تاویل آپ ہی کے ارشاد فرمودہ قاعدے کے مطابق "کھلی کھلی تکذیب" نہیں؟ کیا قرآن، حدیث، اجماع متواترہ، ذوق اہل دین اور مذاق انسانی سب کا تقاضا نہیں کہ ایسے شخص کے ایسے دعوے کو خدا و رسول کا خلاف قرار دے دیا جائے؟ کہ آپ میں (داڑھی مونچھ کے باوجود) مریم بن گیا ہوں، اب مریمی صفت میں نشوونما پا رہا ہوں، اب مجھے پیٹ ہو گیا ہے، اب مجھ میں عیسیٰ کی روح نفخ کر دی گئی ہے، اب میں امید سے ہوں، اب مجھے دردزہ ہو رہا ہے، لیجئے اب میں نے عیسیٰ جن دیا ہے لہٰذا اب میں "عیسیٰ بن مریمؑ" بن گیا ہوں، پس قرآن و حدیث کے وہ تمام نصوص جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں، اب میرے بارے میں تصور کئے جائیں، کیونکہ:

> "اس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع نہیں دی گئی کہ میں اس طرح "عیسیٰ مسیح" بنایا جاؤں گا بلکہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریمؑ آسمان سے نازل ہوگا اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا، اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیش گوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں، وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں، اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کردیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہوچکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا، اس زمانہ اور اس امت کے لئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔"

(براہین پنجم ص:۸۵، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۱۱)

یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تمام صحابہؓ، مجددینؒ، محدثینؒ، اولیاءؒ و اقطابؒ ان سب کا علم تو "بشریت کا محدود علم" ہے، فوق البشر اور لامحدود علم صرف مرزا آنجہانی کے حصہ میں آیا:

"جو بات کی، خدا کی قسم! لاجواب کی۔"

صاحبزادہ صاحب اس تاویل کو بھی معرفت سمجھتے ہوں گے، مگر دماغی امراض کے ماہرین سے پوچھئے کہ اس کا صحیح نام کیا ہے؟

ب:۔ دو زرد چادروں کی تاویل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی تمام جزئیات بھی بیان فرمادیں تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے، اور کسی بددین کو اس پیش گوئی میں تحریف کا راستہ نہ ملے۔ منجملہ دیگر بے شمار امور کے آپ نے امت کو یہ بھی بتایا کہ جب وہ نازل ہوں گے تو گیرے رنگ کی دو چادریں ان کے زیب بدن ہوں گی۔ یہ لفظ ایسا نہیں جس کے لئے کسی لغت کی مدد لینا پڑے، نادان بچے بھی

اس کے مفہوم سے واقف ہیں، مگر مرزا آنجہانی نے اس کی جو مضحکہ خیز تاویل کی وہ یہ ہے:

> "دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت بول۔"
>
> {ملفوظات احمدیہ ج:۸ ص:۴۴۵}

بتائیے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی مراد تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوتے وقت مراق اور کثرت بول کے مریض ہوں گے؟ کیا چودہ سو سال کی امت اسلامیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہی مطلب سمجھا تھا؟ کیا زبان و محاورہ میں اس مراقی تاویل کا کہیں دور دور بھی پتہ چلتا ہے؟ کیا یہ تاویل امام غزالیؒ کے الفاظ میں کفر خالص اور تکذیب محض نہیں؟

مرزا آنجہانی کی تاویلات باطلہ کی یہاں دو مثالیں پیش کی گئی ہیں، ورنہ نزول عیسیٰ سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کو جھٹلانے کے لئے مرزا آنجہانی نے جو سیکڑوں تاویلیں کی ہیں وہ سب اسی مراق اور کثرت بول کا کرشمہ ہیں۔

پانچویں صورت:

اور جب تشکیک واستہزا کے یہ تمام حربے اور تاویل وتحریف کے یہ سارے حیلے بہانے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی پر خاک ڈالنے میں ناکام ثابت ہوئے تو مرزا آنجہانی نے اپنے ترکش کفر وضلال کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ونبوت پر یہ کہہ کر حملہ کر دیا کہ:

> "اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ ـــــ منکشف نہ ہوئی ہو ـــــ اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق

جب تک وحی الٰہی نے اطلاع نہ دی ہو اور جب دی ہو۔ بعض کی ماہیت بھی
ہی ظاہر فرمادی گئی — تو یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔"

(ازالہ اوہام ص:۶۹۱، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۷۳)

یعنی عیسیٰ ابن مریم وغیرہ کی حقیقت واقعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلی تھی نہ خدا نے آپ کو سمجھایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی خبریں اور معاملات میں معاذ اللہ یوں ہی بے سمجھے بیان کردی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایسے خبیثہ حملے کے بعد بھی قادیانی اسلام کا نام لیتے نہیں شرماتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ پیش گوئی کو مرزا قادیانی نے جس جس انداز میں بگاڑا اس کا نمونہ ابھی پیش کرچکا ہوں۔ اب دیکھئے مرزا غلام احمد صاحب خود اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنے دادا مرزا قادیانی کو کس صف میں جگہ دیتے ہیں۔ منکرین حدیث کی صف میں، یا جاہل و بے خبر ائمہ کی حقیقت خراب کرنے والوں کی صف میں؟ کیونکہ انہی کا فیصلہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی کو جس کا ذکر بکثرت احادیث صحیحہ میں آتا ہے، محل اعتراض ٹھہرانا ایک انتہائی گستاخانہ امر ہے۔ اور:

"ایسے شخص کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں، جو نہ تو
سرے سے احادیث نبویہ کا منکر ہے اور نہ اہل قرآن کے فرقے سے
تعلق رکھتا ہے، جن کے پیشوا مسٹر اسلم اور غلام احمد پرویز
صاحب ہیں، پھر وہ ان حدیثوں کو تو تسلیم کرتا ہے، لیکن محض
بغض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کی جسارت کرکے اپنی
عاقبت خراب کر رہا ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۳۰ء ص:۲۵)

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا ایک قول پیش کرتا ہوں، شاید کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب، ان کی جماعت کے لئے اور عامۃ الناس کے لئے عبرت و موعظت کا ذریعہ بنے۔ شیخ (قدس سرہ) شقی و سعید اور مومن و کافر کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ثم لتعلم... أن الخلق بين شقي وسعيد...
فإذا وردت الأخبار الإلهية على ألسنة الروحانيين وتنقلها إلى الرسل ونقلتها الرسل عليهم السلام إلينا، فمن آمن بها وترك فكره خلف ظهره وقبلها بصفة القبول التي في عقله وصدق المخبر فيما أتاه به... فذلك المعبر عنه بالسعيد... ومن لم يؤمن بها وجعل لفكره الفاسد إمامه، واقتدى به ورد الأخبار النبوية إما بتكذيب الأصل، وإما بالتأويل الفاسد.... فذلك المعبر عنه بالشقي، اهـ ملخصاً۔“

(فتوحات مکیہ باب ۳۸۸ ص:۶۲۸)

ترجمہ:... ”پھر جان رکھو کہ مخلوق کی دو ہی قسمیں ہیں، ایک بدبخت اور دوسری نیک بخت، پس جب خدا تعالیٰ کی جانب سے بواسطہ فرشتوں کے خبریں آئیں اور فرشتوں نے وہ خبریں انبیاء علیہم السلام کی طرف اور انبیاء علیہم السلام نے ہماری طرف منتقل کردیں پس جو شخص ان پر ایمان لایا اور اپنی فکر کو پس پشت ڈال دیا اور قبول کرنے کی جو صفت اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل میں ودیعت رکھی ہے، اس کے ساتھ ان خبروں کو قبول کرلیا اور خبر دینے والے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان تمام امور میں تصدیق کی جو آپ لے کر آئے ہیں، پس ایسا شخص تو وہ ہے جسے ”سعید“ کہا جاتا ہے۔

اور جو شخص ان خبروں پر یقین نہ لایا اور اس نے اپنی فکر فاسد کو اپنا امام بناکر اس کی اقتدا کی اور اخبار نبویہ کو رد کردیا، بایں طور کہ یا تو سرے سے تکذیب کردی یا ان میں کوئی تاویل فاسد کرڈالی، پس یہ شخص تو وہ ہے جس کو ”شقی“ کہا جاتا ہے۔“

شیخؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو خبر بارگاہِ نبوت سے حاصل ہو، اس کو رد کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ سرے سے اس کی سچائی کا انکار کر دیا جائے اور اسے غلط ٹھہرایا جائے، اور یہ دونوں صورتیں کفر و شقاوت کے زمرے میں آتی ہیں، دوسری یہ کہ اس میں کوئی غلط تاویل کرکے اس کا مفہوم مسخ کر دیا جائے، اور ایمان و سعادت یہ ہے کہ اپنی فہم و فکر بالائے طاق رکھ کر بے چون و چرا اس کی تصدیق کی جائے۔

کون سا مسیح؟

اس بحث کے آخر میں صاحبزادہ طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں:

> ”مولانا صاحب نے ایک بار پھر خود ہی ذکر چھیڑا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے عقیدہ پر تو ”اہل قرآن“ کے سوا احمدیوں کی طرح تمام مسلمان فرقے ایمان رکھتے ہیں، ان کے درمیان صرف فرق یہ ہے کہ احمدی تو ان پیشگوئیوں کا مصداق امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے ایک مسیح کو قرار دیتے ہیں اور جسے بعض مناصب کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح کا لقب عطا کیا گیا ہے اور غیر احمدی اس پرانے مسیح کی آمد کے منتظر ہیں جو آج تک مسلسل آسمان پر زندہ بیٹھا ہوا ہے۔ ”مسیح نبی اللہ“ کی آمد پر تو بہرحال دونوں کا اتفاق ہے۔“
>
> (ربوہ سے تل ابیب تک پر تبصرہ، ص:۲۹، ۳۰)

صاحبزادہ صاحب کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے آنے کی پیش گوئی تو مسلمانوں اور قادیانیوں کو بالاتفاق مسلّم ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ آنے والا مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ہیں، یا مرزا غلام احمد قادیانی؟ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ پیش گوئی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کے بارے میں ہے جبکہ قادیانی اس کو مرزا آنجہانی کے حق میں مانتے ہیں۔ گویا مسلم و قادیانی نزاع مسیح بن مریم کے آنے میں نہیں، بلکہ شخصیتِ مسیح کے تعین میں ہے کہ مسیح سے کون سا

مسیح مراد ہے۔ اصلی؟ یا جعلی؟

صاحبزادہ صاحب کی اس تنقیح کے بعد اس نزاع کا فیصلہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ فیصلہ کی صورت یہی ہے کہ احادیث نبویہ میں اس آنے والے مسیح کی جو علامات ذکر فرمائی گئی ہیں انہیں مرزا آنجہانی کے سراپا سے ملا کر دیکھ لیا جائے، اگر وہ یہ تمام و کمال مرزا آنجہانی میں ایک ایک کرکے پائی جائیں تو کوئی شک نہیں کہ قادیانی مرزا کو مسیح ماننے میں برحق ہیں، اور اس صورت میں تمام مسلمانوں کو لازم ہوگا کہ آنجہانی کو مسیح مان لیں۔ اور اگر مرزا آنجہانی پر وہ علامات صادق نہیں آتیں تو قادیانی عقیدہ غلط ہے اور ان کو لازم ہے کہ مسلمانوں کی طرح مرزا کو اس کے دعویٔ مسیحیت میں جھوٹا یقین کریں۔ دیکھئے کیسا عمدہ اصول ہے جو صاحبزادہ صاحب نے بیان فرمایا۔ اب اگر صاحبزادہ طاہر احمد صاحب خود اپنے ہی تجویز کردہ فیصلہ کو جو بے حد منصفانہ ہے تسلیم کرنے پر آمادہ ہوں تو بسم اللہ آگے بڑھیں اور احادیث نبویہ کی ایک ایک علامت اپنے ابا پر منطبق کرکے قادیانی مسئلہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کردیں۔

علمائے امت نے ایسی احادیث کو جن کا مسیح کی پیش گوئی سے تعلق ہے، یکجا کردیا ہے۔ عربی میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی کتاب "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" اس سلسلہ کی سب سے جامع کتاب ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی "نزول مسیح اور علامات قیامت" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ ان احادیث میں آنے والے مسیح کی جو علامات مذکور ہیں، ان کی فہرست بھی اردو ترجمے کے ساتھ شامل کردی گئی ہے۔ صاحبزادہ صاحب ایک ایک حدیث کی ایک ایک علامت مرزا آنجہانی پر چسپاں کرکے خود ہی انصاف کریں کہ مرزا قادیانی مسیح صادق تھا یا مسیح کذاب؟ اصلی مسیح تھا یا جعلی؟

اگر یہ کام محنت اور فرصت چاہتا ہو تو چلئے صرف تین احادیث پر فیصلہ کرلیجئے:

اول: مشکوٰۃ کی حدیث، جس کو مرزا آنجہانی نے "ضمیمہ انجام آتھم" (ص:۵۳) میں بطور سند پیش کیا ہے، اس میں مسیح کی آٹھ علامتیں مذکور ہیں۔

دوسری مسند احمد (ج:۲ ص:۴۰۶) اور ابوداؤد (ج:۲ ص:۲۳۸) کی حدیث، جس کا حوالہ مرزا بشیرالدین صاحب نے "حقیقۃ النبوۃ" (ص:۱۹۲) میں اور جناب محمد علی صاحب ایم اے نے "النبوۃ فی الاسلام" (ص:۱۹۲) میں دیا ہے، اس میں آنے والے مسیح کی سب علامات مذکور ہیں۔

تیسری صحیح مسلم (ج:۲ ص:۴۰۰) کی حدیث جس میں آنے والے مسیح کو چار بار نبی اللہ کہا گیا ہے، مرزا آنجہانی اور ان کے حواریوں نے اس کا بہت ہی حوالہ دیا ہے، اور دوسرے ادیان کے مقابلہ میں آنجہانی کی نبوت پر یہی حدیث پیش کیا کرتے ہیں، اس حدیث میں آنے والے مسیح اور اس کے زمانے کی تقریباً سبھی علامات ذکر کی گئی ہیں۔

مرزا طاہر احمد صاحب صرف ان تین احادیث صحیحہ کو مرزا آنجہانی پر چسپاں کر دکھائیں تو اپنے دین و مذہب پر بڑا احسان فرمائیں گے، مگر میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ پوری قادیانی امت مل کر بھی یہ کام نہیں کرسکتی اور قیامت تک نہیں کرسکتی۔

قادیانیت، یہودیت کی ذیلی شاخ:

مرزا آنجہانی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ مسیح ہیں اور ان میں مسیح کی روحانیت کا حلول ہوا ہے، لیکن ہم جب اس کے تمام تر رویے پر نظر کرتے ہیں جو مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں اختیار کیا تو ذہن بے ساختہ اس طرف جاتا ہے کہ موصوف میں مسیح کی کے بجائے یہودیوں کی روح کارفرما ہے، اور اس کی "مسیحی" تحریک کا مقصد اہل اسلام میں یہودی نظریات کی ترویج ہے، اسی اعتقادی اسرائیلیت کا کرشمہ ہے کہ وہ "اسرائیلی" کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے راقم الحروف نے لکھا تھا:

> "قادیانی تحریک کے بانی (مرزا آنجہانی) کا یہ دعویٰ کہ وہ نسلاً اسرائیلی ہے (ایک غلطی کا ازالہ)، درحقیقت اس امر کا برملا اظہار ہے کہ قادیانیت یہودیت ہی کی ایک ذیلی شاخ ہے۔"

یہودیت سے مرزا آنجہانی کے نسلی رشتہ کا صاحبزادہ مرزا طاہر احمد بھی انکار نہیں

کر سکے، مگر ان کا کہنا ہے کہ "فرزند اسرائیل" ہونے سے قبیلۂ یہودی ہونا لازم نہیں آتا، صاحبزادہ صاحب کا یہ سوال بجا نہیں ہے، مگر جس شخص نے خود تمام عمر یہودیانہ [illegible] اس پر یہ چاشنی بھی مستزاد ہے کہ مرزا صاحب نے اس کے یہودی ہونے اور ان کی نقالی [illegible] تحریف نے یہودیت کی شان ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

یہودی لطیفہ

مرزا قادیانی نے اس منطق سے بنی فاطمی رشتہ یہودیت سے جو ثابت کیا ہے وہ بھی بجائے خود ایک لطیفہ ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر کے حوالے سے کنز العمال ([illegible]) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: "سلمان منا اہل البیت" یعنی سلمان فارسی کا شمار ہمارے اہل بیت سے ہے۔ حضرت سلمان فارسی کا خاندانی قبیلہ نہیں تھا، ان کی دلجوئی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت انہیں اپنے گھرانے کا ایک فرد بنا لیا، یہ تھا حدیث کا منشا، مگر دیکھئے آپ کو "اسرائیلی" بنانے کے لئے مرزا قادیانی نے اس حدیث پر جو ہوائی قلعہ تعمیر کیا وہ یہ ہے:

> "یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ "سلمان منا اہل البیت علی مشرب الحسن" میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدر ہے (افسوس کہ مرزا قادیانی کے مقدر میں نہ نکلا۔ ان کے ہاتھ پر نہ اندرونی صلح ہوئی نہ بیرونی، [illegible] ناقل) یہ کہ دو صلحیں میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی اور دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو

اسی امر کی طرف جھکاؤ رکھتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان
آیا ہے اس سے بھی یہی مراد ہے ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی
پیش گوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی
فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں
درج ہے بنی فارس بھی اسرائیلی اور اہل بیت میں سے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات حاشیہ ج:٣ ص:٣٨٣، ٣٨٤ طبع ربوہ)

کنز العمال کی جس حدیث کا آنجہانی نے حوالہ دیا ہے وہ وہی ہے جو اوپر نقل کر چکا ہوں، اب دیکھئے کہ آنجہانی نے اپنا یہودی النسل ہونا ثابت کرنے کے لئے کیا کیا کرتب دکھائے؟

الف:... حدیث نبوی کی حضرت سلمان فارسیؓ سے نفی کر کے اسے اپنے حق میں فٹ کر لیا۔

ب:... حدیث میں "سلمان" ایک خاص شخص کا نام تھا، مگر آنجہانی نے اس کو وصف بنا کر "دو صلحیں" بنا لیا۔

ج:... پھر اپنے بنی فارس میں سے ہونے کا الہام گھڑا۔

د:... پھر بنو فارس کا رشتہ "اسرائیل" سے ثابت کرنے کے لئے حدیث کا من گھڑت حوالہ جڑ دیا۔

اتنی لمبی داستان تراشنے کے بعد آنجہانی نے اسرائیلی رشتہ کا سراغ پا لیا، "دیوانہ بکار خویش ہشیار"... مرزا آنجہانی پر ہمیں تعجب نہیں، حیرت ان دانشوروں کے طرز فہم پر ہے جو ان خرافات تحریف شدہ رشتوں پر ایمان کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان میں سے کوئی عقلمند یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ جسے امام بنایا جاتا ہے وہ سب کچھ کیا کر اس کی ذاتی سچائی پر آنکھیں بند کر کے ایمان لا رہے ہیں: بس طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھوائھم!

انکارِ عیسیٰ علیہ السلام:

راقم الحروف نے لکھا تھا:

> "یہودیت کی بنیاد انکارِ عیسیٰ علیہ السلام پر اٹھائی گئی ہے، اور قادیانیت بھی اس مسئلہ میں اس (یہودیت) سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی، اہلِ نظر واقف ہیں کہ قادیانی تحریک کے بانی کا دعویٰ ہی انکارِ عیسیٰ علیہ السلام پر مبنی ہے۔" (ربوہ کے ایک خط پر تبصرہ ص: ۲)

مرزا طاہر احمد صاحب کو میرے پہلے فقرہ پر یہ اعتراض ہے کہ یہودیت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے موجود تھی، اس کی بنیاد انکارِ عیسیٰ علیہ السلام پر کیسے ہوئی؟ جناب صاحبزادہ صاحب یہودیت کو دینِ موسوی کا مترادف سمجھ کر اعتراض فرما رہے ہیں، جب کہ میری مراد مروجہ یہودیت سے ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد رائج ہوئی، اور جس کا سب سے اہم ترین امتیازی نشان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار اور ان سے بغض و عداوت ہے، آج جب یہودیت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے یہی مروجہ یہودیت مراد ہوتی ہے نہ کہ دینِ موسوی، اس لئے صاحبزادہ کا یہ اعتراض ناسمجھی کا نتیجہ ہے۔

صاحبزادہ صاحب میرے دوسرے فقرے سے کہ "مرزا آنجہانی کا دعویٰ ہی انکارِ عیسیٰ علیہ السلام پر مبنی ہے" تلملا اٹھے ہیں اور برہم ہو کر فرماتے ہیں:

> "اللہ سے ڈریں! مولانا صاحب! اللہ سے ڈریں! اتنی بڑی غلط بیانی اور دل آزاری ہے۔" (ربوہ کے ایک خط پر تبصرہ ص: ۳۵)

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ کسی بدترین شخص کی طرف بھی کوئی غلط بات منسوب کروں، میں نے غلط بیانی نہیں کی بلکہ قادیانی عقائد کا آئینہ پیش کیا ہے۔ اب اگر صاحبزادہ صاحب حبشی کی طرح اپنی بدصورتی کا انتقام آئینے سے لینا شروع کر دیں تو اس کا کیا علاج ہے؟

اب سنئے! قرآن کریم، حدیثِ نبوی، اور سلف صالحین کے اجماع کے مطابق

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے دو دور ہیں۔ ایک ان کے رفع جسمانی سے پہلے کا، اور دوسرا قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے کے بعد کا۔ یہود نے دور اول میں ان کو فرضی مسیح کہا، اور مرزائیوں نے دور ثانی میں۔۔۔ مسیح کے انکار کے مرتکب دونوں ہوئے۔ وہ دور اول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسیح ہونے کے منکر، اور یہ دور ثانی میں۔ وہ منکر اول اور یہ منکر ثانی۔

قبل ازیں عرض کرچکا ہوں کہ مرزا قادیانی جب تک مسلمان تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کا قائل تھا، وہ اسے نہ صرف قرآن کریم سے ثابت کرتا تھا بلکہ اپنے الہامات سے بھی تائید لاتا تھا، مگر جب اس کے سر میں بروزی نبوت کا سودا سمایا اور شیطان نے اسے "انا جعلناک المسیح ابن مریم" (ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنا دیا۔) کا الہام کر کے مسیحیت کے دعویٰ کی پٹی پڑھائی تو ختم نبوت اور حیات عیسیٰ دونوں کا منکر ہو بیٹھا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کرنے کی صورت میں مرزا کا دعویٰ مسیحیت حرف غلط ثابت ہوتا تھا اس لئے ان کے حق میں فرضی مسیح کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ الغرض مرزائی مسیحیت کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے انکار پر قائم ہے اور یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے جس کے مرزا طاہر احمد صاحب خود بھی معترف ہیں، مگر مریدوں کو مطمئن کرنے کیلئے اسے دل آزار غلط بیانی کا نام دیتے ہیں:

"جو چاہے ترا حسن کرشمہ ساز کرے"

میں یہاں یہ بھی گزارش کر دینا چاہتا ہوں کہ جس تواتر سے ہمیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی تفصیلات ملی ہیں اور جس تواتر سے قرآن کریم اور رسول کی نبوت ہم تک پہنچی ہے، اسی تواتر سے ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی خبر بھی پہنچی ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

> "مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے، جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور

ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا، اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی، اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں.....“

”......پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیش گوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھیں بہ موضوعات داخل کر دیں۔“ (ازالہ اوہام ص:۵۵۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

الغرض جس تواتر سے ہمیں قرآن مجید پہنچا، نبوت محمدیہ پہنچی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دین اسلام کے دیگر اصول و عقائد پہنچے، اسی تواتر کے راستے سے حضرت عیسیٰ بن مریم کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی بھی ہم تک پہنچی، پس جو شخص اس کا منکر ہے اور نعوذ باللہ اسے مولویوں کی من گھڑت ٹھہراتا ہے، وہ درحقیقت دین اسلام کی ایک ایک بات کا منکر ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کا انکار درحقیقت اس تواتر کا انکار ہے جو دین کی اصل بنیاد ہے۔

قتل مسیح:

راقم الحروف نے لکھا تھا:

”یہودیت بڑی بلند آہنگی سے دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے مسیح بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا۔ اور قادیانی تحریک کے بانی کو بھی

اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے کہ میرا وجود ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لئے ہے۔" (ربوہ سے تل ابیب تک ص:۵)

یہاں صاحبزادہ صاحب بالکل ہی بے بس اور لاچار نظر آتے ہیں، ان کی بے بسی ملاحظہ فرمائیں:

> "اس بات کو پڑھ کر قارئین خود اندازہ فرماسکتے ہیں کہ مولانا کا ذہن کس قدر الجھا ہوا ہے..... مولانا نے تو ایک یہودی کا یہ دعویٰ کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کردیا اور حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ آپ نے قرآن کریم کی تیس آیات اور احادیث نبویہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پاجانا ثابت کردیا ہے، ایک ہی نوعیت کا جرم ہے اور دونوں پر قتل مسیح کا الزام عائد ہوگا۔" (ربوہ سے تل ابیب تک پر مختصر تبصرہ ص:۳۶)

صاحبزادہ طاہر احمد صاحب کی تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک نبی کو مارنے کا جو دعویٰ کیا ہے اس سے مراد ہے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنا۔ مگر موصوف کی یہ تاویل بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے کیونکہ مرزا آنجہانی کے اصل الفاظ یہ ہیں:

> "اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لئے، دوسرے شیطان کو مارنے کے لئے۔"
>
> (ملفوظات ج:۱۰ ص:۶۰ حاشیہ)

اوّل تو مارنے کے دعویٰ سے موت ثابت کرنا کسی زبان و محاورہ میں رائج نہیں، قادیان میں دنیا سے نرالی لغت ایجاد ہوئی ہو تو مرزا طاہر احمد کو خبر ہوگی۔

دوسرے مرزا آنجہانی نے اسی فقرہ میں ایک نبی کے ساتھ شیطان کو مارنے کا بھی دعویٰ کیا ہے، کیا اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ مرزا نے قرآن کریم اور احادیث کی رو سے شیطان کا طبعی موت سے وفات پاجانا ثابت کردیا؟

تیسرے ایک ہی فقرے میں ایک نبی اور شیطان کو مارنے کا دعویٰ کرنا اور اس کو

اپنے وجود کی اصل غرض سمجھا تھا، کیا پتا نہیں دیتا کہ مرزا کے نزدیک شیطان کی طرح نبی بھی قاتل مرد اور زانی ہے؟

چوتھے، یہود نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو مارا نہیں تھا، صرف مار دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی دعویٰ کی سعادت مرزا آنجہانی کے حصے میں آئی، دعویٰ ان کا بھی لفظی حد تک تھا اور مرزا کا بھی لفظی حد تک مارنے کا ہے۔ باقی یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قسمت ہے کہ وہ نہ یہود کے ہاتھوں سے مرے، نہ آنجہانی مرزا سے، بقول:

قتل اپنی نظر بہ شمشیر تو تقدیر نہ بود
ورنہ از خنجر بے رحم تو تقصیر نہ بود

پانچویں، حضرت مسیح زندہ تھے مگر یہود نے بے پر کی اڑا دی کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا، ان کی یہی گپ ہمیشہ ان کی ملعونیت کا سبب ٹھہری۔ یہی حال قادیانیت کو معلوم تھا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں، مگر انہوں نے یہ ہوائی اڑا دی کہ ہم نے مسیح کو مار دیا، واقعتاً مارا نہ یہود نے تھا، نہ قادیانی نے، البتہ مارنے کا دعویٰ انہوں نے بھی کیا اور انہوں نے بھی، پس ملعون وہ بھی ہوئے اور یہ بھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب اور مرزا آنجہانی:

راقم الحروف نے یہودیت سے قادیانیت کی ایک مشابہت یہ لکھی تھی:

"یہودیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کو صحیح النسب نہیں سمجھتی، اسی نوعیت کے خیالات کا اظہار قادیانیت کے بانی نے بھی کیا ہے (انجام آتھم وغیرہ)" (روزنامہ جنگ [illegible])

اس پر جناب صاحبزادہ صاحب کی نکتہ سنجی ملاحظہ ہو:

"مسیح ناصری [illegible] کرنے کا الزام تو [illegible] ہے کہ ہماری کتب میں کوئی چیز باقی نہیں، [illegible] چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) پر یہ افترائے عظیم ہے [illegible] بھی نہیں ہوتا [illegible] نعوذ باللہ

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو یہود کی طرح صحیح النسب قرار نہ دیتے تھے، اور بغیر صفحے کے حوالے کے کتاب "انجامِ آتھم" کی طرف آپ کا یہ عقیدہ منسوب کیا ہے۔ مولانا! آپ مسلمان کہلاتے ہیں، بلکہ مسلمانوں کے مذہبی رہنما بنتے ہیں، کیا آپ کو اتنا بھی علم نہیں کہ قول "زور" ایک گناہ کبیرہ ہے اور قیامت کے دن اس افترا پردازی پر مؤاخذہ ہوگا۔ اگر آپ سچے ہیں تو مہربانی کرکے وہ اقتباس شائع فرمادیجئے جس سے ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) حضرت مسیح کو صحیح النسب تسلیم نہیں کرتے۔"

(ربوہ سے تل ابیب تک پر تبصرہ ص:۳۶ تا ۳۷)

صاحبزادہ صاحب کی یہ سادگی مریدوں کو مطمئن کرنے کے لئے ہے، ورنہ انہیں بھی معلوم ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔ لیجئے حوالے پیشِ خدمت ہیں، پڑھئے اور خود انصاف کیجئے:

۱:... "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

۲:... "آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

> ۳:... "انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے، لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"
>
> (دافع البلاء ٹائٹل پیج حاشیہ ص:۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۲۰)

ان عبارات میں صراحت کے ساتھ تین باتیں کہی گئی ہیں:

اول:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زناکاروں کے خون سے وجود پذیر ہوئے۔

دوم:... اسی جدی مناسبت کی بنا پر آپ کو کنجریوں سے میلان اور مصاحبت تھی۔

سوم:... اور آپ کی شراب نوشی اور زنان بازاری سے محبت و اختلاط ہی کی بنا پر قرآن نے آپ کو حصور (پاک دامن) کہنے سے گریز کیا۔

مرزا طاہر احمد صاحب! کسی کے نسب میں کیڑے ڈالنے کے لئے اس سے زیادہ فحش اور بازاری زبان ہوسکتی ہے؟

ایک اور طرز سے:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

> ۱:... "اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا، بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں

کے بیٹے ہیں، نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔" (کشتی نوح ص:۱۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۸)

۲:... "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔" (حاشیہ عبارت بالا)

۳:... "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔" (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۳، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۵۴)

۴:... "اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا، گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا، اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا، اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی، یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے، نہ قابل اعتراض۔" (کشتی نوح ص:۱۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۸)

۵:... "مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور "تارکہ" رہے گی، نکاح نہ کرے گی، اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ ہیکل کی خدمت کروں گی، باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخوں میں جو یہودی مصنفوں نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر بھی اگر دیکھا جائے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح

> کرے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ اب طرح تجھے نکاح
> کرنا ہوگا اب اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر اعتراض واقع
> ہوتے ہیں۔" (الحکم مؤرخہ ۲۴؍ اپریل ۱۹۰۲ء، ج:۶، ص:۶، نمبر:۱۵)

ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح کا باپ یوسف نجار تھا، اور مریم کے مشکوک حمل پر پردہ ڈالنے کے لئے بزرگانِ قوم نے یوسف و مریم کو نکاح پر مجبور کیا۔

واضح رہے کہ یوسف و مریم کے نکاح کا افسانہ محض یہودی گپ ہے، جو عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو مشکوک کرنے کے لئے اڑائی گئی، کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں، نہ قرآن و حدیث میں اس کی طرف کہیں ادنیٰ اشارہ کیا گیا ہے، مگر مرزا کی یہودی ذہنیت نے اس یہودی گپ کی بنیاد پر حضرت مسیح کو نہ صرف یوسف نجار کا بیٹا بنادیا، بلکہ آپ کے چھ حقیقی بہن بھائیوں کا افسانہ بھی تراش لیا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا کو قرآن کریم پر ایمان نہیں، بلکہ یہودی مصنفوں کی خرافات پر ایمان ہے، اور انہی کی لے میں لے ملا کر کہا جارہا ہے کہ: "اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر دیکھو کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب پر) کس قدر اعتراض واقع ہوتے ہیں۔"

مرزا آنجہانی اور معجزاتِ مسیح:

مرزا آنجہانی کو دعویٰ تھا کہ اسے نعوذ باللہ ہر بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فوقیت حاصل ہے، فضیلت کے لحاظ سے بھی، منصب و مرتبہ کے لحاظ سے بھی اور معجزات میں بھی، چنانچہ لکھتا ہے:

> ۱:... "اور میں مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی
> زیادت نہیں دیکھتا، یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ
> پر بھی ہوا، اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں
> یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں، بلکہ ان

سے زیادہ ہو۔" (چشمۂ مسیحی ص:۲۳، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۳۵۴)

۲:... "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔" (دافع البلاء ص:۲۰، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

۳:... "خدا نے اس اُمت پر مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام (کون سا کام؟ انگریزوں کی غلامی، قرآن کی تحریف، انبیاء کی توہین، اُمتِ مسلمہ کی تکفیر؟ ناقل) جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲)

۴:... "اس پر کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں، کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے، اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۷)

۵:... "پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۹)

مرزا آنجہانی کی ان لاف و گزاف و تعلّی آمیز عبارتوں پر کسی نے مرزائی سے

پوچھ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو عظیم معجزے دکھایا کرتے تھے، مثلاً مردوں کو زندہ کرتے تھے، مٹی سے پرندوں کی شکل بنا کر ان میں پھونک مارتے تھے وہ سچ مچ کے پرندے بن کر اڑ جاتے تھے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں پر ہاتھ مبارک پھیرتے تھے تو وہ شفایاب ہوجاتے تھے۔ (المائدہ:۱۱۰)

جب کہ تم مسیحائی کے دعوے میں سچے ہو تو تم بھی ایک آدھ پرندہ بنا کر دکھاؤ، کسی بیمار کو اچھا اور کسی مردہ کو زندہ کرکے دکھاؤ۔ یہ سوال خود مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں بایں الفاظ نقل کیا ہے:

> ”بعض لوگ (بعض لوگ نہیں بلکہ کل امت اسلامیہ کا یہی عقیدہ ہے۔ ناقل) موحدین کے فرقہ میں سے بنا بر آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم انواع و اقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کردیا کرتے تھے، چنانچہ اسی بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا گیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کرکے دکھلائیے۔“

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۲۹۵، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۵۱)

مگر یہاں تو مسیح ہونے کا دعویٰ خالی ڈھول کی آواز تھی، یہاں زبانی جمع خرچ اور تعلّی و لفاظی کے سوا کیا رکھا تھا؟ اس لئے خود تو کیا معجزے دکھاتے، الٹا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کردیا:

خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے:

مرزا قادیانی کے دعویٰ میں ایک رتی بھر صداقت ہوتی تو وہ اس چیلنج کو قبول کرتے، اور حضرت مسیح علیہ السلام کے وہ معجزات، جن کو قرآن کریم نے ”آیات بینات“ کہا ہے، دکھا کر لوگوں کو مطمئن کردیتے اور اگر وہ معجزات دکھانے سے عاجز تھے تو انسانی شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ اپنی بے بسی کا اعتراف کرکے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے۔ مگر

یہاں یہ صداقت بھی [illegible] ہے کہ قادیانی نے یہودیوں کی تقلید میں ایک پیرایہ اختیار کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کو عمل الترب اور مسمریزم کا کرشمہ بتایا، اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے:

۱:… ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص:۶، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۰)

۲:… ”آپ کی بدقسمتی (صاحبزادہ صاحب! کیا نبی بھی بدقسمت ہوتا ہے؟ اور کیا اس بدقسمتی میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کچھ حصہ ملا یا نہیں؟ ناقل) سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کردیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

۳:… ”ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔“ (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۵، ۲۵۶)

۴:… ”اور یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب

(مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۸، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۵۷)

۵:... "بہرحال مسیح کی یہ تربی (مسمریزم کی) کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل (مسمریزم) ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو بھی مسمریزم میں خاصی مشق حاصل تھی۔ ناقل) (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۹، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۵۷، ۲۵۸)

۶:... "اور حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔" (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۱۰، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۵۸)

۷:... "حضرت مسیح کے عمل الترب (مسمریزم) سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی (مردوں کو زندہ کرنے کی یہی تاویل یہودی کرتے تھے۔ ناقل) جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ میں مر جاتے تھے۔" (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۱۱، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۸)

۸:... "اور یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا "عمل الترب" نام رکھا، جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے

مجھے یہ الہامی نام ہے۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۱۲۲، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۵۹)

۹:... "حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے... ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی، بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور جھوٹی (کیوں صاحبزادہ صاحب! ظلی، مجازی، اور جھوٹی، یہ تینوں لفظ ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں؟ ناقل) حیات جو عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پیدا ہوسکتی ہے ایک جھوٹی جھلک کی طرح ان میں نمودار ہوجاتی تھی۔" (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۱۸، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۶۱، ۲۶۲)

۱۰:... "مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے، مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔" (خدا نے کہیں ایسا نہیں فرمایا، مرزا کا سفید جھوٹ ہے۔ ناقل)

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۱۱، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۶۳)

۱۱:... "مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظاہر عجائبات تھا، جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہوجاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۲۲، روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۶۳)

۱۲:... "غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ

خیال ہے (جو قرآن کریم نے بیان فرمایا...ناقل) کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا، نہیں! بلکہ صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۲۲ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۶۳)

۲:... "یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۲۲ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۶۳)

۳:... "بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا، اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۲۲ مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ ج:۳ ص:۲۶۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا قادیانی نے جس پراگندہ ذہنی کا مظاہرہ کیا ہے وہ خالص یہودیانہ تکنیک ہے، ایک یہودی ہی یہ جسارت کرسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عظیم الشان معجزوں کو مکر و فریب، مسمریزم، کھیل تماشہ کہہ کر بے رونق، بے قدر، مکروہ اور قابل نفرت ٹھہرائے۔ اسی بنا پر میں نے یہودیت اور قادیانیت کے درمیان ایک مشابہت یہ لکھی تھی کہ:

"یہودیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو لہو ولعب یا مسمریزم قرار دیتی ہے، ٹھیک یہی موقف قادیانیت بھی پیش کرتی ہے۔" (ربوہ سے تل ابیب تک ص:۵۰)

مرزا طاہر احمد صاحب نے میرے اس فقرہ کو جھوٹ اور بہتان قرار دیا ہے۔ اور قارئین کرام مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اقتباسات پڑھ کر خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ جھوٹ اور بہتان سے میں نے کام لیا ہے یا کس ذات کے چشمے، خود مرزا طاہر احمد صاحب کے گھر سے ابل رہے ہیں؟

حضرت مسیح اور صلیب:

اسلام اور یہودیت کے درمیان جن جن مسائل میں نزاع ہے ان میں سے ایک یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دار پر کھینچا اور پولوس نے جو واقعۃً یہودی تھا، مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کو بگاڑنے کے لئے اس نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، یہود کا یہ دعویٰ نہ صرف تسلیم کرلیا بلکہ اس پر صلیب کے تقدس اور کفارہ کا عقیدہ بھی ایجاد کیا، مگر قرآن کریم یہود کے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا، بلکہ ایک بے بنیاد افسانہ قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کرتا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: "وما صلبوہ ولٰکن شُبّہ لھم" (اور وہ نہ حضرت مسیح کو قتل کرسکے، نہ آپ کو سولی دے سکے، بلکہ ان کو دھوکا ہوا) قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں تمام امت اسلامیہ کا قطعی عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام گرفتار نہیں ہوئے، نہ انہیں سولی پر لٹکایا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ قرآن کریم کے اس صاف صاف اعلان کے بعد کسی مسلمان کو کبھی یہ جرأت نہیں ہوئی، نہ ہوسکتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دیئے جانے کے یہودی افسانہ کو ایک لمحے کے لئے بھی تسلیم کرے، مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے متعدد نظریات چونکہ یہودیت کا چربہ ہیں اس لئے اس نے قرآن کریم کی تصریح اور ملت اسلامیہ کے عقیدہ کو پشت انداز کرکے یہودی افسانہ کو اپنا دین و ایمان قرار دیا، اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب کشی کا وہ ذلت آمیز نقشہ کھینچا جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھتا ہے:

> "... پھر بعد اس کے مسیح ان (یہودیوں) کے حوالہ کیا گیا اور اس کے تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا، آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو

چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھایا۔"

(ازالہ اوہام ص:۳۸۰، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۹۵، ۲۹۶)

۲:... "مسیح پر جو یہ مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضا میں ٹھوکی گئیں، جن سے وہ غشی کی حالت میں ہوگیا، یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہیں تھی۔"

(ازالہ اوہام ص:۳۹۲، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۰۳)

۳:... "چونکہ مسیح ایک انسان تھا اور اس نے دیکھا کہ تمام سامان میرے مرنے کے موجود ہوگئے ہیں، لہٰذا اس نے بر رعایت اسباب گمان کیا کہ شاید آج میں مرجاؤں گا، سو باعث بہت تنگی حالی حالت موجودہ کو دیکھ کر ضعفِ بشریت اس پر غالب ہوگیا تھا۔ تبھی اس نے دل برداشتہ ہوکر کہا: ایلی ایلی لما سبقتنی، یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور کیوں اس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو تو نے پہلے سے کر رکھا تھا۔"

(ازالہ اوہام ص:۳۹۳، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۰۳، ۳۰۴)

مرزا آنجہانی کی یہ ایمان سوز تحریر یہودیت کی پس خوردہ ہے، ورنہ جیسا کہ ابھی عرض کرچکا ہوں امتِ اسلامیہ میں سے ایک فرد بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی اس ذلت آمیز گرفتاری اور صلیب کشی کا قائل نہیں۔ مرزا آنجہانی کی اسی یہودیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا کہ: "یہودی دعویٰ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی۔ قادیانیت یہودیوں کی تقلید میں اس قصے کو من و عن تسلیم کرتے ہوئے صرف اتنی ترمیم کرتی ہے کہ وہ صلیب پر مرے نہیں تھے، بلکہ انہیں نیم مردہ حالت میں اتار لیا گیا تھا۔" مرزا طاہر احمد صاحب نے میرے اس فقرہ کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے:

"اصل بحث تو تھا ہی یہی کہ یہودی، حضرت مسیح کو صلیبی موت دینے میں کامیاب ہوئے کہ نہیں۔ اس بنیادی تنازع میں

> "احمدیت اور یہودیت کے عقائد میں قطبین کا فرق ہے۔ مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے کی تاریخی اور ثابت شدہ حقیقت میں اتفاق کو ایک قابل اعتراض مماثلت کے طور پر پیش کرنا لغویت کی انتہا ہے۔"
>
> (روزنامہ جنگ لندن پرچہ ستمبر ۱۹۸۸ء ص: ۳)

مرزا طاہر احمد صاحب، حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے کو تاریخی اور ثابت شدہ حقیقت کہہ کر گویا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ راقم الحروف نے جو کچھ لکھا ہے، وہ ان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں، کیونکہ بقول ان کے حضرت مسیح علیہ السلام کا یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا، گالیاں کھانا، ان کو تازیانے لگایا جانا، کانٹوں کا تاج پہنایا جانا، ان کے منہ پر تھوکا جانا، انہیں صلیب پر چڑھایا جانا، ان کے جسم میں کیلیں ٹھونکا جانا، ان کا ایلی ایلی پکارنا... ان پر غشی طاری ہوجانا اور بالآخر مجازی طور پر ان کا صلیب پر مرجانا، یہ سب کچھ ایک "ثابت شدہ تاریخی حقیقت" ہے اور یہ جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی اس درجہ ذلت و رسوائی کے قائل ہیں ان پر اعتراض کرنا، صاحبزادہ صاحب کے نزدیک "لغویت کی انتہا ہے۔"

یہودی افسانوں کو (جن کی قرآن کریم واضح طور پر تردید کرچکا ہے) "ثابت شدہ تاریخی حقیقت" کہنے پر میں مرزا طاہر احمد صاحب کو معذور سمجھتا ہوں، کیونکہ ان کے گھر جب نبی سازی کی جعلی ٹکسال موجود ہے تو تاریخ سازی کی ٹکسال کا ہونا کچھ تعجب خیز نہیں، اس لئے وہ جس بے بنیاد افسانے کو جب چاہیں "تاریخی حقیقت" بناسکتے ہیں۔ مگر میں ان سے گزارش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ان کی اس مزعومہ تاریخی حقیقت کا وجود نہاں خانہ مرزائیت کے سوا کہیں نہیں، اس کا نہ قرآن و حدیث میں ذکر ہے، نہ کسی اسلامی تاریخ میں۔ مرزا آنجہانی کا یہ تخیلاتی کرشمہ ہے کہ اس نے یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا ایک ایسا ملغوبہ تیار کرنے کی سعی مذموم کی جسے قرآن کریم اور ملت اسلامیہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آیئے دیکھیں کہ اس بحث میں مرزا آنجہانی کو قرآن مجید سے کن کن نکات میں اختلاف ہے، اور قرآن کریم، آنجہانی کی خود تراشیدہ "تاریخی کہانی"

کی کس طرح تردید کرتا ہے۔

۱:... مرزا قادیانی کا عقیدہ یہ ہے، یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے۔ اس کے برعکس قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انعامات خداوندی شمار کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے: ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ (اور یاد کر جب میں نے بند کئے رکھا بنی اسرائیل کو تجھ سے۔) یعنی یہود حضرت مسیح کو گرفتار نہیں کر سکے، اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کے قریب تک پھٹکنے نہیں دیا۔

۲:... مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر صلیب دینے کا جو منصوبہ بنا رہے تھے اس میں وہ کامیاب ہوئے۔ مگر قرآن کریم اس مرزائی دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے تصریح کرتا ہے کہ یہود کے تمام منصوبے خاک میں ملا دئیے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت و عزت کے متعلق خدائی تدبیر کامیاب ہوئی۔ ”ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔“

۳:... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہود کے ناپاک ہاتھوں نے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدس چہرہ پر طمانچے رسید کئے۔ مگر قرآن کریم اعلان کرتا ہے کہ یہ معاملہ بے سود ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے قبضہ میں لے لیا، انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور کافروں کے نجس ہاتھوں سے انہیں پاک کر دیا: ”اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا۔“

۴:... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہود کے ہاتھوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تذلیل مقصود تھی، انہیں گالیاں دی گئیں، ان کے منہ پر تھوکا گیا، انہیں کانٹوں کا تاج پہنایا گیا، ان کے مقدس جسم کو چھیدا گیا۔ مگر قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں بڑے وجاہت تھے اور مقرب بارگاہ خداوندی تھے، ناممکن تھا کہ یہودیوں کی جانب سے حضرت مسیح کی وجاہت کے خلاف کوئی حرکت سرزد ہو پاتی: ”وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین۔“

۵:... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ انہیں دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھایا گیا۔ مگر قرآن کریم اعلان کرتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں تھی جو انہیں صلیب پر چڑھا سکے:

"وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" اس لئے مسیح کو صلیب دیئے جانے کا افسانہ محض جھوٹ ہے۔

۶:... مرزا آنجہانی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی دست درازیوں سے بچانے کا وعدہ کیا، مگر یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس لئے خدا کی وعدہ خلافی کی شکایت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر کرنی پڑی۔

"یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں
چھوڑ دیا اور کیوں اس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو تو نے پہلے سے کر رکھا تھا۔"

(ازالہ اوہام ص:۳۹۴، روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۰۳، ۳۰۴)

مگر قرآن کریم اس مرزائی افترا کی تردید کرتا ہے کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ ٹھیک ٹھیک پورا کیا اور اسی وعدے کے مطابق بحفاظت تمام ان کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا: "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ"۔

۷:... مرزا آنجہانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیار غربت میں مر گئے۔ قرآن کریم اس مرزائی افسانے کی تردید کرتا ہے کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں، ابھی دنیا میں ان کی دوبارہ آمد مقدر ہے اور ان کی تشریف آوری قیامت کا نشان ہے، اس لئے اے مسلمانو! ان قادیانی خرافات کی وجہ سے شک و شبہ میں مت پڑو: "وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا"۔

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ ان کی وفات اس وقت ہوگی جب کہ ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لا چکے ہوں گے، اور ایک شخص بھی کفر کا مرتکب نہیں رہے گا۔ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" صاحبزادہ صاحب! یہ ہے وہ "تاریخی حقیقت" جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم پیش کرتا ہے، اور اسی حقیقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام امت اسلامیہ "ثابت شدہ" تسلیم کرتی آئی ہے۔

حافظ ابن کثیر نے بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ "تاریخی

حقیقت“ ان الفاظ میں نقل کی ہے:

”لما أراد الله أن يرفع عيسى الى السماء خرج الى أصحابه وفي البيت اثنا عشر رجلًا من الحواريين فخرج عليهم من عين في البيت ورأسه يقطر ماءً، فقال انّ منكم من يكفر بي اثنتي عشرة مرّة بعد أن آمن بي، ثم قال: أيكم يلقى عليه شبهي فيقتل مكاني ويكون معي في درجتي (وفي رواية: ويكون رفيقي في الجنة) فقام شابّ من أحدثهم سنًا، فقال له: اجلس. ثم أعاد عليهم، فقام الشاب، فقال: اجلس. ثم أعاد فقام الشابّ، فقال: أنا، فقال: أنت ذاك. فألقي عليه شبه عيسى، ورفع عيسى من روزنة في البيت الى السماء، وجاء الطلب من اليهود، فأخذوا الشبه، فقتلوه ثم صلبوه۔“

ترجمہ:... ”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (اپنے حتمی وعدے کے مطابق) آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ کیا تو آپ اپنے شاگردوں کے پاس تشریف لائے، مکان میں بارہ حواری تھے، پس آپ ایک چشمے سے، جو مکان میں تھا، غسل کرکے اس حالت میں ان کے پاس آئے کہ آپ کے سرِ مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، (حدیث میں آتا ہے کہ جب قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت بھی یہی کیفیت ہوگی۔ مشکوٰۃ ص:۴۸۳) پس آپ نے فرمایا: تم میں سے بعض مجھ پر ایمان لانے کے بعد میرے ساتھ بارہ مرتبہ کفر کریں گے۔ پھر فرمایا: تم میں سے کون (پسند کرتا) ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے، پس اسے میرے بجائے قتل کردیا جائے اور وہ جنت میں

> میرا رفیق ہو؟ یہ سن کر ان میں سب سے کم عمر نوجوان کھڑا ہوا، آپ نے اس سے فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر آپ نے دوبارہ یہی بات دہرائی تو وہی نوجوان پھر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ تیسری بار پھر فرمایا۔ اب کے بھی اسی نوجوان نے سبقت کی، آپ نے فرمایا: "ہاں تم ہی وہ شخص ہو۔" پس اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ اور یہودیوں کی ایک جماعت تلاش کرتی ہوئی آئی، انہوں نے اس نوجوان کو جس پر حضرت عیسیٰ کی شباہت ڈالی گئی تھی پکڑ کر قتل کر دیا۔"

یہ تو ہے مسلمانوں کی مسلمہ تاریخی حقیقت ــــــ کیا اس کے مقابلے میں مرزا طاہر احمد صاحب اس مضمون کی کوئی آیت، کوئی حدیث، کسی صحابیؓ یا تابعیؒ کا ارشاد، کسی فقیہ و محدث کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا گیا، ان سے رسوا کن سلوک کیا گیا، ان کو سولی پر لٹکایا گیا اور بالآخر یہودیوں نے یہ سمجھ کر کہ اب یہ مر چکا ہے ان کو صلیب پر سے اتار کر دفن کر دیا۔ اگر مرزا طاہر احمد صاحب اس مزعومہ "تاریخی حقیقت" کو اسلامی لٹریچر سے ثابت کر دیتے تو ان کا اپنے دادا کی قبر پر بے حد احسان ہوتا، لیکن جب وہ یہ ثابت نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکتے ہیں تو انہیں اس یہودی مرزائی افسانہ کو "تاریخی حقیقت" کہتے ہوئے کچھ تو شرمانا چاہئے تھا۔

قادیانیت کی اسلام دشمنی:

میں نے لکھا تھا کہ یہود کی طرح قادیانیت بھی اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے، اس کے ثبوت میں "الفضل" ۳ جنوری ۱۹۵۲ء کا حوالہ بایں الفاظ دیا تھا:

> "ہم فتح یاب ہوں گے، اور تم ضرور مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس دن تمہارا حشر بھی وہی ہو گا جو فتح مکہ

کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا تھا۔"

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو شکایت ہے کہ میں نے بقول ان کے دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ "الفضل" کا "اصل اقتباس" نقل نہیں کیا، صرف اس کا خلاصہ نقل کردیا۔ اس کے بعد انہوں نے قارئین کی توجہ کے لئے "اصل اقتباس" نقل کردیا ہے، جو حسب ذیل ہے:

> "یہ محض اکثریت میں ہونے کا نتیجہ ہے کہ ایسی باتیں کر رہے ہو، لیکن غور کرو کیا ابوجہل کی بھی یہی دلیل نہ تھی کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ملک کی ننانوے فیصد آبادی کے خیالات کے خلاف کوئی بات کہے۔ آخر آج جو دلیل تم دیتے ہو کیا وہی دلائل ابوجہل نہیں دیا کرتا تھا؟ "تمہارے کہنے پر بے شک حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے، قید کرسکتی ہے، مار سکتی ہے، لیکن میرے عقیدہ کو وہ بدل نہیں سکتی کہ میرا عقیدہ سچے والا عقیدہ ہے، وہ یقیناً ایک دن جیتے گا۔ (جی ہاں! نوے سال سے جیت ہی رہا ہے، اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں بالکل ہی جیت گیا، قادیانیوں کی اصطلاح میں ذلت اور رسوائی کا نام ہی جیت ہے، اور یہ ان کا ازلی مقدر ہے.... ناقل) تب ایسے تکبر کرنے والے لوگ پشیماں ہونے کی حالت میں آئیں گے اور ان سے کہا جائے گا، بتاؤ تمہارا فتویٰ اب تم پر عائد کیا جائے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور اکثریت کا گھمنڈ کرنے والے لوگ آپؐ کے سامنے پیش ہوئے تو آپؐ نے انہیں فرمایا: اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ آپ کا مقصد کہنے سے یہی تھا کہ وہ بھی اکثریت کے زعم میں جو کہا کرتے تھے وہ انہیں یاد دلایا جائے۔"

صاحبزادہ صاحب کا نقل کردہ "اصل اقتباس" اور میرا پیش کردہ خلاصہ دونوں

قارئین کے سامنے ہیں، وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان طویل اقتباسات میں جو کچھ کہا گیا ہے، کیا میں نے دو جملوں میں اسی مضمون کو بلاکم و کاست نقل نہیں کر دیا؟ یعنی قادیانیت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کو کفار مکہ کی حیثیت دینا، قادیانیت کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کامیاب ہونا اور مسلمانوں کا کفار مکہ کی طرح قادیانی دربار میں مجرموں کی طرح پیش ہونا۔ یہی نتیجہ میں نے اپنے رسالہ میں اخذ کیا تھا کہ:

> ''جس گروہ کے نزدیک تمام عالم اسلام ''ابوجہل اور اس کی پارٹی'' کی حیثیت رکھتا ہو، اور وہ اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ کا بروز'' قرار دیتا ہو، اس کی عداوت مسلمانوں کے ایک ایک فرد سے کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے غیر معمولی فہم و ذکاوت کی ضرورت نہیں۔''
> (ربوہ سے تل ابیب تک ص:۵)

لطف یہ کہ یہی نتیجہ خود مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے نقل کردہ طویل اقتباس سے اخذ کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''جماعت احمدیہ کی مثال حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی اس حالت سے دی گئی ہے، جب کہ آپ کمزور تھے اور دشمن بھاری اکثریت میں تھے، اس کے باوجود چونکہ مسلمانوں کا عقیدہ جیتنے والا عقیدہ تھا (اسے کہتے ہیں: ''حق بر زبان شود جاری'' صاحبزادہ صاحب! اطمینان رکھئے اب بھی ان شاء اللہ مسلمانوں کا عقیدہ ہی جیتنے والا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اسلام کے مقابلہ میں قادیانیت کے بے بنیاد عقائد کو ان شاء اللہ شکست پر شکست ہی ہوگی۔ ناقل) اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قلت کو کثرت میں بدل دیا اور آپ کے نظریہ کو ہی مخالفین پر غالب کر دیا۔''
> (ربوہ سے تل ابیب تک پر تبصرہ ص:۳۰)

قادیانی لیڈر خود کو محمد رسول اللہ بنا کر، دنیا بھر کے مسلمانوں کو ''کفار مکہ''

ٹھہرائیں، اور انہیں قادیانی شہنشاہیت کے دربارِ معلّی میں پابجولاں پیش ہونے کی دھمکی دیں یہ تو ''بدزبانی'' نہیں، اور اگر مسلمان اس گیدڑ بھبکی پر ذرا بھی شکایت کریں تو یہ صاحبزادہ صاحب کے نزدیک ''بدزبانی'' ہے۔ چہ خوب! خرد کا نام جنون اور جنون کا خرد رکھنے کی کیسی اچھی مثال ہے؟

قادیانی رحم و بخشش:

جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے اس بحث کے ضمن میں یہ لطیفہ نکتہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ''لا تثریب علیکم الیوم'' کہہ کر بخشش عام کا اعلان فرمادیا تھا، اسی طرح قادیانیوں کو جب ''فتح مکہ'' نصیب ہوگی تو وہ بھی اس سنتِ نبوی کا مظاہرہ کریں گے، وہ لکھتے ہیں:

> ''جب احمدی اپنے لئے ''فتح مکہ'' کی مثال اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اختیار کرتے ہیں تو اس سے اپنے دشمنوں کے لئے ان کی ہمدردی ثابت ہوتی ہے نہ کہ عداوت، عفو ثابت ہوتا ہے نہ کہ انتقام، محبت ثابت ہوتی ہے نہ کہ نفرت۔''
>
> (ربوہ سے تل ابیب تک پر مختصر تبصرہ ص:۴۴)

میں جناب صاحبزادہ صاحب کا ممنون ہوں کہ وہ تمام عالمِ اسلام کو کفارِ مکہ کہہ کر بھی ان سے عداوت و نفرت اور انتقام کے بجائے محبت و ہمدردی اور عفو و درگزر کی پیش کش کرتے ہیں، مگر مجھے افسوس ہے کہ قادیانیت کی تاریخ ان کے اس دعویٰ کو جھٹلاتی ہے۔ آج تک قادیانیت کا کردار یہ رہا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے حق میں سراپا انتقام، سراپا نفرت اور سراپا عداوت رہی ہے۔ قادیانی ذہنیت، مرزا محمود احمد صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ سے عریاں ہوکر سامنے آجاتی ہے:

> ''اب زمانہ بدل گیا ہے، دیکھو! پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا (میں اوپر بتا چکا ہوں کہ مسیح علیہ السلام

> کو صلیب پر لٹکایا جانا یہودی قادیانی گپ ہے۔ ناقل) تم اب مجھ (یعنی مرزا آنجہانی) اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارو۔"
>
> (الفضل ۱٦ اگست ۱۹۴۲ء)

دوسری جگہ اپنے مریدوں کو "رحم و کرم" پر اکساتے ہوئے مرزا محمود صاحب انہیں بایں الفاظ غیرت دلاتے ہیں:

> "اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہے کہ "دشمن کو سزا" دینی چاہئے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو...... اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں "مارنے کی طاقت" ہے تو میں اسے کیوں نہ کہوں کہ اے بے شرم! تو آگے کیوں نہیں جاتا اور اس حد کو کیوں توڑ نہیں دیتا۔"
>
> (الفضل ص ۱۰، مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

یہ ہے مرزا طاہر احمد اور ان کے باپ دادا کا جذبۂ عفو و درگزر۔ وہ تو خیر ہوئی کہ "خدا گنجے کو ناخن نہ دے" کے مطابق قادیانی لیڈروں کو کبھی لیلائے اقتدار سے ہم آغوشی نصیب نہ ہوئی بلکہ یہودیوں کی طرح ہمیشہ محکوم و مجبور، مطرود و مقہور اور ذلیل و رسوا ہی رہا کئے ورنہ خدا جانے دشمن کو کس کس طرح کی سزائیں دی جاتیں اور مخالفین کو کس کس طرح موت کے گھاٹ اتارا جاتا۔ تاہم مرزائی خاندان کو اپنی جماعت میں جو اقتدار حاصل رہا اس کے نشہ میں بدمست ہو کر اپنے مخلص ساتھیوں کو جس ظلم و ستم اور بہیمیت و بربریت کا نشانہ انہوں نے بنایا اس سے شمر و ہامان کی روح بھی کانپ اٹھی ہوگی۔ مثلاً:

✱ :... "فخر الدین ملتانی کو دن دہاڑے بھرے بازار میں قتل کیا گیا اور قادیان کی "شریف بستی" میں ایک شخص بھی اس کے قتل کی شہادت دینے کے لئے آگے نہ بڑھا۔ یہ وہی فخر الدین ہے جس نے سالہا سال اپنے خون پسینہ سے قادیانیت کے شجرۂ خبیثہ کی آبیاری کی تھی اور مرتے وقت بھی قادیانیت پر مرنے کا اعلان کر رہا تھا۔ اسے ناحق درندگی کا نشانہ محض اس لئے بنایا گیا کہ اسے بدقسمتی سے قادیان کے شاہی خاندان کے راز پائے

دروں پر پہرہ کا حکم ہو گیا تھا۔''

✹ ...'' اسی نوعیت کا سلوک محمد امین پٹھان سے کیا گیا، اور اس کے قاتل کو پھانسی کی سزا ہوئی تو قومی ہیرو کی حیثیت سے اس کی لاش کا اعزاز و اکرام کیا گیا۔''

✹ ...'' مولوی عبدالکریم مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، جس کے نتیجہ میں ان کا رفیق محمد حسین ہلاک ہوا۔''

✹ ...'' مولوی عبدالکریم کا مکان جلایا اور ڈھایا گیا، مباہلہ مرحوم کو قادیان بدر ہونے پر مجبور کیا گیا۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے اپنے بیان کی صداقت میں قادیانی خلیفہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی۔''

✹ ...'' فخر الدین ملتانی، عبدالرحمن مصری، عبدالکریم مباہلہ، عبدالمنان عمر اور دیگر بے شمار افراد کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا، کیونکہ اپنی دست درازیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے خلافت قادیان نے ان پر ''منافق'' کا فتویٰ صادر کیا تھا۔''

✹ ...'' مرزا آنجہانی کے مخلص رفیق مستری محمد علی کی بیوی پر بدسلوکی کا الزام لگایا گیا۔''

✹ ...'' عبدالستار مصری کی بیوی کو اسپرین کی جگہ زہریلی گولیاں کھلائی گئیں۔''

✹ ...'' لاہوری جماعت کو دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس میں پڑے ہوئے چھلکے کا لقب دیا گیا۔''

میں نے صاحبزادہ طاہر احمد صاحب کی چشم عبرت کے لئے چند اشارے کئے ہیں جن کے عینی شاہد آج بھی زندہ ہیں، ورنہ مرزا طاہر احمد صاحب کے خاندان کے رحم و کرم اور عفو و درگزر کی اتنی طویل داستان ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس کے لئے ایک ضخیم دفتر بھی ناکافی ہے۔

مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کے مندرجہ ذیل الفاظ قادیانی ''مظالم'' پر جامع تبصرہ کی حیثیت رکھتے ہیں:

> ''مرزا کی طاقت اتنی بڑھ گئی تھی کہ کوئی سامنے آکر بولنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا

واقعہ بھی ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے نکالنے کے بعد اس کا مکان جلا دیا گیا۔ قادیانی میونسپل کمیٹی سے حکم حاصل کر کے غیر قانونی طریقے سے اسے گرانے کی کوشش بھی کی گئی۔ یہ افسوسناک واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ قادیان میں طوائف الملوکی (ریاست در ریاست) تھی، جس میں آتش زنی اور قتل تک ہوتے تھے۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات کی گئیں، لیکن کوئی انسداد نہ ہوا... قادیان میں ظلم و جور جاری ہونے کے متعلق غیر مشتبہ الزام عائد کئے گئے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف مطلق توجہ نہ دی گئی۔... مرزا نے مسلمانوں کو کافر، سور اور ان کی عورتوں کو کتیوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو مشتعل کر دیا تھا۔"

صاحبزادہ صاحب! "لا تثریب علیکم الیوم" کہہ کر عفو و درگزر کا اعلان کرنا سنت یوسفی ہے، جھوٹے نبی کے چیلوں اور قادیان کے مدعی کاذب کا کام نہیں، بقول سعدی:

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

قادیانیت کا روحانی چارج:

میں نے عرض کیا تھا کہ یہودی بھی ساری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھتے ہیں اور قادیانی بھی۔ قادیانیوں کی حکمرانی کے لئے بے تابی پر میں نے چار حوالے پیش کئے تھے۔ اول مرزا بشیر الدین کا یہ اعلان کہ:

> "ہمیں نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے، ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے۔"
>
> (الفضل ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص: ۱۳۲ طبع پنجم)

صاحبزادہ صاحب اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد ظاہری تخت نہیں بلکہ روحانی ذمہ داری ہے۔ (ربوہ سے تل ابیب تک پر مختصر تبصرہ ص:۴۳) ان کی یہ تاویل قادیانی تاویلات کا ایسا عمدہ نمونہ ہے جس سے جناب مرزا صاحب کی روح بھی عش عش کر اٹھی ہوگی۔ مگر افسوس! انہیں یاد نہیں رہا کہ روحانی چارج تو ان کے خاندان کو کئی دن الاٹ کیا جاچکا تھا جب ان کے دادا نے چودھویں صدی کے محمد رسول اللہ کی حیثیت سے ساری دنیا کو اپنی رسالت و نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی تھی، اور جب بیک جنبشِ قلم ساری امت کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے گئے تھے، اب یہ روحانی چارج کون سا ہے، جس کا ان کے سپرد کیا جانا ابھی باقی ہے۔

اور پھر قادیانی لیڈر جس بلند پایہ روحانیت سے سرفراز تھے اس کی حقیقت چند تعلّی آمیز دعووں کے سوا کچھ نہیں، نہ عبادتِ الٰہی کی توفیق، نہ ذوقِ عشق، نہ نماز روزہ کی، نہ حج و زکوٰۃ کی، نہ مالِ حرام سے پرہیز کی، نہ غیرمحرموں سے اجتناب کی۔۔! جناب مرزا طاہر احمد صاحب تو اس روحانی چارج پر فخر کرسکتے ہیں، مسلمانوں کو اس سے پناہ ہی مانگنی چاہئے، لیجئے قادیانی لٹریچر سے اس روحانی چارج کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

عبادتِ الٰہی:

> "مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد صاحب) امرتسر براہین احمدیہ کی طباعت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو کتاب کی طباعت کے دیکھنے کے بعد مجھے فرمایا میاں رحیم بخش چلو سیر کر آئیں۔ جب آپ باغ کی سیر کر رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت آپ سیر کرتے ہیں اور لوگ تو سنا ہے کہ شب و روز عبادتِ الٰہی کرتے رہتے ہیں، آپ نے فرمایا ولی اللہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مجاہدہ کش جیسے حضرت

بابا فرید گنج شکر اور دوسرے محدث جیسے ابوالحسن خرقانی، محمد اکرم حقانی، مجدد الف ثانی وغیرہ۔ یہ دوسری قسم کے ولی بڑے مرتبے کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہ کثرت کلام کرتا ہے میں بھی ان میں سے ہوں (گویا عبادت کے بجائے صرف محدث ہونا کافی ہیں... ناقل) اور آپ کا اس وقت محدثیت کا دعویٰ تھا (جو بعد میں ترقی کرکے مسیحیت، نبوت، اور خدائی بروز تک جا پہنچا... ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۱۳)

تصنیف اور نماز:

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ سیرۃ المہدی کی روایت ۷۶۳ میں متن کے لحاظ سے جو واقعات درج ہیں ان میں سے بعض میں مجھے اختلاف ہے جو درج ذیل ہے... (۱۳) آپ نے ۱۹۰۱ء میں ۲ ماہ تک مسلسل نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک نمازیں جمع ہوتی تھیں (کیونکہ مرزا صاحب ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مشغول تھے اس لئے ظہر و عصر اکٹھی پڑھ لیتے تھے تاکہ وقت ضائع نہ ہو... ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۹۹، ۲۰۲)

مسنون وضع:

"نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع

پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔“ (مکتوبات احمدیہ: ج۵ نمبر۲: ص:۸۸)

مشہور فقہی مسئلہ:

”ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المؤمنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المؤمنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔“ (سیرۃ المہدی ج:۳: ص:۱۳۱)

منہ میں پان:

”ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔“ (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۰۳)

امامت کا شرف:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین صاحب) بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور! فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو وہ نقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔"

(سیرۃ مہدی ج:٣ ص:١١)

رکوع کے بعد:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرعہ ہے:

"اے خدا اے چارہ آزار ما"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو درثمین میں ہے مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز

میں صرف مسنون دعا کیا یا کبھی چار پڑھی جاتیں۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۸۲)

مسئلہ وغیرہ پوچھ لیں:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے وہ جب تیسری رکعت کے بعد قعدہ سے اٹھے تو حضرت صاحب کو پتہ نہ لگا حضور التحیات کے لئے بیٹھے رہے (شاید تسبیح کی حالت میں کشمیر پہنچے ہوئے ہوں گے۔ ناقل) جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی اور فرمایا کہ میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف قسم کے بیانات میں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی (ہوتے بھی کیسے؟ سب فراڈ "حضور" کا تھا۔ ناقل) مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے آخری ایام میں بالکل ناشناسا رنگ پکڑ لئے تھے فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ پوچھتے ہیں جو حضور نے کیا ہے وہی درست ہے۔" (تحریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲ نمبر [illegible])

طہارت:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) صاحب پیشاب کرنے کے بعد ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کبھی

ڈھیلے کرتے نہیں دیکھا۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۳۲)

ڈھیلے جیب میں:

"آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے، اور مرض ابول بھی عرصے سے آپ کو لگی ہوئی ہے، اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔" (مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی ملحقہ براہین احمدیہ ج:۱ ص:۶۷)

تیز گرم پانی:

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے، اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا۔ (جس کو آپ نے خود حکم فرمایا تھا... ناقل) تو آپ نے اسے بلوایا، اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا، اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تاکہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال نہیں ہوسکتا۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۳۳)

حفظ قرآن:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (غلام احمد صاحب) کو قرآن مجید کے

بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔ ہاں کثرت مطالعہ اور کثرت تدبر سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب کوئی مضمون نکالنا ہوتا تو خود بتا کر حفاظ سے پوچھا کرتے تھے کہ اس معنی کی آیت کون سی ہے یا آیت کا ایک ٹکڑا پڑھ دیتے یا فرماتے کہ جس آیت میں یہ لفظ آتا ہے وہ آیت کون سی ہے (باوجود اس کے قرآن کی آیتیں اکثر غلط نقل کرتے تھے...ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲ روایت نمبر:۵۵۱)

رمضان کے روزے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء

دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں! صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دورانِ سر اور بردِ اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی (خصوصاً رمضان میں... ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۱ روایت نمبر:۸۱ ص:۶۵، ۶۶ طبع دوم)

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے۔ اس وقت غروبِ آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا (اور توڑے ہوئے روزے کی قضا کا معمول تو تھا ہی نہیں۔ ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۳۱)

اعتکاف:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا... خاکسار عرض کرتا ہے کہ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل بالا بیٹھے ہوں گے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیات کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں (مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی اعتکاف ترک نہیں فرمایا... ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۱۹)

زکوٰۃ:

> ’’اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے (گویا ساری عمر فقیر رہے، مگر لقب تھا رئیس قادیان، اور ٹھاٹھ شاہانہ... ناقل)۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۱۹)

حج:

> ’’مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں سنایا گیا جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ: میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت ہولے (افسوس ہو کہ مرزا صاحب کو مدۃ العمر خنزیروں کے شکار سے فرصت نہ مل سکی، ان کے خنزیر مرے نہ انہیں حج کی توفیق ہوئی... ناقل)۔‘‘
>
> (ملفوظات احمدیہ ج:۵ ص:۲۹۳، ۲۹۴ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی)

جب کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل خنزیر کے عمل کی نہایت بھونڈے انداز میں یوں پھبتی اڑاتے ہیں:

> ’’میاں امام دین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے

اور یہ ہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ آخر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۹۱،۲۹۲)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں تو آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے (غالباً جہاد منسوخ کرنے کے کام میں۔ ناقل) دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں (تیسرے حکمت الٰہیہ آپ کو حج کی توفیق سے محروم رکھنا چاہتی تھی تاکہ مسیح کی ایک علامت بھی آپ پر صادق نہ آئے اور ہر عام و خاص کو معلوم ہو جائے کہ ان کا دعوائے مسیحیت غلط ہے۔ ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۱۹)

"حضرت مرزا صاحب پر حج فرض نہیں تھا کیونکہ آپ کی صحت درست نہ تھی ہمیشہ بیمار رہتے تھے (اور یہ قدرت کی جانب سے آپ کو حج سے روکنے کی پہلی تدبیر تھی۔ ناقل) حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا۔ کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے حضرت مرزا صاحب کے واجب القتل ہونے کے فتویٰ منگائے تھے۔ اس لئے حکومت حجاز آپ کی مخالف ہو چکی تھی (اور یہ قدرت کی جانب سے دوسری تدبیر تھی۔ ناقل) اور وہاں جانے پر آپ کو جان کا خطرہ تھا

(دجال بھی اسی خطرہ سے کہ مکہ میں نہیں جا سکے گا... ناقل) لہٰذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر ہلاکت میں مت پھنساؤ۔ مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں اس لئے آپ پر حج فرض نہیں ہوا (اور خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کی توفیق ہی نہ دی... ناقل)۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد:۱۷ نمبر:۴۱ ص:۷ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۹ء)

چھٹا سوال و جواب:

"سوال ششم:... (از محمد حسین صاحب قادیانی) حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب:... (از حکیم فضل دین قادیانی) وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔" (الحکم جلد:۱۱ نمبر:۱۳ ص:۱۳ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

جمالیاتی حس:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہوری کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد صاحب) نے گورداسپور میں کرائی تھی جب رشتہ ہونے لگا تو لڑکی کو دیکھنے کے لئے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تاکہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں... یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بحضور حضرت ام المومنین لکھایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی

تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے، قد کتنا ہے، اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں، ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال، ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوا دی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے۔ وہ لڑکی دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی تو اس نے سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) کے لئے پیش کی تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر، جہاں وہ متعین تھے بغرض تبدیلی آب و ہوا گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔“ (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۹۶)

عائشہ:

”میری بیٹی... چودہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں۔ حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔“ (عائشہ کے شوہر غلام محمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ ”الفضل“ ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص:۶)

بھانو:

”ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا غلام احمد) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا

کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: "بھانو! آج بڑی سردی ہے۔" بھانو کہنے لگی: "ہاں جی! تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۱۰)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم ... ناقل) بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۵)

زینب بیگم:

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا غلام احمد صاحب) کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں

ہوتی تھی، بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۷۲)

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری لڑکی ـــــ زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کرسکتی تھی مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے، تا کہ میرے لئے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی باطن سے خود معلوم کر کے فرمایا: زینب تم کو مراق کی بیماری ہے، ہم دعا کریں گے۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۷۵)

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد صاحب) قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھ کو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا زینب یہ پی لو۔ میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے تم پی لو تم کو نقصان نہیں دے گا۔ میں نے پی لیا۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۶۶)

مائی تابی:

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں، اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا۔ جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی، اور ناراضگی میں بددعائیں دینا شروع کر دیں، اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے؟ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا، جس پر آپ مائی تابی سے ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود کے گھر میں رہتی تھی، اور اچھا خاصا اخلاص رکھتی تھی۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۴۴)

مائی کاکو:

"مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ مچھلیاں لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک مچھلی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا: حضرت یہ تو ہندو کی بکی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا ہے ہم جو سبزی کھاتے ہیں وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے، اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اسے سمجھایا۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۴۴، ۲۴۵)

نیم دیوانی کی حرکت:

"حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے یہ حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھرا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔" (ذکر حبیب مؤلفہ مفتی محمد صادق ص:۳۸)

رات کا پہرہ:

"مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں، اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رشتہ کی ماں ہیں (اور مرزا صاحب کی؟ ناقل) اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ان کے داماد ہیں۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۱۳)

جوان عورت، بغلگیر، الحمدللہ:

”۲۵ر جولائی ۱۸۹۲ء مطابق ۳۰ر ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ روز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لا کر ایک اپنے گھڑے میں ڈال دیا ہے میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے (یعنی محمدی بیگم ...ناقل)۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آ جاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازے پر کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ روشن بی بی اندر آ جاؤ۔“

(تذکرہ ص:۱۹۷ طبع چہارم)

ناکامی کی تلخی:

”فرمایا چند روز ہوئے کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھلائی گئی اور پھر الہام ہوا...اس عورت اور اس کے خاوند کے

لئے ہلاکت ہے (یعنی محمود کہتے ہیں!... ناقل)۔"

(تذکرہ ص۲۰۰ طبع چہارم)

خواب، زنانگی بشارت:

"۱۴/اگست ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰/محرم ۱۳۰۹ھ آج خواب میں، میں (مرزا غلام احمد) نے دیکھا کہ محمدی (بیگم) جس کی نسبت پیش گوئی ہے، باہر کی جگہ میں تین چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے، اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے میں نے اس کو تین مرتبہ کہا کہ تیرے سر منڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے کہ تیرا خاوند مر جائے گا اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر مارے ہیں... اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا کہ محمدی (بیگم) سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک کاغذ میرے ان کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے اور مجھ میرے پاس وہ خواب میں کھڑی ہے۔"

(تذکرہ ص۱۹۸، ۱۹۹ طبع چہارم)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اور اکثر ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔"

(سیرۃ المہدی ج۳ ص۱۱۰ مؤلفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

پاک مال، پاک مصرف:

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں

بہت سا روپیہ کمایا، پھر وہ مر گئی، اور مجھے اس کا ترکہ ملا، مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی، اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے (اور اسلام کی روح خود مرزا صاحب تھے، ان سے بہتر اس مال کا مصرف اور کون ہوسکتا تھا۔ ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۶۱، روایت نمبر:۷۷۴)

انوار خلافت

دس جوتے:

۱:... مرزا صاحب قادیان: میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔

۲:... ابوبکر صدیق: عزیزہ بیگم اور مسماۃ سلمیٰ کے والد۔

۳:... عزیزہ بیگم: میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیوی۔

۴:... مسماۃ سلمیٰ: ابوبکر صدیق کی لڑکی، جس کا عدالتی بیان ذیل میں درج ہے۔

۵:... احسان علی: ایک قادیانی دوا فروش، قادیان میں۔

"میرے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے، جو مرزا صاحب قادیان کا خسر ہے، میں بھی مرزا صاحب قادیان کے گھر میں تقریباً (۵) سال رہی ہوں، میں مستغیث احسان علی کو جانتی ہوں، چار سال ہوئے میں مرزا صاحب کے لڑکے کی دوائی لینے احسان علی کی دوکان پر گئی تھی، میں نسخہ لے کر اس کی دوکان پر گئی تھی، اول احسان علی نے

میرے ساتھ مخول کرنا شروع کیا اور پھر مجھ سے کہا کہ میں مستورات کے کمرہ میں جاؤں۔ اس دوسرے کمرہ میں اس نے مجھے لٹا دیا اور میرے ساتھ بدفعلی کرنے کی کوشش کی، لوگ میرے رونے پر اکٹھے ہو گئے اور دروازہ کھلوایا اور احسان علی کو لعنت اور ملامت کی تھی۔ احسان علی نے میرے ساتھ بدفعلی کرنی شروع کر دی تھی۔ میں نے گھر میں جا کر عزیزہ بیگم کے پاس شکایت کی تھی اور اس وقت مرزا صاحب وہاں موجود تھے۔ ان ایام میں میں عزیزہ بیگم کے پاس رہتی تھی۔ مرزا صاحب نے احسان علی کو بلایا اور لعنت ملامت کی اور احسان علی کو کہا کہ قادیان سے نکل جاؤ۔ احسان علی نے معافی مانگی اور مرزا صاحب نے حکم دیا کہ اگر احسان علی دس جوتے کھا لے تب اس کو معاف کیا جاتا ہے اور ٹھہر سکتا ہے۔ چنانچہ احسان علی نے اس کو قبول کیا۔ اور میں نے اس کو دس جوتے لگائے تھے۔ یہ جوتیاں مرزا صاحب کے سامنے ماری تھیں... جب کہ میں نے احسان علی کو جوتیاں ماری تھیں تو تین چار آدمی اکٹھے ہو گئے تھے ان ایام میں میں بغیر پردہ کے باہر پھرا کرتی تھی... اس کے بعد میں سودا لینے بازار نہیں گئی۔" (مسماۃ [illegible] کی حلفیہ شہادت جو اس نے بتاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۳۰ء بہ پیشی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شیخ امرتسر کی عدالت میں ادا کی۔ بمقدمہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ ۵۰۰ احسان علی بنام محمد اسمٰعیل، نمبر ۱۹۸/۲ مرجوعہ ۷ جولائی ۱۹۲۹ء منفصلہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۰ء "قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر محمد الیاس برنی ص ۸۴۳ طبع پنجم)

خصوصی دلچسپی:

"جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ

یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں گا، مگر قیام انگلستان کے دوران مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے، جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے، وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا، اوپیرا سینما کو کہتے ہیں چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، میری نظر چونکہ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا کہ تو ایسا معلوم ہوا کہ سیکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں میں نے چوہدری صاحب سے کہا کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں (معلوم نہیں ان سے تعارف کا شرف بھی حاصل ہوا یا نہیں...ناقل)۔"

(مرزا بشیر الدین صاحب کا ارشاد مندرجہ" الفضل" ۲۸ر جنوری ۱۹۳۴ء)

اطالوی رقاصہ:

"مرزا بشیر الدین کی آمد اور سسل ہوٹل کی منتظمہ کی گمشدگی تلاش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں مل سکا۔" (اخبار کی سرخی) "یکم مارچ۔ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتہر ہوا تھا کہ جمعرات یکم مارچ پانچ سے ساڑھے نو بجے رات تک ناچ اور رسٹ ڈرائیو ہوگا بڑے بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کئے جائیں گے، تماشائی شام چار بجے سے جمع ہونے شروع ہوگئے، اور پانچ بجے اچھا خاصا مجمع ہوگیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر تھا، مگر

خلاف توقع دست درازیاں شروع ہوئیں، ناچ کا بینڈ بجنا شروع ہوا۔ آخر پرسلسل ہوٹل کے ایک بیرے سے معلوم ہوا کہ دست درازیوں کا تمام سامان منتظمہ کے کمرے میں ہے، اور منتظمہ کو مرزا بشیرالدین محمود موٹر میں بٹھا کر لے گئے ہیں۔" (روزنامہ آزاد ۳۰/مارچ ۱۹۳۲ء)

قادیان شکن:

اخبار زمیندار کا منظوم تبصرہ

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار
لاہور کا دامن ہے تیرے فیض سے چمن
پیغمبر جمال! تیری دل ربا ادا
پروردگار عشق! تیرا چلبلا چلن
الجھے ہوئے ہیں دل تیری زلف سیاہ میں
ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سو محن
پروردۂ فسوں ہے تیری آنکھ کا خمار
آوردۂ جنوں ہے تیری بوئے پیرہن
پیمانۂ نشاط تیری ساق صندلی
پیمانۂ سرور ہے تیرا مرمریں بدن
رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب
جس پر فدا ہے شیخ، تو شیدا ہے برہمن
جب قادیاں پہ تیری تجلی نظر پڑی
سب نشۂ نبوت ظلی ہوا ہرن
میں بھی ہوں تیری چشم پرفسوں کا معترف
جادو وہی ہے آج جو ہو قادیاں شکن

(ارمغان قادیان ص:۲۸، ۲۹)

وہ قادیان گئی:

مشتاق شہر کو ہے زمیندار سے سوال
بزم طرب کی رونق عریاں کہاں گئی
اس کے جلو میں ہوش بھی ایماں کے ساتھ ساتھ
کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جہاں گئی
خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی
بن کر خروش محفل رندان ہم نوال
لے کر گئی وہ حشر کا ساماں، جہاں گئی
دو ماہ سے [illegible] کے برق کے منہ میں آئی تھی
اب کس حریم ناز میں وہ جان جہاں گئی
یہ چیستاں سنی تو زمیندار نے کہا
اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قادیاں گئی

(ارمغان قادیان ص:۵۰)

مس روفو:

تمہیں "عشق فی الحجر" کی بھی خبر ہے
زمانے کے اے بے خبر فلسفو!
ملے گا تمہیں یہ سبق قادیاں سے
جہاں کل کے حجرے میں آئی مس روفو

(ارمغان قادیاں ص:۲۰)

اخبارات میں اس کا چرچا ہوا تو مرزا بشیر الدین صاحب نے اپنے خطبہ میں یہ وضاحت فرمائی کہ میں اس لیڈی کو پہچانتا ہوں

[illegible] کے لئے آیا تھا۔

([illegible] صفحہ ۴۳۴)

[illegible]

"سوال نمبر ۱۔ حضرت کے صاحبزادے غیر احمدیوں [illegible]
[illegible] کیوں جاتے ہیں [illegible] ان سے [illegible] نہیں؟ (سائل
محمد حسین [illegible])

جواب: ضرورت [illegible] صرف [illegible] کا ہے
جہاں ان کے [illegible] کا احتمال [illegible] مستحق [illegible]
اس لئے [illegible] مستحق [illegible] مستحق [illegible]
حضرت [illegible] صاحبزادے [illegible] مستحق [illegible]
[illegible] بات نہیں [illegible]"

([illegible] جلد [illegible] نمبر [illegible])

[illegible] اور [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] لکھا [illegible] ہے
[illegible] کہ:

"حضرت [illegible] مرزا غلام احمد [illegible] قادیانی [illegible]
اللہ [illegible] اور [illegible] اگر انہوں نے
[illegible]
حضرت [illegible]
[illegible] مرزا [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] سے تعلق [illegible]

ہے۔ ناقل) اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر پیغامی (لاہوری) اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔“

مرید کا شکوہ:

(۱۹۳۷ء میں سکینہ و زاہد کے قصے گلی کوچوں میں پھیلے، اخباروں کی زینت بنے، عدالتوں میں گونجے مگر خلیفہ کے غالی مرید شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو اپنے پیر کے تقدس کا یقین تب آیا جب ان ترکتازیوں کا سلسلہ شیخ صاحب کے گھر تک آپہنچا، تاہم مرید نے پیر کا راز فاش کرنے کے بجائے نجی خطوط کے ذریعہ اصلاح احوال کی ناکام کوشش کی، ان کے پہلے مطبوعہ خط کے، جو خاصا طویل ہے، چند فقرے باضافہ عنوانات درج ذیل ہیں... ناقل)

دوٹوک بات:

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم... سیدنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ذیل کے چند الفاظ محض آپ کی خیر خواہی اور سلسلہ کی خیر خواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھ رہا ہوں، مدت سے میں یہ چاہتا تھا کہ آپ سے دوٹوک بات کروں مگر جن باتوں کا درمیان میں ذکر آنا لازمی تھا وہ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ایسی تھیں کہ ان کے ذکر سے آپ کو سخت شرمندگی لاحق ہونی لازمی تھی اور جن کے نتیجہ میں آپ میرے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ سکتے تھے۔“

تقدس کا پردہ:

"اگر میں بھی آپ کے اس اختیار کئے ہوئے طریق سے متاثر ہوکر حلم و بردباری سے کام لیتا اور اعتدال کی راہ میں بھی یہ حقیقت بیان نہ کرتا اور یہ جو تقدس کا مصنوعی پردہ آپ نے اپنے اوپر ڈالا ہوا ہے اس کو چاک کرکے آپ کی اصل شکل دنیا کے سامنے ظاہر نہ کرتا تو آئندہ نہ معلوم آپ کا کیا حشر ہوتا۔"

تعجب کی بات:

"تعجب ہے مجھے کہ آپ ان بیہودہ حرکات کا اس قدر عادی ہوکر آپ کے گندے افعال کا ذکر آپ کے سامنے کرنے سے بھی شرم محسوس کرتا ہوں، محض اس خیال سے کہ میرے سامنے آنے سے آپ کو شرم محسوس ہوگی آپ کے سامنے آنے سے بھی اجتناب کرتا رہا ہوں لیکن اس حقارت کو آپ ذرا بھی نہ سمجھ سکے ایک "معمولی قریش کے برگزیدہ انسان" کا گھر ہے جس نے خدا سے کہ یہاں سے محبت کی بھی ہے دوستوں کی اولاد پر ہاتھ ڈالنے سے احتراز کرتا ہے لیکن افسوس آپ نے ذرا بھی نہ کیا اور اپنے ان مخلص دوستوں کی اولاد پر ہی ہاتھ صاف کرنا چاہا جو آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے جانیں تک قربان کر دینا بھی معمولی قربانی سمجھتے تھے جان کے ساتھ عزت و ناموس اور عصمت کی قربانی بھی کی اور ایسی ہی یہ عصمت کی قربانیوں کا بھی متحمل نہ ہو سکتا تھا۔"

زہر کا گھونٹ:

"میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایک طرف تو آپ نے جو پیا ہے وہ اتنا تلخ گھونٹ پیا ہوا ہے جس کا زہر جو چاہے پتا لگے جب قریب جا کر

سے بلایا اور اس کی عصمت دری کر دی، اور پھر ایک طرف سے اس کی طبعی شرم وحیا سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور دوسری طرف دھمکی دے دی کہ ”اگر تو نے کسی کو بتایا تو تیری بات کون مانے گا، لوگ تجھے پاگل اور منافق کہیں گے، میرے متعلق تو کوئی یقین نہیں کرے گا“ اور اگر کسی نے جرأت سے اظہار کر دیا تو مختلف بہانوں سے ان کے خاوندوں یا والدین کو ٹال دیا۔“

چال اور ماتم:

”لڑکیوں اور لڑکوں کو پھنسانے کے لئے جو چال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھایا ہوا ہے اس کا راز جب فاش کیا جائے گا تو لوگوں کو پتہ لگے گا کہ کس طرح ان کے گھروں پر ڈاکہ پڑتا ہے، مخلص جو آپ کے ساتھ اور آپ کے خاندان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فخر سمجھتے ہیں ان کے گھروں میں سب سے زیادہ ماتم پڑے گا (بشرطیکہ عقل اور حس بھی خلیفہ پر ”قربان“ نہ ہو چکی ہو... ناقل)۔“

انتقام، انتقام، انتقام:

”دوسری طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جاتا ہے یا وہ کسی کے سامنے اظہار کر بیٹھتے ہیں اور آپ کو اس کا علم ہو جائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے ہو جاتے ہیں، اور اس کچلنے میں رحم آپ کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا، اور پتھر سے بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اس پر گرتے ہیں اور آپ کی سزا دہی میں اصلاحی پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے (چنانچہ مثال کے طور پر سکینہ بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی لے لو جس نے خلیفہ کی اخلاقی دراز دستی کی شکایت ۱۹۳۷ء میں کی تھی... ناقل)۔ کس قدر

تحریر ان پر آپ کی طرف سے کیا جاتا ہے جو کہ ان سے بہتر ہو اس کی [illegible] تو اب پوشیدہ بات نہیں ہے کیونکہ وہ عیاں ہو چکی ہو گئے ہیں یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی حقیقت [illegible] ہو چکی ہے۔"

قادیانی جواب:

"آپ نے یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ [illegible] ایک [illegible] سے ملنے نہ دیا جائے ورنہ منافقوں سے بچو منافقوں سے بچ کے شہر کے لوگوں کو خوف دلایا جاتا ہے اور ایک گروہ سے یہ باتیں کرایا گیا ہے اب یہ شخص ڈرتا ہے کہ میرا اتنا طلب نہیں میری دعوت نہ ہو [illegible] کرے اور یہ خود مجھ پر حق کا قانون لگ کر رہا [illegible] سے انسان کا نقصان کر دیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ آپ نے ان کے بیان [illegible] کہ آپ کی [illegible] کا اثر ان پر نہ ہو سکے [illegible]۔۔"

مختصر یہ کہ...

"آپ کی ہر بات کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات [illegible] میں مختصراً [illegible] ہے کہ [illegible] بھی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ممکن ہے کہ [illegible] سمجھتے ہیں آپ اسے [illegible] نہ سمجھتے ہوں۔۔۔ اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھائیں اگر میری سمجھ میں آگئی تو میں اپنے سارے حرف صاف واپس لے لوں گا۔"

[illegible]:

"میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ سے پہلے [illegible] سمجھتا [illegible] مجھے مختلف ذرائع

سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ جنبی کی حالت میں بھی بعض دفعہ نماز پڑھانے آ جاتے ہیں۔" (کرامات محمودیہ ص:۱۰۸، ۱۱۲ ملخصاً)

عدالت میں گونج:

(۱۹۳۷ء میں شیخ عبدالرحمن مصری کو خلیفہ سے اخلاقی شکایتیں پیدا ہوئیں، نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ صاحب جماعت سے الگ ہو گئے، یا کر دیئے گئے، تو خلیفہ سے محاذ آرائی ہوئی، بات اشتہاروں، اخباروں سے آگے عدالتوں تک پہنچی، ذیل میں ان کا حلفیہ عدالتی بیان درج ہے، جسے عدالت عالیہ لاہور نے اپنے ۲۳ر ستمبر ۱۹۳۸ء کے فیصلہ میں شامل کیا:)

"موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد صاحب) سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے، جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔" (شیخ عبدالرحمن مصری کا عدالتی بیان، مندرجہ فیصلہ ہائی کورٹ لاہور، مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۳۸ء، ص:۲)

ماہرانہ شہادت:

"یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ (مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) عیاش ہے، اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کرتا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے،

نہ حرکت ٹھیک طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک جس پر نظر ڈالتے ہیں فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عمر طبعی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے اس لئے کہتے ہیں "الہرم اقرب الموت" کہ انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔"

(ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون مندرجہ "الفضل" ۱۰ جولائی ۱۹۴۳ء)

شہادت کی تصدیق:

"ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ چند ہفتوں میں دماغی حالت اپنے معمول پر آجائے گی لیکن اب تک جو ترقی ہوئی ہے اس کی رفتار اتنی تیز نہیں..... آدمیوں کے سہارے سے دو ایک قدم چل سکتا ہوں مگر وہ بھی مشکل سے دماغ اور زبان کی کیفیت ایسی ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی خطبہ نہیں دے سکتا اور ڈاکٹروں نے دماغی کام سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے۔"

"مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کے لئے امداد کا محتاج ہوتا ہوں۔"

(میاں محمود احمد صاحب کا ارشاد، مندرجہ "الفضل" ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء)

"۲۶ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے سے وقت کے لئے میں ہاتھ پاؤں چلانے سے معذور ہو گیا..... دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا..... میں اس وقت بالکل بے کار ہوں اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔" (الفضل ۲۶ اپریل ۱۹۵۵ء ص:۳-۵)

میں نے اس دعویٰ پر کہ یہودیوں کی طرح قادیانی بھی ساری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں، دوسرا حوالہ "الفضل" ۱۲ جنوری ۱۹۵۲ء سے نقل کیا تھا کہ:

"اور یہ لوگ ... نے ... جب تک احمدیت کا رعب

دشمن پر اس طرح نہ پڑے کہ وہ اب احمدیت سے متاثر نہیں ہو سکتی

اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کو قبول بھی نہ کر لے۔"

اس فقرہ کی اشتعال انگیزی محتاج وضاحت نہیں، اس میں تمام مسلمانوں پاکستان کو دشمن قرار دے کر ان پر احمدیت کا رعب جمانے کا اعلان کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو مجبور کرنے کہ احمدیت کو قبول کریں کا چیلنج بھی دیا گیا۔ آگے دیکھئے کہ یہی اشتعال انگیز بیان جو بقول جج ۱۹۵۲ء کی تحریک پر منتج ہوا، لیکن مرزا ناصر احمد صاحب کے نزدیک اس فقرے میں جو اعلان خدام الاحمدیہ کے ہفتہ تبلیغ کی طرف سے تھا۔ (گویا ان کی کوئی ذمہ دارانہ حیثیت نہیں کہ اس پر مسلمان احتجاج کریں) ارشاد ہے:

"یہاں رعب سے مراد کوئی توپ و تفنگ اور شمشیر و سنان

کا رعب نہیں بلکہ احمدی نوجوانوں کو محض تبلیغ کی تلقین کی گئی ہے اور یہ

کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔"

(ضمیمہ محضر نامہ ص: ۲۳)

یعنی خود بدولت یہ فرمائیں کہ تمام مسلمانوں کو مرتد کرنے کی مہم چلائی جائے، ان کے دشمن ہونے کا اعلان کریں، ان پر رعب جمانے کا چیلنج دیں، وہ لوگ مجبور ہو کر قادیانیت کی گود میں آگرنے کی دھمکی دیں تو مرزا ناصر احمد صاحب کے خیال میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں، لیکن اگر کوئی مسلمان قادیانیوں کی اس جارحیت پر احتجاج کرے تو صاحبزادہ صاحب کے نزدیک یہ اس کی بے عقلی ہے۔

صاحبزادہ صاحب کا یہ نکتہ بھی خاصا پرلطف ہے کہ:

"ہر مذہب و ملت اور ہر فرقہ اسلام (خواہ دوسروں کی نظر میں گمراہ

ہی کیوں نہ ہو) کا حق بلکہ فرض ہے کہ جس طریقہ کو حق اور باعث

نجات سمجھتا ہے اس کی تبلیغ کرے اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے، اس

موقف پر کوئی صحیح العقل انسان اعتراض نہیں کر سکتا۔"

(مذہب کے نام پر خون ص: ۲۲)

"گویا کسی مذہب وملت یا کسی نام نہاد فرقہ اسلام کا اتباع کرنا بھی جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے نزدیک ضروری نہیں بلکہ اپنے آپ کو حق پر سمجھنا کافی ہے۔ پس دنیا کا جو شخص بھی اپنے نظریات کو برحق اور باعث نجات سمجھتا ہو وہ مرزا طاہر احمد کے مطابق دنیا کو ہدایت کی طرف ہی بلاتا ہے۔ اس لئے اس کی دعوت ہدایت پر اعتراض کرنا ان کے خیال میں کسی صحیح العقل آدمی کا کام نہیں۔ اور چونکہ راقم الحروف نے قوت بازو سے اپنے دشمن پر رعب جمانے اور اسے مجبور کر کے احمدیت کو قبول کرانے پر تنقید کی ہے اس لئے اسے مرزا طاہر احمد صاحب کے دربار عالی سے "صحیح العقل انسان" کہلانے کا سرٹیفکیٹ نہیں مل سکتا۔

جناب صاحبزادہ صاحب کے اس ارشاد پر مجھے حیرت نہیں ہوئی، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مختلف لوگوں کے ذہن میں "صحیح العقل انسان" کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً لاہوری پارٹی جو مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتی ہے، اس کے مطابق قادیانی عقیدہ کی رو سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی کبھی "صحیح العقل انسان" ثابت نہیں ہوتے کیونکہ وہ بڑی شدومد سے اپنی نبوت کا انکار بھی کرتے ہیں اور قادیانیوں کے بقول وہ نبی بھی ہیں۔ چنانچہ لاہوری پارٹی کے ایک معزز رکن محترم چوہدری مسعود اختر ایڈووکیٹ مرزا صاحب کے چند اشعار جن میں ختم نبوت کا اظہار ہے نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

> "متذکرہ بالا اشعار حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے عقیدہ در بارہ نبوت اور ان کے دعویٰ کی کیسی مکمل تصویر کھینچتے ہیں جو شروع سے آخر تک ان کا عقیدہ رہا۔ جناب موصوف حضور نبی صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) پر ہر نبوت اور ہر پیغمبری کے ختم ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے اور اسی عقیدہ پر ہمیشہ قائم رہے۔ زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے محض اپنی گدی قائم کرنے کے لئے (گدی کا لفظ مجھے لکھنا نہیں چاہئے

گدی بیٹے ہی کو ملتی تھی، مثلاً مولوی محمد علی کے والد نے یہ گدی بنائی ہوتی تو اس پر میاں محمود احمد تھوڑی بیٹھتے۔ ہاں اولاد جسماً یا ذہناً نابالغ ہو تو کچھ عرصہ کے لئے کسی "معتمد" کا سربراہ بن کر گدی نشین ہو جانا اور بات ہے... ناقل) نبوت، نبوت کی ایسی رٹ لگائی کہ وہ الزام جو حضرت مجدد زمان پر ان کے مخالفین لگاتے تھے (اور اس کے لئے مرزا صاحب کے سینکڑوں الہامات اور تعلّی عبارتیں پیش کرتے تھے ...ناقل) اور جس الزام کو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بہتان عظیم اور دجل قرار دیتے تھے، وہ خود ان کے صاحبزادے صاحب نے ان پر لگا دیا (گویا صاحبزادے نے تسلیم کر لیا کہ مخالفین کا الزام غلط نہیں تھا، بلکہ مرزا صاحب کی تاویلیں غلط تھیں یا غلط فہمی پر مبنی تھیں... ناقل) اور ایک کثیر تعداد لوگوں کی اس گدی نشین کی حاشیہ بردار بن کر ان پر دعویٰ نبوت کا الزام دینے لگی (اس گدی نشین کے حاشیہ نشینوں کی بیشتر تعداد ان لوگوں کی تھی جو اس کے باپ کے حاشیہ نشین رہ چکے تھے اور اس کے علمی دعووں کو اپنے کانوں سے سن چکے تھے... ناقل)۔ کیونکہ حضرت مجدد زمان کی تحریروں سے ثابت ہے کہ آپ کی طرف کسی قسم کی نبوت منسوب کرنا اتہام و الزام ہے اور دجل عظیم ہے (مرزا صاحب کی طرف نبوت سب سے پہلے ان کے الہامات میں منسوب کی گئی، اس لئے اس اتہام و الزام اور دجل عظیم کا پہلا مرتکب مرزا صاحب کا الہام کنندہ ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تقلید میں یہ اتہام و الزام اور دجل عظیم اپنی تقریر و تحریر میں بیان کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لوگوں نے مرزا صاحب سے سن کر یہ بات پلے باندھ لی، موافقوں نے بھی اور مخالفوں نے بھی۔ پس اس کی پہلی ذمہ داری تو مرزا صاحب کے ملہم صاحب پر عائد ہوتی

ہے۔ دوسرے نمبر پر خود مرزا صاحب اس کے ذمہ دار ہیں۔ رہے مخالفین! سو وہ بے چارے اس اتہام، الزام اور دجل عظیم کو محض مرزا صاحب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں اور "نقل کفر کفر نباشد" ...ناقل) حضور امام زمان کا دعویٰ محض ملہم من اللہ، محدث، مجدد اور مسیح موعود ہونے کا تھا اور ان میں سے کوئی دعویٰ بھی نبوت کا دعویٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (مگر مرزا صاحب تو یہی فرمارہے تھے، شاید وہ سمجھے نہ ہوں گے...ناقل) حضور کے مندرجہ بالا اشعار سے ہی ظاہر ہے کہ جناب ہر قسم کی نبوت اور ہر قسم کی پیغمبری کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے (مگر ایک قسم کی نبوت کو جاری بھی کہتے تھے...ناقل) لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ چہ معنی دارد؟ کوئی صحیح العقل انسان بیک وقت یہ نہیں کرسکتا کہ ایک طرف تو ہر قسم کی نبوت اور ہر قسم کی پیغمبری کو حضور رسول کریم صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم...ناقل) پر ختم قرار دے اور دوسری طرف کسی قسم کی نبوت کا دعویدار ہو (اور جناب مرزا صاحب نے بیک وقت یہ دونوں کام کر دکھائے، جو ریکارڈ پر موجود ہیں۔ لہٰذا اب یہ عقدہ قادیانیوں کے لئے ہمیشہ لاینحل رہے گا کہ کیا ان کا مسیح موعود "صحیح العقل انسان" تھا؟ ...ناقل)۔" (قادیانیوں کی لاہوری جماعت اخبار "پیغام صلح" جلد ۹۳ نمبر ۲۰،۲۱ "مسیح موعود نمبر" ۲۳/۱۸ مئی ۲۰۰۵ء)

پس جس طرح لاہوری معیار کے از روئے عقیدۂ قادیانی "صحیح العقل انسان" کی تعریف مرزا صاحب پر صادق نہیں آسکتی، اسی طرح ممکن ہے کہ صاحبزادہ طاہر احمد صاحب نے بھی "صحیح العقل انسان" کی کوئی نئی تعریف ایجاد فرمالی ہو، مثلاً یہ کہ "صحیح العقل انسان" میں ان تمام اوصاف و اخلاق کا پایا جانا ضروری ہے جو ان کے جد بزرگوار

مرزا غلام احمد صاحب میں پائے جاتے تھے، یعنی وہ مراق، ہسٹریا، دماغی بیہوشی، دوران سر، دوردسر، دق، سل، ذیابیطس، تشنج، ضعف اعصاب، بدخوابی کے عوارض میں مبتلا ہو، روزانہ سو سو بار پیشاب کا معجزہ اسے حاصل ہو، سوءِ ہضم اور کثرت اسہال اس کے دائمی معمولات میں شامل ہوں، حافظہ بہت خراب ہو، دائیں بائیں کی تمیز سے قاصر ہو، سیدھے کو الٹا اور الٹے کو سیدھا پہنا کرے، اوپر کا بٹن نیچے کے کاج میں لگائے پھرے، جرابوں کی ایڑیاں پاؤں کے اوپر کی طرف کرے، گڑ کھانے کا شوقین اور سلس البول کا مریض ہو اور کفایت شعاری کے لئے گڑ کے ڈھیلے اور استنجا کے ڈھیلے ایک ہی جیب میں رکھا کرے، وغیرہ وغیرہ۔

اور شاید ”صحیح العقل انسان“ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ نامحرم عورتوں سے بدن دبواتا ہو، عورتوں کے پہرے میں شب بیداری کرتا ہو، خادمائیں رات کی تنہائیوں میں اس کی ”خدمت“ کرتی ہوں، نیم دیوانی عورتیں بے تکلف و بے حجاب اس کے سامنے غسل کرتی ہوں، وہ خواب میں نامحرموں سے معانقہ پر کلمہ شکر بجالاتا ہو، وغیرہ وغیرہ۔

اور شاید صحیح العقل ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہو کہ آدمی متضاد اور متناقض دعوے کرے۔ کبھی عیسیٰ ہو کبھی مریم، کبھی مرد ہو کبھی عورت، کبھی انسان ہو کبھی کرم خاکی، کبھی بندہ ہو کبھی خدا، کبھی احمد ہو، کبھی غلام احمد، کبھی قرآن کھول کر بتائے کہ فلاں نبی زندہ ہے دوبارہ دنیا میں آئے گا اور کبھی الہام سنائے کہ وہ مرگیا ہے، اب نہیں آئے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور ممکن ہے کہ ”صحیح العقل انسان“ کی تعریف میں یہ بھی داخل ہو کہ وہ محمد رسول ہونے کا دعویٰ کرے، اپنی روحانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے اکمل بتائے، قرآنی معجزات کو مکروہ اور قابل نفرت کرشمے ٹھہرائے، انبیاء و اولیاء پر سب و شتم کرے، تمام مجددین امت کو فیج اعوج اور گمراہ قرار دے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو احمق اور نادان کہے، اپنے نہ ماننے والوں کو خنزیر، کتے، شیطان، ”ولد الحرام“، ذریۃ البغایا اور نطفۃ السفہاء ایسے مہذب الفاظ سے یاد کرے۔ تمام امت مسلمہ کو کافر، یہودی، مشرک اور جہنمی کا خطاب دے، وغیرہ وغیرہ۔

الغرض اگر کسی شخص کے صحیح العقل ہونے کے لئے ان اوصاف کا کلاً یا بعضاً پایا

جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے نزدیک ضروری ہے، جو قدرت نے بعثت ان کے دادا جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تبلیغ کر رہے تھے، تو یہ اعتراف ہے کہ ہم ان کے اس معیار پر پورا اترنے سے قاصر ہیں، والحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاہ بہ۔

جناب مرزا طاہر احمد صاحب کا یہ فرمانا کہ "کسی فرقہ کی تعلیمات و تبلیغ پر اعتراض کرنا کسی صحیح العقل انسان کا کام نہیں ہو سکتا" بھی عجیب ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیشرو مسیلمہ نے مدنی تبلیغ پر اعتراض کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "الکذاب" کا لقب عطا فرمایا، جو آج تک مرزا قادیانی کی طرح اس کے نام کا جز ہے۔ پھر کون نہیں جانتا کہ اسود عنسی کے نظریات کی تبلیغ پر قدغن لگانے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر کون نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین و یہود کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا حکم فرمایا تھا۔ مرزا طاہر احمد صاحب کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت صحیح العقل انسان کی تھی یا نہیں؟

پھر کون نہیں جانتا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے نظریات کو مٹانے کے لئے اکابر صحابہؓ کا لشکر بھیجا اور انہوں نے "حدیقۃ الموت" میں اس کے بیس ہزار ساتھیوں سمیت اسے واصل جہنم کیا اور اس معرکہ میں سات سو قراء صحابہؓ شہید ہوئے، کیا یہ تمام اکابر بقول مرزا طاہر احمد صاحب کے نزدیک عقل و خرد سے کورے تھے؟

اور پھر کون نہیں جانتا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مانعین زکوٰۃ کو اپنے نظریات پھیلانے اور ان کی تبلیغ کرنے کا حق نہیں دیا، بلکہ ان کے خلاف فوج کشی کی اور جزیرۂ عرب کو فتنۂ ارتداد سے پاک کیا، کیا ان کا یہ اقدام صحت عقل کے منافی تھا؟

اور پھر کون نہیں جانتا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے یہودی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے انہیں جلاوطنی کا حکم دیا، کیا ان کا یہ عمل خلاف عقل تھا؟

اور پھر کون نہیں جانتا کہ علمائے امت نے ہر دور میں گمراہ فرقوں کے نظریات پر اعتراض کیا اور اسلامی معاشرہ میں ان کے پنپنے کو برداشت نہیں کیا، کیا مرزا طاہر احمد

صاحب کے نزدیک یہ سب عقل وخرد سے محروم تھے؟

اگر مرزا طاہر احمد صاحب اپنے اس نرالے اصول کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام اکابر امت پر ”صحیح العقل انسان“ نہ ہونے کا فتویٰ صادر فرما سکتے ہیں تو راقم الحروف بھی ان کے اس فتویٰ سے محروم نہیں رہنا چاہتا۔

ان شواہد ونظائر سے معلوم ہوا ہوگا کہ مرزا طاہر احمد صاحب کا یہ اصول غلط اور قطعاً غلط ہے کہ ہر مذہب وفرقہ کو خواہ وہ کتنا ہی باطل پرست ہو، اپنے نظریات پھیلانے کا حق ہے، ان کے اس مخترع اصول سے پوری اسلامی تاریخ کی نفی ہو جاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو ایسے باطل اصولوں کا سہارا لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد کے باپ دادا نے جو دین ومذہب ایجاد کیا ہے، وہ کسی صحیح اسلامی معاشرے میں پنپ نہیں سکتا۔ اس کی نشوونما یا تو خالص غیر اسلامی معاشرہ میں ہو سکتی ہے یا کم از کم ایسے معاشرہ میں جس میں گمراہی وبددینی کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہوں اور جو اپنے تاریک ماحول کی بدولت حق وباطل کی تمیز سے معذور ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی لیڈروں نے اپنی بقا وحفاظت کے لئے اسلامی حکومت کے مقابلہ میں ہمیشہ کفر کے ظل حمایت کو ترجیح دی ہے، ملاحظہ ہو:

> ”سو اس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ (برطانیہ) کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی

گورنمنٹ کی ہوتی۔"

(تحفہ قیصریہ ص:۱۰، مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۲ ص:۲۶۲، ۲۶۳)

"میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں، نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے۔ اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ۔" (مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج:۶ ص:۶۹ طبع [illegible])

"قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہ شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے احسان ہیں۔ ان کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کر رہے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لئے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لئے بطور درندوں کے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ اس گورنمنٹ کے زیر سایہ مجھے مبعوث فرمایا ہے جس کا مسلک آزادی بخش ہوا کرتی ہے۔"

([illegible] مندرجہ روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۴۹۳)

"یہ میرا دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی

طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص:۵۰۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰)

"گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقصد کو پورا کرتے ہیں... اور اگر دوسرے ملک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔"

(برکات خلافت ص:۶۵ از مرزا محمود احمد)

گویا قادیانی لیڈر یہ چاہتے ہیں کہ وہ جیسے چاہیں اسلام کے نام پر کاروبار زندقہ کے طومار تیار کریں، کوئی ان کو روک ٹوک کرنے والا نہ ہو۔ اکبر الٰہ آبادی مرحوم کے بقول:

گورنمنٹ کی یارو خیر مناؤ
انا الحق کہو اور سولی نہ پاؤ

ظاہر ہے کہ یہ نعمت کسی بے دین ملک میں ہی میسر آ سکتی ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ اس زندقہ کو کب برداشت کر سکتا ہے؟

قادیانیوں کی حکومت کلی کے سلسلہ میں میں نے تیسرا حوالہ "الفضل" ۳ فروری ۱۹۲۲ء سے پیش کیا تھا، جناب مرزا طاہر احمد صاحب اس کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس اقتباس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جس الفضل کا حوالہ آپ نے دیا ہے وہ دنیا میں کبھی شائع ہی نہیں ہوا۔ خدا جانے مولانا نے یہ حوالہ کیسے ایجاد فرمالیا۔"

([illegible] ایک مختصر تبصرہ ص:۴۳، ۴۴)

صاحبزادہ صاحب کو بھی اس طور اس امر کا اعتراف ہے کہ "الفضل" کے جس مضمون کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اقتباس تو موجود ہے، البتہ جس "الفضل" کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں نہیں بلکہ کسی دوسرے "الفضل" میں ہے، اور حوالہ اسی "الفضل" کا دینا چاہئے تھا، جبکہ اس "الفضل" کا وجود دنیا میں کبھی شائع ہی نہیں ہوا۔

میں آپ کی تصحیح پر صاحبزادہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، واقعی مجھ سے سہو ہوا ہے مجھے فروری کے بجائے مارچ کے "الفضل" کا حوالہ دینا چاہئے تھا۔ اب مرزا طاہر احمد صاحب کا یہ سوال کہ "خدا جانے مولانا نے یہ حوالہ کیسے ایجاد فرمالیا ہے۔" جواباً گزارش ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے حدیث: "ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی" کے لئے بخاری شریف کا حوالہ کیسے ایجاد فرمایا تھا؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> "اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ: آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ "ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی" اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص:۴۱، روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۳۷)

جناب مرزا طاہر احمد صاحب کو راقم الحروف کا ممنون ہونا چاہئے کہ اس نے سہواً "الفضل" کے ایک مہینہ کی جگہ دوسرا مہینہ لکھ دیا، صحیح بخاری شریف کا حوالہ نہیں دے دیا، ورنہ شاید انہیں راقم الحروف پر بھی "مسیح موعود" ہونے کا شبہ ہوتا۔ بہرحال جناب صاحبزادہ صاحب کا تصحیح شدہ حوالہ درج ذیل ہے:

> "احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں، کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو اور جب

> تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو اس وقت تک ہم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے اور نہ اخلاق کی تعلیم ہو سکتی ہے نہ پورے طور پر تربیت کی جا سکتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مکہ اور حجاز سے مشرکوں کو نکال دو۔ اپنا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام بہت مشکل ہے۔ اگر یہ نہ ہوا تو کام اور مشکل ہو جائے گا (مطلب یہ کہ کسی نہ کسی جگہ خالص قادیانی حکومت ہونی چاہئے۔ خواہ ایک قصبہ ہی کی کیوں نہ ہو۔ ناقل)۔" (خطبہ میاں محمود احمد صاحب، مندرجہ اخبار الفضل ج:۹ نمبر:۷۸، ۱۲ / مارچ ۱۹۲۲ء بحوالہ قادیانی مذہب فصل:۱۱ نمبر:۵۰ ص:۹۰۰ طبع پنجم)

آج جناب مرزا طاہر احمد صاحب "قادیانی حکومت" کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں اور اسے دشمن کی اڑائی ہوئی ہوائی باور کراتے ہیں، حالانکہ یہ سالہا سال تک ان کے والد محترم جناب مرزا بشیر الدین صاحب کے خطبوں کا موضوع رہا ہے اور وہ اسی کو اصل قادیانی ہدف ظاہر کرتے رہے ہیں۔ ایک صدی کی کروٹ کے بعد آج اگر ان کے یہ خیالات "مجذوب کی بڑ" تصور کئے جائیں تو تعجب نہیں، مگر وہ اسی کو اپنی موعودی بعثت کی اصل غرض قرار دیتے رہے ہیں۔ ان کی بے شمار تحریروں اور تقریروں سے چند اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں:

قادیانی غرض اور مقصد:

> "ہمیں خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے دنیا میں کھڑا کیا ہے کہ ہم بادشاہتوں کو الٹ دیں، حکومتوں کو بدل دیں اور سلطنتوں میں انقلاب پیدا کر دیں، اور پھر ان بادشاہتوں، حکومتوں اور

سلطنتوں کی تبدیلی کی کوششیں اور نئی سلطنتیں قائم کریں، اور دنیوی حکومتوں کو اپنے ماتحت لاکر انہیں مجبور کریں کہ وہ اس سکیم کو جاری کریں جو اسلام (قادیانی اسلام۔ ناقل) دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔" (ارشاد میاں محمود احمد صاحب، مندرجہ اخبار الفضل ج:۳۴ نمبر:۲۵۴ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

دنیا کو کھا جانا:

"ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی منظم جماعت جو کام کر رہی ہو ہم سے کمزور نہیں، مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور ایسے وسیع نہیں ہیں، اور ان میں سے کوئی بھی یہ امید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام جاری کرے گی۔ سوائے ہماری (احمدی) جماعت کے... اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے مگر ارادوں کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے، پھر وہ ہمت سے ڈرتی ہی نہیں کرتی اس کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جانا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق فرمایا ہے: دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کرے گا (چنانچہ آخری بار ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ساری دنیا پر اس کی "سچائی" ظاہر ہوچکی ہے... ناقل)۔" (خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل ج:۱۵ نمبر:۸۲ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۸ء)

دنیا میں تہلکہ:

”خوجہ قوم بے شک بہت مالدار قوم ہے۔ مگر یہ امنگ کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ بے شک میمن اور بوہرے بہت مالدار ہیں مگر ان کے دماغ کے کسی گوشے میں بھی کبھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ ہم دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے اور نظام عالم میں تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ ان کی دولتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان میں سے کئی ایسے ہیں جو اس زمانہ میں بھی جب کہ مال و دولت کی کثرت ہے اس قدر مالدار ہیں کہ انفرادی طور پر مدینہ کو خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں (مدینہ کو خریدنے کے بجائے قادیان کو خریدنے کی بات کرنی تھی۔ ناقل) مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی یہ خیال آیا کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ اور دنیا کے نظام کو درہم برہم کر کے ایک نیا نظام جاری کرنا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک اور قوم ہے جو اپنے مال، اپنی دولت، اپنی عزت اور اپنی تعداد اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے دنیا کی شاید تمام منظم جماعتوں سے کمزور اور تھوڑی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کے دل میں یہ امنگ ہے اور اس کے ارادے اس قدر پختہ اور بلند ہیں کہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کمزوریوں کے باوجود اور سامان کی کمی کے باوجود ساری دنیا میں تہلکہ مچا دے گی۔ اور موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ دستور کو تہ و بالا کر کے نیا نظام اور نیا کام جاری کرے گی۔ اور وہ جماعت احمدیہ ہے (جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے لیڈر ہمیشہ ہوائی قلعے تعمیر کرتے ہیں۔ اور اپنے خوش فہم مریدوں کو سبز باغ دکھایا کرتے ہیں... ناقل)۔“

تجارت اور حکومت پر قبضہ:

"جب احمدیت ترقی کرے گی، ہماری جماعت کے لوگوں کی آمدنیاں زیادہ ہوں گی۔ ہمارے ہاتھ میں حکومت آجائے گی، احمدی امراء اور بادشاہ ہوں گے، تو اس وقت ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کافی نہ ہوگی...."

"ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب ۱/۱۰ حصہ تو کنچنیاں بھی داخل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گی۔ اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی۔ آمد زیادہ ہوگی، مال و اموال کی کثرت ہوگی، اور ۱/۱۰ حصہ داخل کرنا کوئی بات ہی نہ ہوگی مگر اب تھوڑی جماعت ہے۔ جس نے بہت بوجھ اٹھایا ہے۔ احمدیت کی وجہ سے ہمارے آدمیوں کی ملازمتیں رکی ہوئی ہیں۔ ترقیاں رکی ہوئی ہیں، تجارتیں رکی ہوئی ہیں۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۰ یا ۱۵ فیصدی جو چندہ دیتے ہیں وہی بڑا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی اس وقت اس قسم کی تنگیاں نہ ہوں گی۔"

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ مندرجہ الفضل ج:۱۳ نمبر:۱۱۷ ص:۸ مورخہ ۸/جون ۱۹۲۶ء)

اورنگ زیب بادشاہ:

"چندہ بہیر اللہ کا نامہ نگار صاحب کو مسلمان بنانے کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے: "بھلا جس کام کو اورنگ زیب جیسا بادشاہ نہ کر سکا اسے تم کس طرح کرالو گے۔" چندہ نے کہا: اورنگ زیب کی ہستی ہی کیا تھی میرے سامنے؟ اورنگ زیب بادشاہ تھا اور دنیا کا بادشاہ تھا، وہ دنیا کی بہتری کے لئے جو کچھ کر سکتا تھا وہ اس نے کیا، میں ایک مصلح کا

خلیفہ ہوں۔ مگر آج اورنگ زیب زندہ ہوتا اور خدا تعالیٰ حق کی شناخت کے لئے اس کی آنکھیں کھول دیتا تو وہ بھی میرے ہاتھوں میں اسی طرح کام کرتا جس طرح اور کر رہے ہیں (مطلب یہ ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ مسیلمہ پنجاب کی ذریت سے وہی سلوک کرتے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اس کی ذریت سے کیا تھا... ناقل)۔" (خطبہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ الفضل ج:۱۳ نمبر:۱۵۸ ص:۵ مؤرخہ ۳؍ جون ۱۹۲۶ء)

بے ایمانی اور بے وقوفی:

"عجب ہے کہ (قادیانی) جماعت کے لوگوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چنا ہے اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم سے کتنے ہیں جو مایوس ہیں، کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں۔ مگر اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کہتا ہے کہ تم دنیا کو فتح کرو گے، لیکن تم کہتے ہو نہیں، ہم نہیں کر سکتے۔ غور تو کرو کب خدا نے کسی قوم کو اس لئے چنا ہے کہ وہ دنیا کو فتح کرے گی اور اس نے نئی زمین اور نیا آسمان نہ پیدا کر دیا۔ کیا اب خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بوڑھا ہو گیا ہے کہ اس کی قوت اور طاقت کمزور ہو گئی ہے۔ اس نے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت کرشن، حضرت رام چندر، حضرت بدھ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قوموں کو چنا اور وہ کامیاب ہوئیں پھر کیا اب خدا کی عقل کمزور ہو گئی ہے کہ اس نے ہم کو چنا اور ہم ناکام ہو جائیں گے۔ یہ انتہا درجہ کی بے ایمانی اور بے وقوفی ہے (جس میں ایک صدی سے قادیانی

جماعت مبتلا ہے… الخ)۔“ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل ج:۱۸ نمبر:۳۶ ص:۷ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۰ء)

زندگی اور موت:

”غرض ہر قوم یا ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید و یقین سے پر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے، وہ لوگ جو واقع میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ایمان لاتے ہیں سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب بچے جائیں گے صرف ہم باقی رہ جائیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آرہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے: ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا“ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی، مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمراں ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔“ (خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ج:۱۵ نمبر:۸۷ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۸ء)

قادیانی رحم:

”فرمایا (مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کہ) مجھے تو ان غیراحمدی مولویوں پر رحم آیا کرتا ہے جب میں یہ خیال کیا کرتا ہوں کہ ان کی تو اب ذلت و رسوائی کے سامان ہو رہے ہیں اور خدا نے ہمیں قوت اور سطوت عطا کرنی ہے۔ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایک سو سال تک اور بمشکل اس رنگ میں گزارہ کرسکیں گے، پھر جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا، احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوں

گے۔ الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے تو اس وقت ان بے چاروں کا کیا حال ہوگا؟ (بحمداللہ! آج تک تو "الفضل کے پرانے فائل" خود قادیانیوں کے لئے دردِ سر بنے ہوئے ہیں... ناقل) مجھے خطرہ ہے کہ اس وقت کے احمدی ان کے مظالم کو پڑھ پڑھ کر اور ان کے قتل اور سنگساری کے جرائم کے حالات کو دیکھ کر ان سے کیا سلوک کریں گے؟ (غالباً جو قادیان اور ربوہ کی تعلیمات سے ہوتا رہا ہے... ناقل) اس وجہ سے مجھے ان پر رحم آتا ہے اور پھر اپنے اوپر بھی آتا ہے کہ اگر خدانخواستہ وہ لوگ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں گے تو پھر وہ بھی اسی سزا کے مستوجب ہوں گے۔"

(ارشاد: میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

قادیانی یہودی:

"فرمایا: جب تک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) دنیا میں نہ آئے تھے وہ یہود، یہود تھے اور ان پر وہ لعنت تھی جو حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ ماننے کی وجہ سے ان پر نازل ہوئی۔ مگر جب سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) آگئے ہیں تب سے ان کی اور ان مولویوں کی پوزیشن برابر ہوگئی ہے بلکہ یہ ان سے بھی گرگئے ہیں، اور زیادہ قابل مواخذہ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اب وہ یہود ابھرتے نظر آتے ہیں اور یہ مثیل یہود پیچھے جارہے ہیں (یعنی مسیح آکر کافروں کو مسلمان نہیں بنا سکا تو مسلمانوں کو یہودی بنانے کا کام ہی سہی۔ یہی اس کی مسیحیت ہے۔ ناقل)۔" (ارشاد: میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

قادیانی حکیم اور ان کی دیوار:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ سوال کرتے

ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور ان کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کیوں دعائیں کیں؟ حضور (مرزا محمود احمد صاحب) بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لئے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے۔

فرمایا: اس سوال کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ایک گرتی ہوئی دیوار بنادی گئی۔ جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔ جس کے مالک چھوٹے بچے تھے دیوار اس لئے بنادی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑے ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لئے محفوظ رہے۔ یہ دراصل حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی جماعت کے متعلق پیش گوئی ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (یعنی انگریزی حکومت ...ناقل) کو قائم رکھا جائے تا کہ یہ خزانہ کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لئے دعا کرنے اور ان کو فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی۔ (افسوس ہے کہ ۱۹۴۷ء میں قادیانی قسمتوں کی یہ دیوار گر گئی اور ان کا مدفون دوسروں کے ہاتھوں میں چلا گیا...ناقل)۔" (میاں محمود احمد

صاحب کی "مجلس عرفان" مندرجہ اخبار الفضل ج:۳۳، نمبر:۳ مورخہ
۴ جنوری ۱۹۴۵ء)

یہاں اس لطیفے کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ انگریزوں کے ابتدائی دور تسلط میں بھی یہی ذہنیت ہندوؤں کی تھی۔ چنانچہ جناب قمر الدین احمد جہانگیر ہاؤس، بیلھادر چوک، کراچی نمبر:۲ کی کتاب "ابوالغریب" (حصہ اوّل ص:۱۰۴) میں ایک بنگالی ناول نگار بنکم چندر کے مشہور ناول "آنند مٹھ" (مسرت کی خانقاہ) سے حسب ذیل کا اقتباس نقل کیا ہے:

> "سچے مذہب کی تجدید کی اس وقت تک امید نہیں کی جاسکتی جب تک اہل برطانیہ ہمارے حکمران نہ ہوجائیں... ملیچھوں (ناپاک لوگوں) نے ہمارے مذہب کا نام ہندو رکھا ہے... انگریز سائنس میں بہت ترقی یافتہ ہیں اور قابل استاذ ہیں۔ اس واسطے انہیں کو ہمارا بادشاہ ہونا چاہئے... جب تک ہندو علم، صداقت اور طاقت اوج کمال پر نہ پہنچ جائیں اس وقت تک برطانوی سلطنت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ اس کے ماتحت عوام پُرمسرت زندگی بسر کرسکیں گے اور بغیر مداخلت اپنے مذہبی شعائر کو پورا کرسکیں گے۔ ہمارا دشمن (اسلامی حکومت) اب کہاں ہے؟ وہ اب ختم ہوچکا ہے۔ برٹش اقتدار ہمارے لئے دوست ہے۔"

دیکھئے وہی ذہنیت، وہی فلسفہ، وہی تکنیک، غالباً قادیانیت کی یہی ہندوانہ ذہنیت تھی جس کی بناء پر مرزا قادیانی کو "کرشن جی مہاراج"، "رودر گوپال"، "سوربار" اور "جے سنگھ بہادر" کے خطابات عطا کئے گئے۔

تحریک حریت اور نادان احمدی:

> "ہندوستان میں انقلاب پیدا ہونے والا ہے اور ہندوستانیوں میں اس وقت جو جذبۂ حریت پیدا ہو رہا ہے

(انگریزی) گورنمنٹ زیادہ دیر تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی بے شک وہ مقابلہ کرے گی لیکن آہستہ آہستہ خود بخود ہندوستانیوں کو حقوق دینے پر آمادہ ہو جائے گی اور وہ نادان احمدی جو ایک حد تک تحریک حریت کو ہندوستان کے لئے مفید سمجھتے ہیں اس وقت دیکھیں گے کہ وہ لوگ جن کی ظاہرداری کو دیکھ کر وہ انہیں اپنا ہمدرد سمجھتے ہیں ان کی مثال بعینہ اس بلی کی طرح ہے جس کا جسم نہایت ملائم اور جسم بہت نرم لیکن ناخن خوفناک ہوتے ہیں اور وہ دیکھیں گے کہ کس طرح ان کی آنکھوں کو نوچ لے اور چہرہ کو نوچنے کی کوشش کرتے ہیں... اگر تم بھی اللہ کے پیارے ہو تو اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت نہ قائم ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے اور تمہیں کبھی بھی امن وامان حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آج کسی وجہ سے کچھ ہے تو کل یقیناً پھر دکھ کی حالت ہو جائے گی۔" (خطبہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل ج:۱۸ نمبر:۸۶ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۴۰۳ فصل:۱۹ نمبر:۵۵ طبع نہم)

دشمن:

"ہمیں جس کا اعتقاد ہے کہ کسی وقت بدلہ لینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس خیال سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے کہ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے اس لئے ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تا ان پر غالب آنے کی کوشش کریں کیونکہ جب تک یہ حالت نہ ہو ترقی بھی نہیں ہو سکتی تمام انبیاء کی جماعتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ پہلوں میں ہم سے زیادہ ایمان نہ تھا۔

ان کی سستی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے لئے چھ ایک جتھا پیدا کئے ہیں تاکہ اگر جماعت کے دوست دوسروں کی ہدایت کے لئے احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہ بھوت کہ ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں داخل نہ کرلیں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اور بھی جتن سے زندگی بسر نہیں کرسکتے تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔" (خطبہ میاں محمود احمد، مندرجہ اخبار الفضل ج:۱۷ نمبر:۱۲۸ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء۔ بحوالہ قادیانی مذہب ص:۹۰۲ فصل:۱۹ نمبر:۵۳، ۵ طبع پنجم)

چوہڑے چمار:

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی افتتاحی تقریب میں فرمایا تھا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آجائے گی اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی... اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گی اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرلے گی کہ دنیا کے مذہب، تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے

ہاتھ میں ہوگی۔ جو حصہ کہ اقتدار سے حاصل ہوگا اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا۔ اب جو اپنی بدبختی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت سمجھے جائیں گے۔ سوسائٹی کے اندر ان کی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے تمدنی، تعلقات یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز اتنی غیر موثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے (گویا مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق آئندہ قادیانی حکومت میں غیر قادیانیوں کی یہی حیثیت ہوگی۔ ناقل)۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۳ء)

ہٹلر اور مسولینی:

”حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر و مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور ان پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔“ (تقریر میاں محمود احمد صاحب، مندرجہ الفضل ج ۲۳ نمبر ۲۹۲ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۵ء)

غلبہ اسلام:

گزشتہ بالا اقتباسات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانی لیڈر ”دنیا کو فتح کرنے“ کے خواب کتنی مدت سے دیکھ رہے ہیں اور مسلمانوں کو ”یہودی“ تصور کرتے ہیں نیز ان کی خواہش کے زوال کے کس شدت سے منتظر ہیں؟ اس کے باوجود مرزا طاہر احمد صاحب قادیانیوں کی اس مظلومانہ حیثیت پر واویلا کر کے پورے زمانے کو [illegible]

ان کی مجبوری ہے، ان کی یہ حالت زار واقعتاً لائق رحم ہے، جس پر سب کو ترس آنا چاہئے، کیا وہ دن تھے کہ انگریز بہادر کے سائے میں ان کا طوطی بولتا تھا، عہدے، منصب اور نوکریاں انہی کے اشارہ سے ملا کرتی تھیں، وہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر تفوق جتایا کرتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ہمارا مرشد و مربی (انگریز بہادر) جائے گا تو زمام حکومت ہمارے سپرد کر کے جائے گا۔ وہ ترنگ میں آ کر کہا کرتے تھے:

> "ہم میں سے ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت زندہ رہیں یا نہ رہیں لیکن بہرحال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوگی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔ اب یہ خیال ایک منٹ کے لئے بھی کسی سچے احمدی کے دل میں غلامی کی روح پیدا نہیں کر سکتا ــــــ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت ہی عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔" (الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۰ء)

کیا آج یہ دن کہ ملت اسلامیہ کے معدہ نے انہیں مردہ مکھی کی طرح باہر اگل دیا۔ وہ تمام مسلمانوں کو "چوہڑے چمار" کی حیثیت دینے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے مگر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو! کہ آج خود ان ہی کا نام آئین میں شیڈول کاسٹ (چوہڑے چماروں) کے ساتھ درج ہے، ایسے میں مرزا طاہر احمد صاحب اپنے باپ دادا کے افعال و اقوال اور تحریروں پر انکار و تاویل کے پردے ڈال کر حقیقت مٹانے کی کوشش نہ کریں تو آخر کیا کریں؟

"حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں"

لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب ایک طرف تو یہ فرما رہے ہیں کہ قادیانی لیڈروں کا حکومت پر قابض ہونے کا کوئی ارادہ نہیں، دوسری طرف خوش فہم

مریدوں کو یہ کہہ کر دلاسا دیتے ہیں کہ قادیانی جماعت غلبۂ اسلام کے لئے کھڑی کی گئی ہے اور یہ کہ اسی جماعت کے ذریعہ اسلام ساری دنیا پر غالب آئے گا، چنانچہ وہ قرآن مجید کی آیت: "هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

> "احمدیت کا تو وجود ہی اسی لئے ہے کہ یہ تحریک تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ کے لئے جاری کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سچا اور اٹل وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کو اور آپ کے دین کو تمام دوسرے ادیان پر غالب فرمادے گا اسی وعدہ کے ایفا کا سامان تحریک احمدیت کو جاری کرکے فرمایا گیا ہے۔"
>
> (مرزا طاہر احمد صاحب کا ربوہ سے تل ابیب تک پر "مختصر تبصرہ" ص:۳)

اس سلسلے میں صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں:

اول:... عربی میں ایک مثل ہے: "پہلے عمارت بناؤ، پھر نقش و نگار بھی کرلینا" صاحبزادہ صاحب کی تحریک احمدیت دنیا میں اسلام کو جب غالب کرے گی سو دیکھا جائے گا، مگر میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ پہلے وہ خود تو مسلمان ہولیں۔ صاحبزادہ صاحب کو یہ لکھتے وقت احساس نہیں رہا کہ ان کی تحریک احمدیت شریعت و آئین کی رو سے غیر مسلم ہے اور ایک غیر مسلم کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ اسلام کو دنیا پر غالب کرے گا دراصل اسلام اور مسلمانوں سے بدترین مذاق ہے۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلام کو غالب کرنے کا دعویٰ کتنا عجیب ہے! یہ تو وہی لطیفہ ہوا جو اچھوتوں کی بستی کے مؤذن کے بارے میں مشہور ہے، کہتے ہیں کہ کسی بستی کے لوگوں کو کوئی مسلمان مؤذن نہ ملا تو انہوں نے ایک پڑھے لکھے چوہڑی کو اس خدمت کے لئے کرائے پر رکھ لیا۔ اذان کے کلمات ظاہر ہے کہ خود اس کے اپنے عقیدے کے خلاف تھے، ان کا بجرأت اعلان کیسے کرتا؟ ادھر ڈیوٹی بجالانا بھی ضروری،

اس مشکل کا حل اس نے یہ تلاش کیا کہ اذان میں بجائے "اشہد ان محمداً رسول اللہ" کے وہ یہ اعلان کرتا کہ: "اشہد ان اھل القریۃ یقولون ان محمداً رسول اللہ" یعنی بستی کے لوگوں کا کہنا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ وہی مثال مرزا طاہر احمد صاحب کی ہے کہ خود تو مسلمان نہیں، مگر ان کی چاہت ہے کہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ چہ خوب، وہ اسلام کو غالب کرائیں۔ شاید مرزا صاحب نے عالم اسلام کو بھی "احمقوں کی بستی" سمجھ رکھا ہے۔ میں ان سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں سے یہ مذاق بند کردیں، اللہ کا شکر ہے اہل اسلام ابھی زندہ ہیں، وہ اسلام کی جیسی کیسی بری بھلی خدمت خود ہی کرلیں گے، انہیں اسلام کی خدمت کے لئے کسی کرائے کے مجنوں کی ضرورت نہیں، ہاں! صاحبزادہ صاحب اور ان کی "تحریک احمدیت" کو اگر واقعتا اسلام کی خدمت کا شوق ہے تو بسم اللہ تشریف لائیں، اسلام کا دروازہ بند نہیں، وہ پہلے خود دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں اور پھر خدمت اسلام کے ارمان جتنے چاہیں نکالیں۔ قرآن کریم نے ان کے پیشرووں کو پہلے سے تلقین کررکھی ہے: "آمنوا کما آمن الناس" ایسا ایمان لاؤ جیسا دوسرے مسلمان ایمان لاتے ہیں، وہ قرآن کریم کے اس ارشاد کو گوش ہوش سن کر پلے باندھ لیں۔

دوم:… صاحبزادہ صاحب کا کہنا ہے کہ قادیانی تحریک تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ کے لئے جاری کی گئی ہے۔ اب فرض کیجئے کہ ان کا نام نہاد اسلام بقول ان کے ساری دنیا پر غالب ہوجائے۔ دنیا کے چپے چپے پر بس ان ہی کا دین و مذہب نظر آنے لگے تو سوال یہ ہے کہ اس وقت صاحبزادہ صاحب زمام حکومت کیا سکھوں کے حوالے کردیں گے؟ کیونکہ وہ خود تو حکومت کا نام سن کر ہی بدکتے ہیں۔

غلبہ اسلام اور حکومت آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جب آپ یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ قادیانی تحریک غلبہ اسلام (یعنی غلبہ قادیانی دین) کے لئے جاری کی گئی ہے تو اس سے خود بخود یہ دعویٰ بھی لازم آتا ہے کہ قادیانی تحریک کا مقصد ساری دنیا پر "قادیانی راج" قائم کرنا ہے، اس صورت میں میں نے دونوں سنگین الزام آپ پر عائد کردیا تھا جس کی

تردید کے لئے آپ تو تنقیص کی زحمت اٹھانا چاہیں؟ آپ کا ایک طرف غلبۂ اسلام (جس سے قادیانیت کا غلبہ مراد ہے) کے دعوے کرنا اور دوسری طرف لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ ہمارا حکومت پر قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، کیا ان دونوں باتوں میں تناقض نہیں؟ یا آپ اس تناقض کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ آپ کے دادا مرزا غلام احمد صاحب تو متضاد اور متناقض باتیں کیا ہی کرتے تھے، مگر تعجب ہے کہ یہ وراثت ان کے خاندان میں ابھی تک باقی ہے، حق ہے کہ:

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۱۱، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۲۷۵)

سوم:... صاحبزادہ صاحب تو قرآن کریم کی آیت نقل کرکے ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اس آیت کے سچے اور اٹل وعدہ کو پورا کرنے کے لئے تحریک احمدیت جاری کی گئی ہے، مگر ان کے دادا مرزا غلام احمد صاحب اس آیت کو اپنی ذات پر چسپاں کرکے ببانگ دہل اعلان فرمایا کرتے تھے کہ یہ غلبہ ان کے ہاتھ سے ہوگا، اور یہ کہ ان کی زندگی میں یہ وعدہ پورا نہ ہو تو وہ جھوٹے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد صاحب کا بیان سچ ہے یا ان کے دادا مرزا غلام احمد صاحب کا؟

واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے دعاوی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے پون صدی گزر رہی ہے، مگر تجربہ گواہ ہے، اسلام کے غلبہ کی قرآنی پیش گوئی نہ مرزا صاحب کے ہاتھ پوری ہوئی، نہ ان کے پون صدی کے بعد تک ان کے کسی جانشین کے ہاتھ پر۔ کیا کامل ایک صدی کے تجربے کے بعد دنیا یہ سمجھنے پر مجبور نہیں کہ "غلبۂ اسلام، غلبۂ اسلام" کی سدابہار رٹ محض دکان چمکانے اور سادہ لوح مریدوں سے چندے بٹورنے کے لئے ہی ہے، ورنہ قادیانیت کے ذریعہ اسلام کو غالب ہونا تھا نہ ہوا، اور نہ یہ ممکن ہے۔ قادیانیت کے ذریعہ دنیا پر اسلام تو کیا غالب آتا، الٹا یہ ہوا کہ جو لوگ پہلے سے مسلمان تھے، قادیانیت کی بدقسمتی سے وہ بھی مسلمان نہ رہے، کچھ عیسائی ہوگئے، کچھ بہائی، کچھ مرزائی اور کچھ دہریے بن گئے اور جو مسلمان اپنے دین پر قائم رہے انہیں قادیانی

الہام نے یک جنبش لب کافر بنادیا، ملاحظہ فرمایئے:

۱:... "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد مندرجہ الذکر الحکیم نمبر:۴ ص:۲۴)

۲:... "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(الہام مرزا قادیانی مندرجہ تذکرہ ص:۳۳۶ طبع چہارم)

۳:... "جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔"

(الہام مرزا قادیانی مندرجہ تذکرہ ص:۱۳۳ طبع چہارم)

۴:... "علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۸)

۵:... "کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (یعنی خود بدولت مرزا قادیانی۔ ناقل) کو نہیں مانتا... اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۷۹، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۸۵)

۶:... "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں

شدہ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص:۳۵ از میاں محمود احمد قادیانی)

۷: "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۱۰ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

یہ وہ غلبۂ اسلام جس کے لئے قادیانی تحریک جاری کی گئی اور جو قادیانی تحریک کی بدولت ظہور میں آیا، گویا روئے زمین سے اسلام کا صفایا کردینے کا نام قادیانی اصطلاح میں "غلبۂ اسلام" ہے۔

بریں عقل و دانش ببایدگریست

اس کے باوجود مرزا طاہر احمد صاحب کی صفائی دیکھئے کہ وہ اب تک غلبۂ اسلام کا ڈھول پیٹ رہے ہیں۔ کوئی شریف آدمی ان سے یہ نہیں پوچھتا کہ:

۱:... حضرت! آپ کے دادا صاحب غلبۂ اسلام کی مہم میں ناکام کیوں رہے؟

۲:... اب آپ نے مرزا غلام احمد کو غلبۂ اسلام کے منصب سے معزول کرکے... اس کا چارج "تحریکِ احمدیت" کے حوالے کیوں فرمادیا؟

۳:... آپ کی "تحریکِ احمدیت" کے ذریعہ اب تک جو کچھ ظہور میں آیا ہے اگر اس کا نام "غلبۂ اسلام" ہے تو غلبۂ کفر کسے کہتے ہیں؟

چہارم:... جناب مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے منصب کی وضاحت اور "غلبۂ اسلام" کی تشریح کرتے ہوئے اخبار "الحکم" کے ایڈیٹر کے نام اپنے خط میں بڑے طمطراق اور تحدی سے لکھا تھا:

"میرا کام، جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں، اور بجائے

تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت و شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام، فقط غلام احمد" (اخبار بدر جلد۲ نمبر:۲۹ ص:۴ مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزا صاحب کو یہ خوش فہمی تھی کہ اشاعت اسلام کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ حیات مسیح کا مسئلہ ہے، اگر وہ لوگوں کو کاغذی پتنگ بازی کے ذریعہ اس جھوٹ کو باور کروانے میں کامیاب ہوگئے کہ عیسیٰ مرچکے ہیں تو عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ جائے گا۔ تثلیث کی جگہ توحید پھیل جائے گی۔ عیسائی دنیا فوراً مرزا صاحب کی تصدیق کرکے ان کے قدموں میں آگرے گی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے "مریض قادیان" کو "مسیحا" مان لے گی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے مریدوں کے قلم کاروں کی مدد سے (جو پہلے ہی اسلامی عقائد سے منحرف تھے) اس موضوع پر لٹریچر تیار کرنے شروع کردیئے اور اسی (۸۰) سے زائد کتابیں خود لکھ ڈالیں جن میں سے بقول شخصے: "اگر [illegible] مرزائی تعلیمات اور وفات مسیح کو نکال دیا جائے تو پیچھے صفر رہ جاتا ہے۔" الغرض مرزا صاحب نے اپنے حواریوں سمیت وفات مسیح کا افسانہ اڑانے کے لئے خوب پروپیگنڈہ کیا، مگر نتیجہ وہی رہا کہ نہ مسلمان اور نہ عیسائی، مرزائی خیالات کو کوڑی کی حیثیت بھی نہ دی۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ مرزا صاحب کو رخصت ہوئے پون صدی ہو رہی ہے مگر ان کے کاغذی پروپیگنڈہ سے عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹا، نہ تثلیث کے بجائے توحید دنیا میں پھیلی، نہ ان کی مہدویت کا ظہور ہوا، نہ ان کی مسیحیت کا کوئی نتیجہ نکلا، بلکہ وہ ناکام آرزوؤں کی طرح یہ ساری حسرتیں قبر میں ساتھ لے گئے۔

"وترکہ حسرات فی بطون المقابر!"

مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو اپنے دادا کے قول:

"اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ
علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔"

"اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ
میں جھوٹا ہوں۔"

کی صداقت میں ابھی تک شک ہے ورنہ ابھی تک یہ فرماتے جا رہے ہیں کہ قادیانی تحریک تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ کے لئے برپا کی گئی ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد کا (خود اپنے ہی قول سے) جھوٹا ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح ساری دنیا پر کھل چکا ہے۔ مگر مرزا طاہر احمد صاحب اور ان کے رفقاء دن کی روشنی میں بھی سیاہ و سفید کے درمیان تمیز کرنے سے معذور ہیں۔ و من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔

سوال و جواب:

اس بحث کے آخر میں جناب صاحبزادہ صاحب نے راقم الحروف سے ایک سوال کیا ہے، اس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "آخر میں مولانا سے صرف یہ سوال کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ کیا آپ بھی دیگر مذاہب پر اسلام کے غلبہ کے قائل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا اس کے لئے کوئی تبلیغی و تربیتی پروگرام بنانے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں یا محض قائل ہونے پر ہی اکتفا ہے؟ اور اس ضمن میں کسی پروگرام بنانے کا بھی ارادہ ہے تو کیا آپ کی آخری اور فیصلہ کن عالمی فتح پر بھی جناب کا ایمان ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو فرمایئے کیا آپ نے اس پروگرام و منصوبہ بندی کے عالمی غلبہ کے منصوبے سے مشابہت تو نہیں؟ ذرا سوچ کر تحمل کے ساتھ جواب دیجئے۔"
>
> ([illegible] پر تبصرہ ص ۴۹)

جناب صاحبزادہ صاحب کے سوال کا جواب تو بہت ہی مختصر ہے کہ جس غلبے کی آپ بات کر رہے ہیں اس کے لئے کسی منصوبہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ چونکہ غلط فہمیوں کی پیداوار ہے، میں چاہتا ہوں کہ ان کے ازالے کے لئے چند امور کی قدرے وضاحت کردوں:

الف:... اسلام اپنے اٹل اصولوں، قطعی عقائد، صاف ستھرے قوانین اور موافق فطرت تعلیمات کے ذریعہ دلیل و برہان کے میدان میں تمام ادیان پر ہمیشہ غالب رہا ہے، یقین نہ آئے تو آج بھی کسی قدیم و جدید مذہب کے اصول و فروع کا اسلام سے مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے۔ دیگر مذاہب تو پھر پرانے اور فرسودہ ہو چکے ہیں، مرزا طاہر احمد صاحب کا آزلی دین تو ابھی تازہ ہے، اس پر ایک صدی بھی ابھی پوری نہیں ہوئی، شوق ہو تو اسی کے کسی اصول کو اسلام سے ٹکرا کر دیکھ لیجئے۔

ب:... اسلام کے ساتھ حاملین اسلام کا گروہ بھی بحمداللہ ہمیشہ غالب و منصور رہا ہے اور ان کا تسلسل صدر اول سے لے کر آج تک کبھی منقطع نہیں ہوا، صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "لا یزال من امتی امة قائمة بامر الله، لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یأتی امر الله وهم علی ذالک۔" (مشکوٰۃ ص:۵۸۳)
>
> ترجمہ: "میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ امر الٰہی پر قائم رہے گی ان کے مخالف اور ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور وہ قیامت تک اسی پر قائم رہیں گے۔"

اور ترمذی شریف میں بسند صحیح یہ روایت ہے:

> "ولا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی تقوم الساعة۔" (مشکوٰۃ ص:۵۸۲)

ترجمہ: "اور میری اُمت کا ایک گروہ قیامت تک ہمیشہ
غالب و منصور رہے گا، ان سے الگ ہوکر ان کی نصرت سے کنارہ کشی
کرنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اُمتِ مرحومہ پر کبھی کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ وہ مجموعی طور پر جادۂ مستقیم سے ہٹ گئی ہو، بلکہ حاملینِ دین کا گروہ ہمیشہ حق پر قائم اور غالب و منصور رہا ہے۔ جس سے مرزا غلام احمد کا یہ عقیدہ قطعاً غلط ثابت ہوتا ہے کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد پوری کی پوری اُمتِ اسلامیہ (نعوذ باللہ) گمراہ، کافر و مشرک اور یہودی ہوگئی تھی۔ ان میں کوئی جماعت بھی عقائدِ حقہ کی حامل نہیں رہی تھی، نیز مرزا کا یہ عقیدہ بھی باطل ہوجاتا ہے کہ اسلام اور قرآن دنیا سے اُٹھ گئے تھے، اس لئے خدا کو قادیان میں دوبارہ قرآن اُتارنا پڑا۔

ج:... ایک ہزار برس تک اسلام کو دنیا پر سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی میدانوں میں بھی غلبہ حاصل رہا۔ اس لئے آیت: "لیظھرہ علی الدین کلہ" (تاکہ غالب کردے اس کو تمام دینوں پر) کا ارشادِ الٰہی ہر پہلو سے پورا ہوچکا۔ مگر ہر کمال کو زوال ہے، یہ قانون مسلمانوں پر بھی نافذ ہونا تھا، اس لئے چند صدیوں سے مسلمان سیاسی زوال و اضمحلال کا شکار ہیں (جب کہ دلیل و برہان اور اصولوں کی صداقت کے اعتبار سے اسلام آج بھی تمام ادیان پر غالب و منصور ہے، اور اس کی فوقیت و برتری آج بھی بمقابلہ تمام نظریوں کے درخشاں و تاباں ہے)، اور مسلمانوں کے سیاسی و تہذیبی زوال کا باعث بھی نام نہاد مسلمانوں کی غداری اور بہائیت، بابیت، مہدویت، قادیانیت ایسی اسلام کش منافقانہ تحریکوں کا اُبھرنا ہے، جو دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے، ان کو اسلام سے مایوس کرنے اور ان کی جاسوسی کرنے کی غرض سے کھڑی کی تھیں۔

و:... تاہم مایوسی کی کوئی وجہ نہیں، ان شاء اللہ وقت آئے گا کہ مسلمان پھر سے اُٹھیں گے، وہ دشمنانِ اسلام کے خودکاشتہ پودوں سے گلشنِ اسلام کو پاک و صاف کردیں گے، اسلامی معاشرے میں اسلامی قانون نافذ کریں گے، اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہوگی اور اس کی

برکت سے مسلمانوں کو ایک بار پھر پوری دنیا پر سیاسی برتری حاصل ہوگی۔

دوم:... اور تقدیرِ الٰہی میں اسلام کا ایک اور رنگ میں غلبہ بھی مقدر ہے، جسے "غلبۂ کاملہ" سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ قربِ قیامت میں اللہ تعالیٰ، اسلام کی نصرت وحمایت اور فتنۂ دجال کے قلع قمع کرنے کے لئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، ان کی تشریف آوری سے تمام مذاہب یکسر مٹ جائیں گے اور صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔ بعض مفسرین نے آیت: "لیظھرہ علی الدین کلہ" کی پیش گوئی کا مصداق اسی آخری دور کے غلبۂ اسلام کو قرار دیا ہے، خود مرزا غلام احمد صاحب بھی جب تک مسلمان تھے، اسی پر ایمان رکھتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> "اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸، ۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱ ص:۵۹۳)

اور اسی غلبۂ کاملہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ ارشاد فرمایا ہے: "ویھلک الملل کلھا الا الاسلام" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ آیتِ کریمہ میں اسلام کے جس غلبۂ کاملہ کا وعدہ ہے وہ انسانی تدابیر اور منصوبوں سے ظہور پذیر نہیں ہوگا، اس کے لئے نہ کسی انسان کی جدوجہد کی ہوئی تحریکِ جدید یا قدیم کارگر ہوسکتی ہے، نہ کوئی انسانی منصوبہ سازی مفید و سودمند ہوسکتی ہے، بلکہ اس کا منصوبہ خداوند ذوالجلال نے ازل ہی سے تیار رکھا ہے یعنی سیدنا عیسیٰ ابن مریم (علیٰ نبینا وعلیہما

منصوبات و استطیعات) کا دوبارہ تشریف لانا، جب اس غلبہ اسلام کے ظہور کا وقت آئے گا تب اللہ تعالیٰ ان منصوبوں کو بروئے کار لائیں گے۔ جس کی پوری تفصیلات اور عملی نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ امت کو بتایا جا چکا ہے اور بحمد اللہ وہ امت مرحومہ کے پاس محفوظ ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا ہوگا کہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کا یہ مطالبہ سرے سے غلط اور مہمل ہے کہ تم بھی اس موعودہ غلبہ کے لئے پروگرام بتاؤ، ہے تمہارا یا نہیں؟ کیونکہ جب غلبہ موعودہ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے، ایک خاص نظام الٰہی کے تحت بروئے کار آئے گا اور وہ ہے سیدنا عیسیٰ بن مریم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کا نازل ہونا، جب یہ غلبہ انسانی تدبیروں اور منصوبوں کے تحت ہوگا ہی نہیں بلکہ خاص نظام قدرت کے تحت ہوگا تو اس کے لئے کسی انسانی پروگرام کا سوال ہی نہیں، بلکہ یہ ایک غیر متعلق بات ہے، جو اس امر کی دلیل ہے کہ موصوف نہ تو قرآن مجید کی آیت کے مفہوم سے آگاہ ہے، نہ اسے اس غلبہ موعودہ کی ٹھیک ٹھیک تفصیلات معلوم ہیں، نہ وہ نظام الٰہی سے باخبر ہے اور نہ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ غلبہ موعودہ کس وقت، کن حالات میں، کس نظام الٰہی کے تحت، کس شکل میں، کس مقصد کے لئے ظہور پذیر ہوگا۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہی مسیح موعود ہے جس کے ہاتھ پر اسلام کو غلبہ موعودہ ہونا تھا، قطعاً غلط ہے، اگر وہ واقعتاً مسیح موعود ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ خدا اپنا وعدہ پورا نہ کرتا، اسی طرح قادیانیت کا یہ دعویٰ بھی قطعاً بے بنیاد ہے کہ وہ نظام الٰہی کے ماتحت غلبہ اسلام کے لئے جاری کی گئی ہے، اگر وہ خدائی وعدہ کے ایفا کے لئے وجود میں آئی ہوتی تو ایک صدی تک خدا کو اپنا وعدہ پورا کرنے سے کس نے روک رکھا تھا؟

و:… جہاں تک اس غلبہ موعودہ سے پہلے پہلے اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تعلیم و تربیت کا تعلق ہے، یہ بلاشبہ مسلمانوں کا فرض ہے، اس کے لئے محنت اور کوشش کرنا، تدبیریں سوچنا، منصوبے بنانا بھی بقدر استطاعت فرض ہے اور بحمد اللہ کہ مسلمان نہ پہلے بھی

اس فریب سے غافل رہے ہیں نہ اب اس گئے گزرے دور میں اس سے غافل ہیں، قادیانیوں نے کاغذی پروپیگنڈے کے ذریعے مشہور کر رکھا تھا کہ بس وہی ایک جماعت ہے جو اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔ باقی سب مسلمان سوئے پڑے ہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد کی نبوت و مسیحیت کی طرح یہ چودھویں صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اول تو جیسا کہ عرض کر چکا ہوں قادیانیوں کو اسلام سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں، وہ اگر تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں تو اسلام کی نہیں، بلکہ اس دین و مذہب کی جو مرزا طاہر احمد کے باپ دادا نے ایجاد کیا ہے۔ قادیانیوں کے ”تبلیغِ اسلام“ کے پروپیگنڈے کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی شخص ابرہہ کی طرح ایک مکان بنا کر اس کا نام ”کعبہ“ اور ”بیت اللہ“ رکھ دے، اور پھر لوگوں میں یہ پروپیگنڈہ کرتا پھرے کہ ”بیت اللہ کا طواف جس قدر میں کرتا ہوں اتنا کوئی مسلمان نہیں کرتا۔“ حالانکہ وہ ”بیت اللہ کا طواف“ نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے ہی بنائے ہوئے مکان کے گرد چکر لگاتا ہے۔

پھر قادیانی جو تبلیغ کرتے ہیں اس کا حدود اربعہ بھی ہمیں معلوم ہے۔ کوئی مبلغ صاحب باہر ملک بھیج دیئے اور انہوں نے کسی ہوٹل میں چائے پی لی تو مرکز کو رپورٹ بھیج دی کہ آج ہوٹل میں اتنے لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ کوئی سر بازار متعارف شخص مل گیا، اس سے علیک سلیک ہو گئی، بس ”تبلیغ“ ہو گئی۔ کسی کالج میں چلے گئے، وہاں دو چار ”بڑے لوگوں“ کو ایک دو پمفلٹ دے آئے، بس حقِ تبلیغ ادا ہو گیا۔ کسی تقریب میں چند لوگوں کو بلا لیا، وہاں ”گروپ فوٹو“ اتروا لئے، چلو یہ بھی تبلیغ ہو گئی اور اخباروں میں اس کی خبر چھپا دی۔ اخبار ”پیغامِ صلح“ کے بقول:

> ”اب ذرا قادیانی مبلغ کا طریقِ تبلیغ بھی ملاحظہ ہو: کسی دوست سے ملے، کہیں چائے پر چلے گئے، کسی اور جماعت میں چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی، بس قادیان رپورٹ لکھ دی کہ ہم نے تین سو آدمیوں کو اسلام یا احمدیت کا پیغام پہنچا دیا۔“ (لاہوری جماعت کے مبلغ محمد عبداللہ صاحب کا مکتوب، مندرجہ اخبار پیغامِ صلح لاہور ۳ رجون

۱۹۲۳ء بحوالہ قادیانی مذہب فصل:۱۲ نمبر ۳۳ ص:۵۹۸، ۵۹۹ طبع نہم)

> "ادھر قادیان میں اتنی بڑی جماعت نے کیا خدمت اسلام کی۔ ظاہر ہے کہ ایسی قدر قلیل کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔۔۔۔۔ البتہ اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمانان کا مسئلہ نکال کر اسلام کا تختہ پلٹ دیا۔ اور مصلح الکل خلیفہ بنا کر احمدیت کا بیڑا غرق کر دیا۔
>
> ہاں! جماعت کو سیاست کے خوب سبق پڑھائے گئے۔ کبھی سرکار انگریزی کا ہاتھ بٹایا گیا، کبھی اسے دھمکایا گیا، قادیان کو ایک دارالسلطنت کے رنگ میں دیکھنے کے خواب آنے لگے، مگر خدمت دین کیا ہوئی؟ کچھ بھی نہیں! اور ہوتی کس طرح، جب شب و روز یہ کوشش ہو کہ دنیا ہماری خادم بنے اور ہم مخدوم اور مصلح الکل بنیں، پھر خدمت دین کی توفیق کا چھن جانا لازمی امر تھا۔"

یہ ہے قادیانی تبلیغ! جس پر ناز کیا جاتا ہے اور "غلبۂ اسلام، غلبۂ اسلام" کے شور و غوغا سے آسمان سر پر اٹھا دیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بلا مبالغہ مسلمانوں کا ایک ایک ادارہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اتنی کر رہا ہے کہ ساری قادیانیت مل کر بھی اپنے دین کی اشاعت اتنی نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کی ایک "تبلیغی جماعت" کے کام کو اگر سامنے رکھا جائے تو قادیانیوں کی "تبلیغی سرگرمیاں" اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ مسلمانوں کے یہاں قرآن کریم، حدیث نبویؐ، علم فقہ اور دین کے دیگر موضوعات پر جو تدریسی، تصنیفی اور تحقیقی کام ہو رہا ہے، کیا قادیانی تحریک اس کا ہزارواں حصہ بھی پیش کر سکتی ہے؟

دراصل قادیانیوں نے "پتنگ بازی" اور کاغذی گھوڑے دوڑانے کو غلبۂ اسلام کی مہم سمجھ رکھا ہے۔ ایک زمانے میں مرزا محمود احمد صاحب نے "تحفۃ الامیر" نامی کتابچہ لکھا تھا، اسے بڑے بڑے امراء و وزراء کے پاس پہنچا کر سمجھ لیا گیا کہ بس ہم نے غلبۂ اسلام کی مہم سر کر لی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے ملکہ برطانیہ کو گھٹیا قسم کے خوشامدانہ خطوط لکھے اور

امید باندھ لی کہ بس مقصد تو پورا ہے، مسلمان ہوئی کہ اب ہوئی، اس کی بیٹی کو کتابیں بھی جڑ دی گئیں۔ چھ مہینوں میں اس کے اسلام قبول کرنے کی دعائیں بھی کی گئیں مگر اس بھلوان نے مرزا آنجہانی کے خطوط کا جواب دینا بھی اپنی توہین سمجھی۔ قادیانیوں کی ۱۹۷۶ء کی تبلیغی رپورٹ میں ایک فوٹو دیا گیا ہے جس میں ایک قادیانی دوشیزہ امریکی صدر کو قرآن کریم کا قادیانی ایڈیشن پیش کر رہی ہے۔ اور اس کے نیچے یہ تحریر ہے:

”امریکہ کی ایک احمدی خاتون مبارکہ صاحبہ صدر امریکہ جیرالڈ فورڈ کو ترجمہ قرآن کریم انگریزی پیش کر رہی ہے۔“

غالباً قادیانی صاحبان سمجھتے ہوں گے کہ صدر امریکہ اس ”احمدی خاتون“ کے رخ زیبا کی زیارت کرتے ہی اپنے قادیانی ہونے کا اعلان کردیں گے۔ قادیانیوں نے تبلیغ کے لئے جو طریقے ایجاد کر رکھے ہیں انہیں زبان قلم پر لانا باعث شرم ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک شاید صنف نازک کی حرمت کو پامال کرنا، اور انہیں غیر محرموں کے پاس خلوت میں بھیجنا اور پھر ان کے فوٹو شائع کرنا بھی غلبۂ اسلام کی مہم کا ایک حصہ ہے۔ مسلمان بحمداللہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے پوری طرح مستعد ہیں، اور جگہ جگہ دعوت و تبلیغ اور تحقیق و تصنیف کے مراکز بھی قائم ہیں۔ مگر وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنے دین کی خدمت کے لئے کرتے ہیں، کسی پر احسان نہیں دھرتے، نہ اس کی نمائش و پروپیگنڈا ضروری سمجھتے ہیں بلکہ خدا کی رضا جوئی کے لئے اس فریضہ کو انجام دیتے ہیں۔ انہیں قادیانی امت کی طرح نہ تو غیر فطری طریقے ایجاد کرنا آتے ہیں، نہ انہیں غلبۂ اسلام کے لئے کاغذی گھوڑے دوڑانے کی عادت ہے اور نہ ان کا کوئی گروہ اس بات کا مدعی ہے کہ دنیا میں تبلیغ اسلام کا ٹھیکہ بس اسی کے پاس ہے، یہ سب کچھ قادیانی امت ہی کو زیب دیتا ہے۔

۳:... اب میں مرزا طاہر احمد صاحب کے سوال کے آخری حصہ کو لیتا ہوں۔ مسلمانوں کی حکومتیں پہلے بھی رہی ہیں، بحمداللہ اب بھی موجود ہیں، اور ان شاء اللہ آئندہ بھی رہیں گی، مگر اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کو یہود سے مشابہت قرار دینا مرزا صاحب کی روایتی خوش فہمی ہے، اس لئے کہ راقم الحروف نے جو قادیانی حکومت طلبی پر

گرفت کی تھی اور اسے یہود کی مشابہت ٹھہرایا تھا، اس کا منشا نفس حکومت نہیں تھا (میرے رسالہ کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیجئے) بلکہ اسلام کے قصر عالی کی تخریب کرکے اس کے ملبہ پر قادیانی محل تعمیر کرنے پر مجھے اعتراض تھا۔ یعنی جس طرح یہود اسلامی سلطنتوں کو ختم کرکے ان کی جگہ پوری دنیا کو یہودی ریاست میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں، اسی طرح قادیانی بھی تمام عالم اسلام کی حکومتوں کو ختم کرکے ان کی جگہ "قادیانی حکومت" قائم کرنے کے خواہاں ہیں، گویا دونوں کے درمیان قدر مشترک اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے عداوت ہے۔ قادیانی تمام مسلمانوں کو چونکہ یہودیوں سے بدتر سمجھتے ہیں، اس لئے وہ بڑی شدت سے بے چین ہیں کہ کس طرح ساری دنیا سے اسلامی حکومتوں کو ملیامیٹ کردیا جائے اور کس طرح ان کی جگہ قادیانی ریاست قائم کردی جائے، جہاں قادیانیوں کے "امیرالمؤمنین" کا سکہ خلافت جاری ہو، اور ساری دنیا کے مسلمان ان کے سامنے چوہڑے چمار بن کر رہ جائیں؟ یہ سب کچھ محض الزام نہیں بلکہ یہ ایک امر واقعہ ہے جس کے متعدد حوالے میں اوپر پیش کرچکا ہوں۔ اب دیکھئے کہ مرزا طاہر احمد صاحب میری اس واضح عبارت کے منشا کو تو خود سمجھنے سے قاصر رہے ہیں مگر اپنی خوش فہمی کی بنا پر یہ سوال مجھ سے کر رہے ہیں کہ کیا مسلمانوں کا اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کرنا یہود سے مشابہت نہیں؟ اور اس عقل و فہم کے باوصف آنجناب قادیانیوں کے "حضرت صاحبزادہ صاحب" ہیں:

وزیرے چنیں شہریارے چنیں

صاحبزادہ صاحب! سوال کرنے سے پہلے سوچ لیا کیجئے کہ آپ کا مخاطب کیا کہہ رہا ہے، اور آپ اس کا کیا مطلب سمجھ کر سوال فرما رہے ہیں؟ ورنہ وہی لطیفہ ہوگا کہ امام ابویوسفؒ نے ایک شاگرد سے فرمایا کہ تم ہمیشہ خاموش رہتے ہو، کچھ پوچھتے پاچھتے نہیں، جب کہ دوسرے طلبہ بڑے دقیق سوال کرتے ہیں۔ شاگرد بولا: حضرت! اب سے پوچھا کروں گا۔ ایک دن امامؒ نے مسئلہ بیان فرمایا کہ سورج غروب ہونے کے بعد روزہ فوراً کھول لینا چاہئے، تاخیر مکروہ ہے۔ شاگرد نے مہر خموشی توڑی اور عرض کیا: حضرت! اگر آدھی رات تک سورج غروب ہی نہ ہو تو...؟ فرمایا: بیٹے! بس تمہارے لئے خاموشی ہی بہتر ہے۔

قادیانی اور اسرائیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

سرکاری خبررساں ایجنسی اے پی پی نے مصر سے شائع ہونے والے اخبار "عقیدتی" کے حوالے سے خبر دی ہے کہ اسرائیل حکومت نے قادیانیوں کے ہیڈکوارٹرز اور ایک ٹی وی چینل کے لئے انہیں عمارات فراہم کردی ہیں، نیز انٹرنیٹ پر "ہوم ویب" کے نام سے صفحہ کھولا گیا ہے، جس میں اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کی کردارکشی کرنے کے لئے اسلام کے حوالے سے متعدد غلط رپورٹیں، قابل اعتراض تصاویر اور لائق شرم بیانات وعلامات شامل کئے گئے ہیں۔ اسلام کے متعلق ویب سائٹ کو "مسلم" یا "احمدیہ" کا نام دیا گیا ہے۔ (روزنامہ "جنگ" کراچی اتوار، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

"الکفر ملۃ واحدۃ" کے مطابق قادیانی اور اسرائیل کا گٹھ جوڑ کچھ تعجب خیز نہیں ہے، لیکن اس سے قادیانی عزائم اور یہودی عزائم کے درمیان ہم آہنگی واضح ہوجاتی ہے، اور قرآن کریم کے اس اعلان کی صداقت واضح ہوجاتی ہے:

"لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود
والذین اشرکوا، ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا
الذین قالوا انا نصٰرٰی ذٰلک بان منھم قسیسین ورھبانا
وانھم لا یستکبرون" (المائدہ: ۸۲)

ترجمہ: "تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور مشرکوں کو پاویں گے، اور ان

تم مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے
جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت
سے علم دوست عالم ہیں، اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں،
اس سبب سے کہ یہ لوگ متکبر نہیں۔" (ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانوی)

جب دجال اعور کا خروج ہوگا تو اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں شامل ہوں گے، مرزا طاہر احمد نے گویا دجال اعور کی لائن صاف کردی ہے۔

ہمارے بزرگ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ جو امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے دور سے لے کر شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ تک مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری رہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کا مرکز تو مکہ اور مدینہ ہے، اور وہاں قادیانیوں کو جانے کی اجازت نہیں، تو ان کے ذریعے غلبۂ اسلام کیسے حاصل ہوگا؟ اور یہ غالب آنے کے خواب کیونکر دیکھ رہے ہیں...؟

(ماہنامہ "بینات" کراچی رجب ۱۴۰۸ھ)